ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جولائی 2019ء جلد نمبر 20 شمارہ نمبر 7

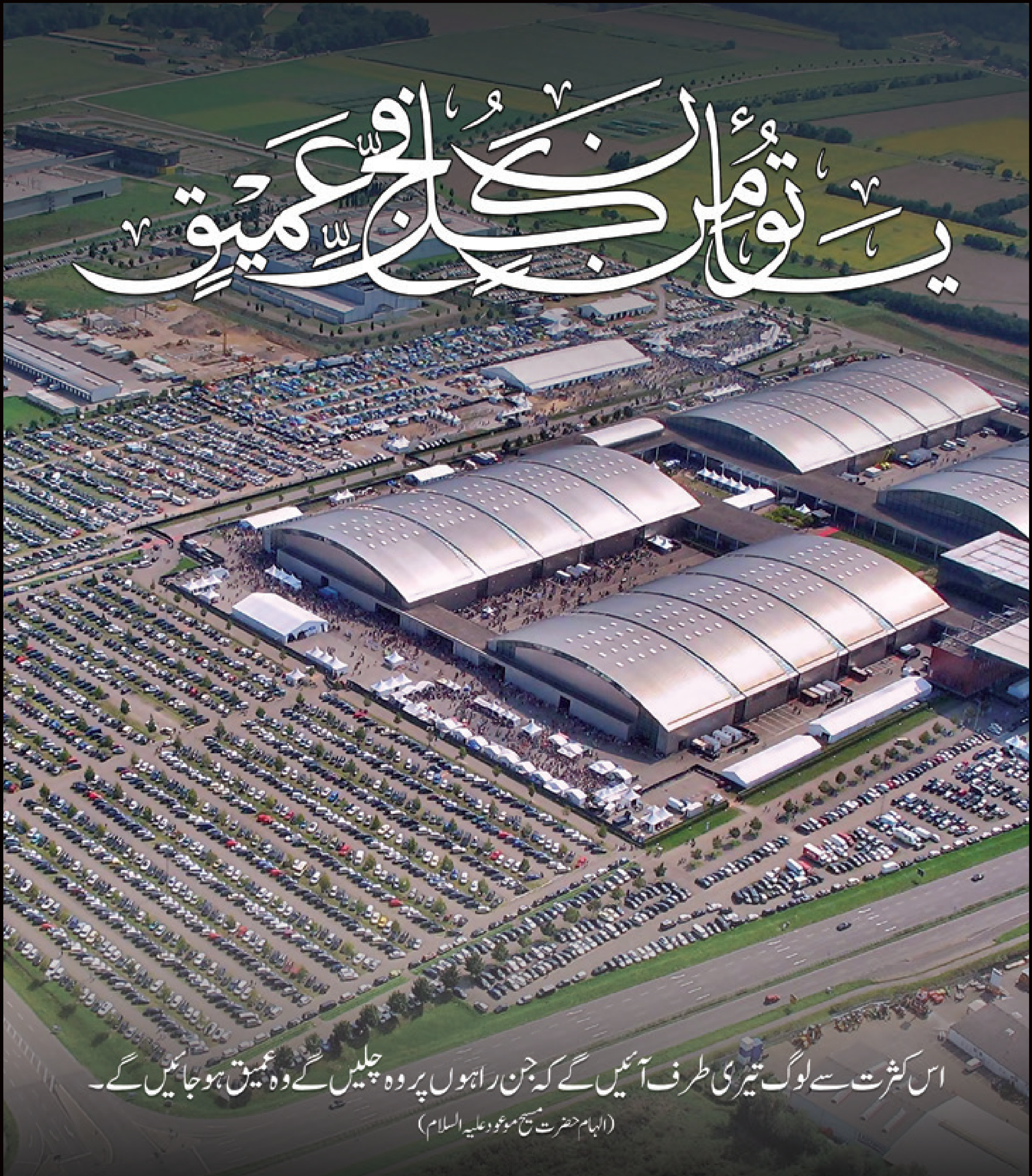

شاملینِ جلسہ کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں

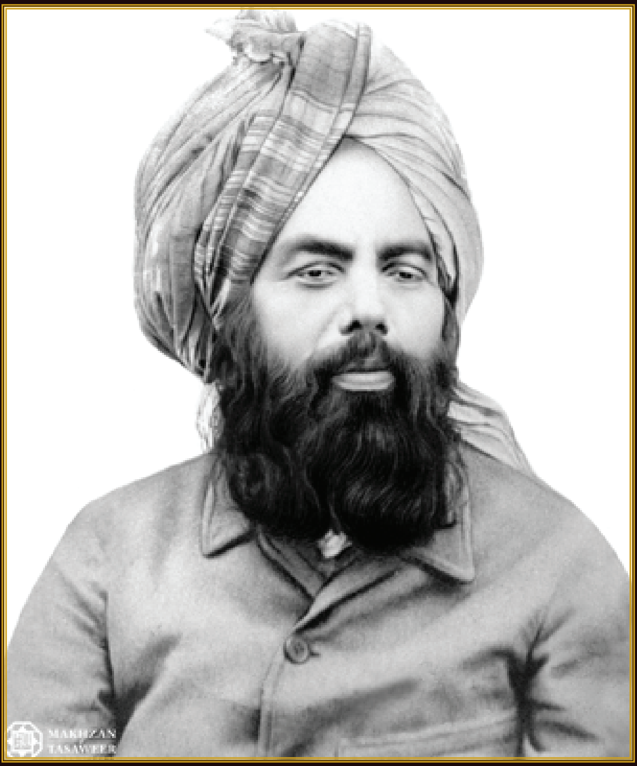

”ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔
خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر
رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن
پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہمّ و غم دُور فرما دے۔ اور ان
کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات
کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے اُن
بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے
اور تا اختتام سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے
ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور
ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما
کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے“۔ آمین ثم آمین

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ الراقم خاکسار غلام احمد
از قادیان ضلع گورداسپور۔ عفی اللہ عنہ

(مجموعہ اشتہارات جلد 342)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

اب دیکھو آ کے در پہ ہمارے وہ یار ہے

ربوہ میں 1983ء کا جلسہ سالانہ ہو رہا تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے نور مصطفویؐ اور نار بولہبی والے خطاب سے سامعین کو گرمایا اور دو گھڑی صبر سے کام لو والی نظم کہہ کر آنے والے خوفناک حالات کا نقشہ کھینچا۔ اکثر سننے والے حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہونے جارہا ہے مگر اس مرد خدا کو اس کے مولیٰ نے سب کچھ بتا دیا ہوا تھا اس لئے وہ پورے حوصلہ اور ہمت کے ساتھ استقامت کا پہاڑ بن کر سب کچھ جماعت کو بین السطور بتائے جا رہا تھا۔ آپ نے آتش نمرود کے بھڑکائے جانے کی باتیں بھی بتائیں اور فرعون کی فرعونیت کے دہرائے جانے سے بھی باخبر کیا۔ اس کے ساتھ ہی آئندہ دنوں میں جماعت پر ٹوٹنے والے مخالفت کے پہاڑوں کی خبر دے کر نمرودیت کی اپنی ہی آگ میں جل جانے کی خبر بھی دی، سحر کی ناگنوں کے نگلے جانے کی پیشگوئی بھی فرمائی۔ اپنی صدائے فقیرانہ کے شش جہت میں پھیلتے چلے جانے کا واشگاف اعلان بھی فرمایا اور دشمن بدنوا کو صاف صاف بتا دیا کہ تیری آواز دو قدم دور، دو تین پل جائے گی۔

اس کے بعد کیا ہوا! پہلے مخالفت کا طوفان بدتمیزی اُٹھا اور نمرودیت وفرعونیت کا کبر وغرور اپنی پوری طاقت کے ساتھ ظاہر ہوا۔ حتی کہ دشمن بداندیش نے ''قادر مطلق'' بن کر جماعت احمدیہ کو کینسر کہہ کر اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا دعویٰ فرعونیت کیا۔ اس کے لئے اس نے جماعت پر کیا کیا پابندیاں نہ لگائیں۔ اذانیں بند کیں، مسلمان کہلوانے، اسلامی شعار زبان پر لانے پر پہرہ بٹھایا اور اپنی فہم میں سب سے کاری ضرب جماعت کے سب سے بڑے پروگرام جلسہ سالانہ پر پابندی لگا کر لگائی۔ یہ سب کچھ ہم نے دیکھا اور پھر ہم نے وہ بھی سب کچھ دیکھا جس کا تعلق اس الٰہی جماعت کی تائید ونصرت کے ساتھ تھا اور جس کے وعدے اسی دو گھڑی والی نظم میں کئے گئے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ واقعی وہ صدائے فقیرانہ شش جہت میں پھیلنے لگی اور آج تک پھیلتی جارہی ہے جبکہ اس دشمن بدنوا کی آواز تک کسی کو سنائی نہ دی، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کو حلق سے آواز نکالنے کا موقع بھی مل سکا یا نہیں اور دو قدم کیا ایک قدم بھی چلنے کی مہلت مل سکی یا نہیں۔ اس نے ربوہ میں ہونے والے ایک جلسہ پر پابندی لگائی تھی مگر آج چشم فلک دیکھ رہی ہے کہ شہیدان امت کے خون کا ایک ایک قطرہ اس طرح پھول پھل رہا ہے کہ ملک ملک اس جلسے کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور جون جولائی اگست کے مہینے تو گویا احمدیہ ماحول میں جلسوں کا موسم ہوتا ہے۔ جرمنی، ہالینڈ، بیلجیئم، فرانس، سویٹزرلینڈ، آسٹریا، سپین، اٹلی اور سب سے بڑھ کر برطانیہ میں مرکزی جلسہ سالانہ ہوتا ہے۔ یورپ سے باہر نکل کر افریقہ اور امریکہ کے براعظموں کا رخ کریں تو یہاں بھی عظیم الشان جلسے ہوتے ہوئے نظر آئیں گے۔ جن میں سے غانا، نائیجیریا، بینن، بورکینافاسو، امریکہ اور کینیڈا کے سالانہ جلسے اپنی خاص عظمتِ شان رکھتے ہیں۔ امریکہ اور کینیڈا میں تو فاصلے کی دوری کے باعث دو دو جلسے ہوتے ہیں۔ اس طرح سے اگر پورے عالم احمدیت کے جلسے گنے جائیں تو ان کی تعداد پچاس سے بھی بڑھ جائے۔ انہی میں ایک ہمارا جلسہ سالانہ جرمنی بھی ہے جو امسال جولائی میں اپنی چوالیسویں بہار دکھا رہا ہے گویا وہ جو ایک جلسہ دشمنان احمدیت نے بند کیا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی جگہ بیسیوں جلسے ہونے لگے۔ ایک ملک میں پابندی لگی تو ملک ملک یہ لوائے احمدیت لہرانے لگا اور ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھ لیا کہ ؎

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اخبار احمدیہ

جولائی 2019ء | جلد نمبر 20 | شمارہ نمبر 7

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی۔ شمس الحق انور

معاونین

سلطان احمد قمر۔ عرفان احمد خان۔ سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمن مبشر۔ سید افتخار احمد

ٹائٹل و ڈیزائننگ

مرزا لطف القدوس

کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

مینیجر

میر لئیق محمود طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main
Email:
akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

فہرست مضامین

04	قال اللہ، قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرکات
06	منظوم کلام
07	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے
12	نیشنل عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی 2022-2019ء
13	ہر قدم پہ میرے مولیٰ نے دیئے مجھ کو نشاں
15	ایک نہایت کامیاب افسر جلسہ سالانہ
17	نظام جلسہ سالانہ کی انتظامی تشکیل
22	یہ محبتوں کا لشکر جو کرے گا فتح خیبر
23	جلسہ سالانہ پر بازار
24	پروگرام جلسہ سالانہ جرمنی 2019ء
27	لاہور ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ پر تبصرہ (قسط دوم)
33	صد سالہ جشن تشکر (قسط دوم)
42	بلانے والا ہے سب سے پیارا
43	بھنگ کے خلاف جنگ
46	پناہ گزینوں کا عالمی دن
48	جرمنی میں جلسہ ہائے یوم خلافت کا انعقاد

سرورق پر بھی خطاطی مکرم فرہاد غفار صاحب مربی سلسلہ کی کاوش ہے اور سرورق مکرم احسان اللہ ظفر صاحب نے ڈیزائن کیا ہے، فجزاھم اللہ احسن الجزاء

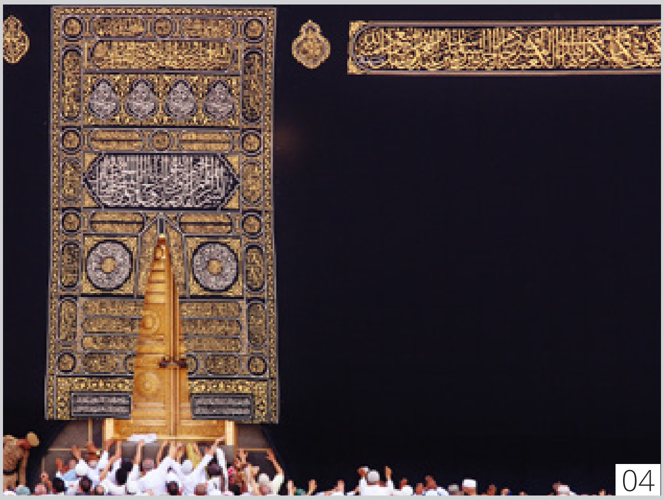
04

43

07

27

15

41

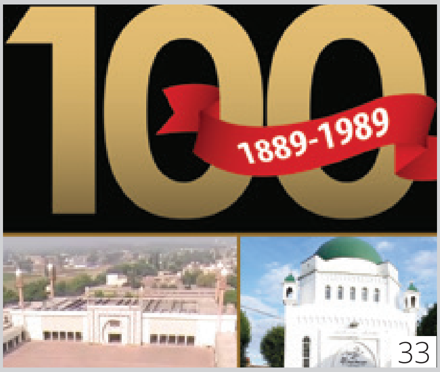

33

17

قال اللہ جل جلالہٗ

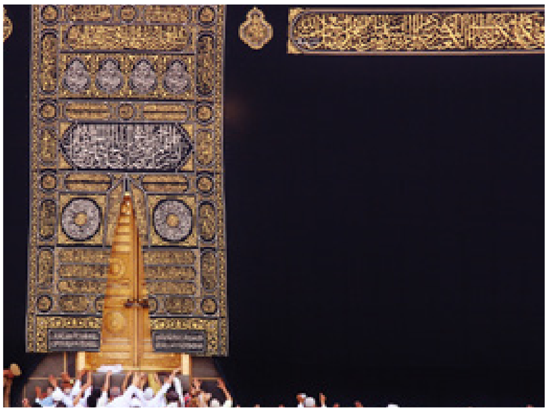

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ
لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (التوبہ:122)

مومنوں کے لئے ممکن نہیں کہ وہ تمام کے تمام اکٹھے نکل کھڑے ہوں پس ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان کے ہر فرقہ میں سے ایک گروہ نکل کھڑا ہوتا کہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو خبردار کریں جب وہ ان کی طرف واپس لَوٹیں تاکہ شاید وہ (ہلاکت سے) بچ جائیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ أَیُّ جُلَسَائِنَا خَیْرٌ؟ قَالَ مَنْ ذَكَّرَكُمُ اللّٰہَ رُؤْیَتُہٗ وَ زَادَ فِیْ عِلْمِكُمْ مَنْطِقُہٗ- وَ ذَكَّرَكُمْ بِالْآخِرَةِ عَمَلُہٗ-

(الترغیب والترھیب الترغیب فی مجالسۃ العلماء صفحہ 76 جلد 1 بحوالہ ابویعلیٰ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کس کے پاس بیٹھنا (دینی لحاظ سے) بہتر ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید ہے جس کو دیکھنے کی وجہ سے تمہیں خدا یاد آوے۔جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل کو دیکھ کر تمہیں آخرت کا خیال آئے۔(اور اپنے انجام کو بہتر بنانے کے لئے تم کوشش کرنے لگو۔)

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کیلئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی بُرہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کیلئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے

(آسمانی فیصلہ۔روحانی خزائن جلد 4،صفحہ 351)

تبرکات

جلسہ سالانہ کا اہم مقصد: ”ہم اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہوں“

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف سنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر یک نئے سال جس قدر بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے۔ اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔ اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا۔ اس جلسہ میں اس کے لئے مغفرت کی جائے گی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔

(مجموعہ اشتہارات ج اول ص 303)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

تم یاد رکھو میں ایسے میلوں سے سخت متنفر ہوں، میں ایسے مجمعوں کو جن میں روحانی تذکرہ نہ ہو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔۔۔ ہم کو تو صرف خدا چاہئے مجھ کو نہیں معلوم کہ کیا جمع ہوا۔ کیا آیا مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں پھر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو مقدم کرو ہماری کوششیں اللہ کے لئے ہوں۔ (الحکم 28 نومبر 1910ء صفحہ 8)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

جو دوست سال بھر میں ایک دفعہ بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان آجاتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لاتے ہیں ان کی اولادوں میں احمدیت قائم رہتی ہے اور گو ان بچوں کو احمدیت کی تعلیم سے ابھی واقفیت نہیں ہوتی مگر وہ اپنے والدین سے یہ ضرور کہتے رہتے ہیں کہ ابا! ہمیں قادیان کی سیر کیلئے لے چلو۔ اس طرح بچپن میں ہی ان کے قلوب میں احمدیت گھر کرنا شروع کر دیتی ہے اور آخر بڑے ہو کر وہ اپنی احمدیت کا شاندار نمونہ پیش کرنے پر قادر ہو جاتے ہیں.... پس ان ایام میں قادیان آنا کسی ایسے بہانے یا عذر کی وجہ سے ترک کر دینا جسے توڑا جا سکتا ہو یا جس کا علاج کیا جا سکتا ہو، صرف ایک حکم کی نافرمانی ہی نہیں بلکہ اپنی اولاد پر بھی ظلم ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ فرمودہ 10 دسمبر 1937ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”اس جلسہ کی غرض ہی یہ ہے کہ جو نیکی کی باتیں کی جاتی ہیں وہ انہیں غور سے سنیں۔ اخوت کی جو فضا پیدا کی گئی ہے دوست اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ جو پاک ہوا ہمیں یہاں مل رہی ہے اس میں وہ سانس لیں اور کسی طرح ایسا ہو جائے کہ ہر احمدی کے دل سے دُنیا کی محبت نکل جائے سرد پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک شعلہ، حضرت نبی اکرم ﷺ کے عشق کی کچھ ایسی آگ لگے کہ دُنیا سے انسان بالکل ہی مُنہ موڑ لے اور اللہ تعالیٰ کی طرف منہ کرکے اور اس میں ہو کر اور اسی کے لئے اور اس کی اطاعت میں اور آنحضرت ﷺ کے عشق میں اپنی زندگی کے دن گزارے“۔ (اختتامی خطاب جلسہ سالانہ، 28 دسمبر 1969ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

”خدا کی رضا کی خاطر آپ جلسہ گاہ میں بیٹھتے ہیں۔ خواہ بور بھی ہو رہے ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ کی رضا آپ کو مل رہی ہوتی ہے اس سے بہتر آپ کو کیا چیز حاصل ہو سکتی ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں جب تک غیر ملکیوں کے لئے ترجمے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا سارے غیر ملکی صبح سے شام تک خاموشی سے بیٹھے ہوتے تھے ان کی طرف سے ایک آواز بھی نہیں آتی تھی یعنی وہ روزانہ کئی کئی گھنٹے مسلسل محض اللہ کی رضا کی خاطر بیٹھے رہتے تھے۔ حالانکہ ایک لفظ کی بھی ان کو سمجھ نہیں آ رہی ہوتی تھی۔ ان کو دیکھ کر ان سے ہی نمونہ پکڑا ہوتا۔“ (خطبات طاہر، جلد اول، صفحہ 332)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

ہر شامل ہونے والے کو جلسہ کے اس مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہوں۔ دین کو مقدم کرنے والے ہوں اور دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کو دین کا خادم بنانے والے ہوں۔ اور یہ روح صرف اپنے اندر پیدا نہ کریں بلکہ اپنی اولاد میں بھی یہ روح پھونکیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے اور انسانی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ نسلاً بعد نسلٍ اس بات کو اپنی اولادوں کے دلوں میں بٹھاتے چلے جائیں کہ دنیا کو دین کا خادم بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر چلنے کی کوشش کرو اور اس آخری زمانے میں ہماری اصلاح کے لئے اور ہم پر فضل فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو بھیجا ہے اس کی بیعت میں آ کر ہمیشہ اس کی باتوں پر عمل کرنے والے بنے رہیں کہ اسی میں ہماری بقاء ہے۔ اسی میں ہماری نسلوں کی بقاء ہے۔ (خطبہ جمعہ 14 ستمبر 2018ء)

آئے وہ دن کہ ہم جن کی چاہت میں

آئے وہ دن کہ ہم جن کی چاہت میں گنتے تھے دن اَپنی تسکینِ جاں کے لئے
پھر وہ چہرے ہویدا ہوئے جن کی یادیں قیامت تھیں قلبِ تپاں کے لئے

پیار کے پھول دل میں سجائے ہوئے ، نورِ ایماں کی شمعیں اٹھائے ہوئے
قافلے دُور دیسوں سے آئے ہوئے ، غمزدہ اک بدیس آشیاں کے لئے

دیر کے بعد اے دُور کی راہ سے آنے والو! تمہارے قدم کیوں نہ لیں
میری ترسی نگاہیں کہ تھیں منتظر ، اِک زمانے سے اِس کارواں کے لئے

پھول تم پر فرشتے نچھاور کریں ، اور کشادہ ترقی کی راہیں کریں
آرزوئیں مِری جو دُعائیں کریں ، رنگ لائیں مِرے میہماں کے لئے

میرے آنسو تمہیں دیں رَمِ زندگی ، دور تم سے کریں ہر غمِ زندگی
میہماں کو ملے جو دمِ زندگی ، وہی اَمرت بنے میزباں کے لئے

نور کی شاہراہوں پہ آگے بڑھو ، سال کے فاصلے لمحوں میں طے کرو
خوں بڑھے میرا تم جو ترقی کرو ، قرۃالعین ہو سارباں کے لئے

تم چلے آئے میں نے جو آواز دی ، تم کو مولیٰ نے توفیق پرواز دی
پر کریں ، پر شکستہ وہ کیا جو پڑے رہ گئے چشمک دشمناں کے لئے

اُن کی چاہت میرا مدعا بن گیا ، میرا پیار اُن کی خاطر دُعا بن گیا
بالیقیں اُن کا ساتھی خدا بن گیا ، وہ بنائے گئے آسماں کے لئے

حبس کیسا ہے میرے وطن میں جہاں ، پا بہ زنجیر ہیں ساری آزادیاں
ہے فقط ایک رستہ جو آزاد ہے ، یورشِ سیلِ اشکِ رواں کے لئے

بن کے تسکیں خود اُن کے پہلو میں آ ، لاڈ کر ، دے اُنھیں لوریاں ، دل بڑھا
دُور کر بد بَلا یا بتا کتنے دن اور ہیں صبر کے امتحاں کے لئے؟

کلام طاہر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

جلسہ میں شامل ہونے والوں کی ذمہ داریاں

تشہد، تعوّذ و سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

آج اس خطبہ کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کے انعاموں میں سے یہ بھی ایک بہت بڑا انعام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا کہ سال میں ایک دفعہ ہم جمع ہو کر اپنی روحانی اور اخلاقی ترقی کے سامان بہم پہنچائیں۔ ایسے پروگرام بنائیں جو ہمیں خدا تعالیٰ سے قریب کرنے والے اور تقویٰ میں بڑھانے والے ہوں۔ اس ارادے اور اس نیت سے یہ دن گزاریں کہ ہم نے اعلیٰ اخلاق اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں۔ آپس میں محبت، پیار اور تعلق کو بڑھانا ہے، رنجشوں کو دور کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنی ہے، ہر قسم کی لغویات سے اپنے آپ کو پاک کرنا ہے۔ بظاہر یہ چند باتیں ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کے مقاصد میں سے بیان فرمایا۔ لیکن یہی باتیں ہیں جو انسان کے مقصد پیدائش کو پورا کرنے والی ہیں۔ پس جلسہ پر آنے والے ہر احمدی کو ہمیشہ یہ بات اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہئے کہ اس جلسہ میں شامل ہونا اپنے اندر ایک بہت بڑا مقصد رکھتا ہے۔ اگر خدا کی رضا کے حصول کی کوشش نہیں ہو رہی، اگر تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش نہیں ہو رہی، اگر اخلاق کے اعلیٰ نمونے قائم کرتے ہوئے بندوں کے حقوق ادا نہیں ہو رہے تو پھر جلسہ پر آنے کا مقصد پورا نہیں ہو رہا اور اگر یہ مقصد پورا نہیں کرنا تو پھر اس جلسہ پر آنے کا فائدہ بھی کوئی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں بھی صرف انہی کے حق میں پوری ہوں گی جو اس مقصد کو سمجھ رہے ہوں گے، اس غرض کو سمجھ رہے ہوں گے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسہ کا اجراء فرمایا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''مَیں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں۔ بلکہ وہ علّتِ غائی'' یعنی وہ بنیادی وجہ وہ مقصد ''جس کے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں، اصلاح خلق اللہ ہے''۔

پس ہر احمدی جو دنیا میں کسی بھی جگہ بسنے والا ہے۔ جب اپنے ملک کے جلسہ سالانہ میں شریک ہوتا ہے یا اب بعض ذرائع اور سہولتوں کی وجہ سے بعض احمدی جن کو اللہ تعالیٰ نے آسانی اور وسائل مہیا فرمائے ہوئے ہیں دوسرے ممالک کے جلسوں میں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ (یہاں بھی اس وقت بہت سے مختلف ممالک سے بعض احمدی آئے ہوئے ہیں جو جلسہ میں شمولیت کی نیت سے آئے ہیں)۔ ان سب شامل ہونے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسہ کے انعقاد کا جو مقصد تھا اسے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر یہ مقصد پیش نظر نہیں، اگر جلسہ کے پروگراموں نے ایک احمدی کی روحانی اور اخلاقی حالت میں کوئی بہتری پیدا نہیں کی تو ایسے شامل ہونے والوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کراہت کا اظہار فرمایا ہے۔ اگر تقویٰ میں ترقی نہیں تو 20 ہزار یا 25 ہزار یا 30 ہزار کی حاضری بے مقصد ہے۔ تعداد بڑھنے سے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ آپؑ کی بعثت کا مقصد تو تب پورا ہوگا جب ہم تقویٰ میں ترقی کریں گے۔

آپ فرماتے ہیں

"تمام مخلصین، داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 248 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے

یہ کتنی بڑی ذمہ داری ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم پر ڈالی ہے اور یہ کتنی بڑی توقع ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے کی ہے۔ آپ تمام محبتوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہم پر غالب دیکھنا چاہتے ہیں۔ کوئی ایسی محبت نہ ہو جو اس محبت کا مقابلہ کر سکے۔ اللہ اور رسولؐ کی محبت تمہارے دل میں قائم ہونی چاہئے۔ دنیا کی محبت آپ ہمارے دلوں سے مٹا دینا چاہتے ہیں لیکن اس کا یہ بھی مطلب نہیں ہے کہ دنیا سے لاتعلق ہو جاؤ اور بالکل ہی جنگلوں میں جا کے بیٹھ جاؤ۔ آپ نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے تو یہ بھی کفران نعمت ہے۔ اگر کوئی زمیندار ہے اور اپنے کھیت کا حق ادا نہیں کرتا، اپنی زمینداری کا حق ادا نہیں کرتا تو یہ بھی کفران نعمت ہے۔ اگر کوئی تاجر ہے یا کسی کاروبار میں ہے یا ملازم ہے اور ان کاموں کی طرف توجہ نہیں دیتا جو اس کے سپرد ہیں، جن کی اس پر ذمہ داری ڈالی گئی ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایک احمدی کے دل میں سب سے زیادہ محبت خدا کی ہو، اس کے رسولؐ کی ہو۔ دنیا کی یہ نعمتیں ایک احمدی کو دنیادار بنانے والی نہ ہوں، اس کو اللہ تعالیٰ کے احکامات سے دور لے جانی والی نہ ہوں۔ یہ کاروبار، یہ دنیاوی نعمتیں ایک احمدی کو تقویٰ سے دور ہٹانے والی نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کی عبادت سے دور لے جانے والی نہ ہوں، عبادتوں کو بھلانے والی نہ ہوں، اعلیٰ اخلاقی قدروں کو ہم سے چھیننے والی نہ ہوں۔ یہ کاروبار اور یہ دنیاوی نعمتیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دی ہیں یہ ہمیں اللہ کی مخلوق کے حقوق غصب کرنے والی نہ بنائیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ اور رسول ﷺ کی محبت کا غلبہ ہمیں اس تعلیم پر چلانے والا ہو جو تعلیم ہمیں قرآن کریم نے دی ہے۔ اس محبت کی وجہ سے ہم اس اُسوہ پر چلنے والے ہوں جو آنحضرت ﷺ نے قائم فرمایا ہے۔ تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہوئے ہم ان راہوں پر چلنے والے ہوں جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے متعین فرمائی ہیں اور جن پر چل کر آنحضرت ﷺ نے ہمیں دکھایا اور جن کا اس زمانے میں اعلیٰ ترین نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم فرمایا اور اپنی جماعت سے اس تقویٰ کے معیار کے حاصل کرنے کی توقع کی ہے۔

پس جلسہ میں شامل ہونے والے ہر احمدی کو اس مقصد کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جلسہ میں شامل ہونے والے ہر احمدی کے لئے یہ موقع میسر فرمایا ہے تا کہ پاکیزہ ماحول کے زیر اثر زیادہ تیزی سے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ تو حیلہ نکالا ہے، یہ تو ایک ذریعہ ہے، ایک بہانہ ہے کہ تقویٰ میں جلد سے جلد ترقی ہو، تمہارے لئے تربیت کا ایک ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، ورنہ صرف یہی نہیں کہ جو جلسہ میں شامل ہوں انہوں نے ہی اپنے معیار اونچے کرنے ہیں۔ ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہوا ہے، اس وقت آپ کی بیعت کے مقصد کو پورا کرنے والا ہو گا جب اپنے تقویٰ کے معیار بڑھائے گا۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں

"خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا سے مفقود ہو گئی تھی اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانے میں پائی نہیں جاتی تھی اسے دوبارہ قائم کرے"۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 214-213 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں "سوائے وَے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو، آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے"۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

پھر ایک جگہ آپ نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے اور توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہماری جماعت "تقویٰ سے کام لے اور اولیاء بننے کی کوشش کرے"۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 581 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں "خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اسی کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے"۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات کو ہمیشہ ہر احمدی کو اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہئے اور خاص طور پر آپ جو اس جلسے میں اپنی روحانیت کی ترقی کے لئے شامل ہو رہے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہی مقصد حضرت

سوائے وَے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو، آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے اور اس نیت سے ہر احمدی کو جلسوں میں شامل ہونا چاہئے۔ تقویٰ میں ترقی کے اس موقع سے فائدہ اٹھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ ماحول میسر کر کے مہیا فرمایا ہے۔ تقویٰ میں ترقی کرنے کی کوشش کریں کیونکہ جیسا کہ ان چند مختصر اقتباسات میں جو مَیں نے پیش کئے ہم نے دیکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں شمار ہی اسے کیا ہے جس میں حقیقی تقویٰ اور طہارت پیدا ہو اور اپنی عملی حالتوں کو درست کرتے ہوئے اولیاء بننے کی کوشش کرے۔ اور اولیاء کیا ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشش کرنے والے ہیں۔ ان کی زبانیں ذکر الٰہی سے تر رہتی ہیں۔ ان کی راتیں اور دن عبادتوں میں گزرتے ہیں۔ دنیاوی کاموں میں، جو ان کو پڑتے ہیں، ان میں بھی خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتے۔ ان کے ہر عمل سے خدا کی رضا کی تلاش کی جھلک نظر آتی ہے۔

اگر تم ذکر الٰہی کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہارا ذکر کرے گا۔ پس خوش قسمت ہے وہ شخص جس کا ذکر اس کا آقا، اس کا مالک، اس کا پیدا کرنے والا اور مالکِ حقیقی کرے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا ہے لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور:38) جب دل خدا کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔ اس کی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ میں آسکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے، کسی کام میں مصروف ہو، مگر اس کا دل اور دھیان اسی بچے میں رہے گا۔ اسی طرح پر جو لوگ خدا کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حال میں بھی خدا کو فراموش نہیں کرتے"۔

(الحکم جلد 8 نمبر 21 مورخہ 24 جون 1904ء صفحہ 1)

پس اللہ تعالیٰ کی یہ یاد اور اس کا ذکر ہر احمدی کا مطمح نظر ہو، مقصد ہو۔ جہاں زبان ہر وقت ذکر الٰہی کر رہی ہو وہاں دل کی یہ حالت ہو کہ مَیں ہر اس عمل کو بجالانے والا بنوں جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ ہر اس عمل سے، ہر اس کام سے بچنے والا بنوں جس کے نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ ہر وقت یہ پیش نظر رہے کہ میری ہر حرکت و سکون خدا تعالیٰ کی نظر کے سامنے ہے اس لئے میرے سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنے۔ پس یہ حالت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اسی حالت کے پیدا کرنے کے لئے سال میں ایک دفعہ چند دن کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسہ کے لئے بلایا ہے۔

پس اے وہ تمام احمدیو! جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ عہد بیعت باندھا ہے کہ اے امام الزمان! جو ایمان ہمارے دلوں سے نکل کر ثریا پر چلا گیا تھا اور جسے تُو دوبارہ پھر اس دنیا پر، اس زمین پر واپس لایا ہے اور وہ قرآنی تعلیم جس نے ہمیں خیر اُمت بنایا تھا لیکن ہم دنیاداری میں پڑ کر اسے بھلا بیٹھے تھے، جسے تُو نے پھر ہماری زندگیوں کا حصہ بنانے کے لئے ہم میں جاری فرمایا ہے اور خود اس کے پاک نمونے قائم فرمائے ہیں، ہم عہد کرتے ہیں کہ اب یہ ایمان اور یہ تعلیم ہمارے دلوں کا، ہمارے عملوں کا ہمیشہ کے لئے حصہ بنی رہے گی، انشاء اللہ۔ ہم اب اپنی زبانوں کو خدا تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق ذکر الٰہی سے تر رکھیں گے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب:42) یعنی اے مومنو! اللہ کا بہت ذکر کیا کرو۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ موقع مہیا فرمایا ہے کہ اس بات کی یاددہانی ہو جائے اور ان دنوں میں ذکر الٰہی کی طرف توجہ پیدا ہو جائے، عبادتوں کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تاکہ تقویٰ کے معیار بڑھیں اور ہم اللہ کا قرب حاصل کرنے والے بنیں۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے گا۔ پس تقویٰ میں بڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا لطف و احسان ظاہر ہو گا جس کا ایک ذریعہ حقوق اللہ کی ادائیگی ہے اور یہ حق عبادتوں اور ذکر الٰہی سے حاصل ہو گا۔

اس نکتے کو حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ کی مناسبت سے یوں بیان فرمایا تھا کہ کیونکہ یہ جلسہ شعائر اللہ میں سے ہے اور اس میں شامل ہونے کا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روحانیت میں ترقی کا حصول بتایا ہے جس کا ایک بہت بڑا ذریعہ عبادت و ذکر الٰہی ہے۔ اور ذکر الٰہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور بہت سارے فائدوں میں سے اس کا بہت بڑا اور عظیم فائدہ یہ ہے کہ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ یعنی اگر تم ذکر الٰہی کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہارا ذکر کرے گا۔ پس خوش قسمت ہے وہ شخص جس کا ذکر اس کا آقا، اس کا مالک، اس کا پیدا کرنے والا اور مالکِ حقیقی کرے، اس پر لطف و احسان فرمائے۔

پس ان دنوں میں اس اہم امر کی طرف ہر ایک کو بہت توجہ دینی چاہئے۔ چاہے وہ جلسہ گاہ میں بیٹھ کر جلسہ سننے والے مرد ہیں یا عورتیں ہیں یا مختلف جگہوں پر خدمت پر مامور ڈیوٹی والے مرد ہیں یا خواتین و ناصرات ہیں۔ کل بھی مَیں نے کارکنان اور کارکنات کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ ذکر الٰہی کی طرف ان دنوں میں خاص توجہ دیں۔ ڈیوٹی دینے والے بھی جب بھی ڈیوٹی دے رہے ہوں ذکر الٰہی کی طرف توجہ رکھیں جس طرح باقی شاملین جلسہ ذکر الٰہی کی طرف توجہ رکھتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر تو ہمارا مقصد ہی پورا نہیں ہوتا۔ پس اس بنیادی بات کو ہر ایک کو پلّے باندھ لینا چاہئے۔ جو کام ہم اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ایک نمائندے کے کہنے پر خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہیں اس میں اگر ہم عبادت اور ذکر الٰہی کو جتنی اہمیت دینی چاہئے وہ نہیں دیں گے تو نہ تو خدا تعالیٰ کے اس نمائندے کے ساتھ سچا تعلق جوڑنے والے بن سکتے ہیں اور نہ ہی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ: "آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے"۔ یہ ایک ایسا فقرہ ہے کہ اس سے ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جانے چاہئیں۔ ہم یہ پڑھتے ہیں، سنتے ہیں، جماعتی پروگراموں میں کئی دفعہ یہ الفاظ بینرز پر بھی ہم لکھے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن سرسری نظر سے دیکھتے ہیں اور اس کو دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں یا تھوڑی دیر کے لئے

توجہ پیدا ہوتی ہے تو وہ وقتی ہوتی ہے۔ پس بہت فکر کا مقام ہے، ہر فقرہ اور ہر لفظ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے، ہمیں جھنجھوڑنے والا ہے۔ ہم لاکھ کہتے رہیں، ہم احمدی ہیں لیکن اگر عرش کے خدا نے ہمیں اُس فہرست میں شامل نہیں کیا تو ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ بھی بیکار ہے اور ہمارا ان جلسوں میں آنے کا مقصد بھی فضول ہے۔ پس ان دنوں میں خوب دعائیں کریں، اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑیں، ذکرِ خدا پہ زور دیں اور ظلمتِ دل مٹاتے جائیں۔ یہاں بہت سی علمی، تربیتی اور روحانی بہتری پیدا کرنے کے لئے تقاریر ہوں گی انہیں

پس ان دنوں میں خوب دعائیں کریں، اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑیں، ذکرِ خدا پہ زور دیں اور ظلمتِ دل مٹاتے جائیں

سنیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ان تقریروں کو سنتے ہوئے یہ عہد کریں اور مدد مانگیں کہ اے خدا ہم نیک نیت ہو کر تیرے مسیح کے بلانے پر دلوں کی اصلاح کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ لیکن یہ اصلاح ہم اپنے زور بازو سے نہیں کر سکتے، تیری مدد کی ضرورت ہے۔ اگر اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کی دعا سنتے ہوئے تُو نے ہماری مدد نہ کی تو ہم تیری عبادت کے معیار حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اے میرے پیارے خدا تجھ کو تیرا ہی واسطہ کہ ہمیں ضائع ہونے سے بچا۔ جس نیک مقصد کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں اس سے وافر حصہ ہمیں عطا فرما کہ تیرے فضل کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں۔ ہمارے دلوں کو اتنا پاک اور صاف کر دے کہ جو کچھ ہم سنیں اس سے صرف علمی اور ادبی حظّ اور لطف نہ اٹھائیں بلکہ اُن تربیتی اور روحانی معیاروں کو اونچا کرنے والی باتوں کو ہم اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں، ان پر عمل کرنے والے ہوں، ان کو اپنی نسلوں میں جاری کرنے والے ہوں۔ پس جب ہم نیک نیت ہو کر جلسے کے پروگراموں سے فیض اٹھانے کی کوشش کریں گے، دعائیں کرتے ہوئے تمام نیک باتوں کو اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کی کوشش کریں گے تو تبھی ہم اپنی زندگیوں میں انقلاب لانے والے بن سکیں گے۔ اس انقلاب سے حصہ لینے والے بن سکیں گے جس انقلاب کے لانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے اور پھر دنیا میں بھی انقلاب لانے والے بنیں گے انشاء اللہ۔

پس اس انقلاب کے لئے بنیادی اور سب سے اہم چیز دعا اور ذکر الٰہی ہے جب یہ عادت ہم اپنے اندر پیدا کر لیں گے اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے پیدا کر لیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے احکامات کے مطابق ہم مزید احکامات پر بھی عمل کریں گے۔ حقوق العباد ادا کرنے والے بھی بن جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسے کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جمع ہونے سے آپس میں تودّد و تعارف بڑھے گا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے والے بنیں گے تو تودّد و تعارف کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ آپس کی محبت اس تعارف سے پیدا ہو۔ تو جب نئے تعلقات کو فروغ دیا جائے گا اور ایک دوسرے سے محبت بڑھانے کے سامان کئے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے پرانے تعلقات میں پہلے سے بڑھ کر بہتری پیدا کرنے کی کوشش ہوگی۔ اگر کسی وجہ سے کوئی رنجشیں پیدا ہو چکی ہیں تو انہیں دُور کرنے کی کوشش ہوگی، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہ صرف فضول گوئی اور بدکلامی سے بچے رہیں گے بلکہ پیار اور محبت پیدا کر رہے ہوں گے۔ نہ صرف لڑائی جھگڑوں سے بچ رہے ہوں گے بلکہ پرانے لڑائی جھگڑوں پر ایک دوسرے سے معذرتیں اور معافیاں مانگ رہے ہوں گے۔ ذاتی اناؤں کے جال سے نکل رہے ہوں گے۔ کئی شکایات یہاں سے مجھے آتی ہیں، ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو جاتے ہیں، جماعت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں اور بعض کو پھر مجبوراً دکھی دل کے ساتھ سزا بھی دینی پڑتی ہے کیونکہ نظام جماعت کا تقدس تمام رشتوں سے زیادہ ہے، ہر رشتے سے بالا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حقیقی تعلق ہے تو اپنی حرکتوں پر پشیمان ہوتے ہوئے آپس میں پیدا ہوئی ہوئی دراڑوں کو نہ صرف اس محبت کی وجہ سے جوڑنے والے ہوں گے بلکہ محبت کے تعلقات پیدا کریں گے۔ آنحضرت ﷺ کے حکم پر عمل کرنے والے بنیں گے کہ ایک مسلمان سے دوسرے مسلمان کو اس کی زبان اور ہاتھ سے کبھی تکلیف نہیں پہنچتی، نہ پہنچنی چاہئے۔

پھر ان دنوں میں جبکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جمع ہوتے ہیں، اس کے آگے جھکتے ہوئے اس سے دعائیں مانگ رہے ہیں، کامل ایمان کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول ہیں، کامل فرمانبرداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر چل رہے ہیں تو پھر یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی بھی موقع پر نظام جماعت کی فرمانبرداری سے باہر ہوں۔ ایک طرف تو یہ کوشش ہو کہ ہم آسمان پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں لکھے جائیں اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے خلفاء کے قائم کردہ نظام جماعت کی اطاعت سے باہر جا رہے ہوں۔ پس یہ دو عملیاں نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے کبھی نہیں دکھا سکتے اور نہ کبھی دکھاتے ہیں۔ ان دنوں میں دلوں کے اس میل کو بھی دعاؤں کے ذریعہ سے، اصلاح کے

نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے

ذریعہ سے دھونے کا موقع ملتا ہے۔ اگر اصلاح کی غرض سے اس جلسے میں شامل ہوئے ہیں اور کوئی میلہ سمجھ کر شامل نہیں ہوئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ جلسہ کوئی میلہ نہیں ہے، تو یقیناً پھر دلوں کے میل بھی دھوئیں گے۔ بعض دفعہ روزمرہ کی زندگی میں بھی اور جلسہ کے دنوں میں بھی ایک عام احمدی کی رنجشیں اور جھگڑے

عہدیداران سے بھی ہو جاتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں اگر یہ ذہن میں ہو کہ اس جلسے کا مقصد کیا ہے تو ہر ایک احمدی اپنے پرانے جھگڑے بھی ختم کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر یہاں کوئی تلخی کی صورت پیدا ہوئی ہے تو اسے بھی دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ عہدیداران اور جلسے کے دنوں میں ڈیوٹی دینے والے بھی اس بات کا خیال رکھیں۔ کل بھی مَیں نے یہی کہا تھا کہ اخلاق کے اعلیٰ معیار سب سے زیادہ ڈیوٹی دینے والوں سے ظاہر ہونے چاہئیں کہ بحیثیت کارکن اور عہدیداران کی زیادہ ذمہ داری ہے۔ اس لئے ان میں برداشت کا پہلو بھی زیادہ ہونا چاہئے یا برداشت پیدا کرنے کی ان کو زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔ ان میں عفو اور درگذر کا پہلو بھی زیادہ ہونا چاہئے اور انہیں دوسروں کے لئے نمونہ بننے کے لئے اپنی عبادتوں اور دوسرے اخلاق کے معیار اونچا کرنے کی بھی دوسروں کے مقابلے میں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے۔

پس اگر عہدیدار اپنے آپ کو عہدیدار کی بجائے خادم سمجھیں اور افراد جماعت اپنے عہدیداران کو نظامِ جماعت چلانے کے لئے خلیفہ وقت کے مقرر کردہ کارکن سمجھیں تو یہ تعلقات ہمیشہ محبت اور پیار کے تعلق کی صورت میں رہیں گے جو پھر خلیفہ وقت کے تابع ہو کر دنیا کو امن اور سلامتی کا حقیقی پیغام دینے والے ہوں گے، دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنے والے ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ ان راہوں پر چلنے والے ہوں گے جن راہوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں چلانا چاہتے ہیں۔ ان معیاروں کو حاصل کرنے والے ہوں گے جن معیاروں کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"اے سعادت مند لوگو!" آپ میں سعادت تھی تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو، زمانے کے امام کو قبول کیا۔ اب سعادت کا پہلا قدم تو تم نے اٹھالیا، آگے آپؑ فرماتے ہیں "اے سعادت مند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے" ایک قدم سعادت کا تو تم نے اٹھا لیا، نیک فطرت تھی قبول کر لیا، اب اپنے آپ پر اس تعلیم کو بھی لاگو کرو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ہے۔ فرماتے ہیں "تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان میں سے، نہ زمین میں سے۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا"۔ دنیاوی کام ہیں ان سے تمہیں منع نہیں کرتا۔ ذریعے ہیں ان سے تمہیں منع نہیں کرتا، توکّل اگر اللہ تعالیٰ پر کرنا ہے تو اس کے لئے حکم ہے کہ اونٹ کا گھٹنا باندھو۔ "لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں، سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفسِ امّارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بھی بنی نوع کی ہمدردی کرو جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے، کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دُور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دُور ہوتی ہے"۔ اپنی طاقت سے کوئی بدی دُور نہیں کر سکتے اس لئے دعائیں مانگو" اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دُور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ، بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اس کے احکام ہر ایک پہلو کے رُو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 63 مطبوعہ لندن)

یہ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائم کردہ معیار جس کی طرف آپؑ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے نفسانی کینوں اور غصّوں سے الگ ہو جاؤ۔ یہ بڑا اچھا موقع اللہ تعالیٰ نے میسر فرمایا ہے اگر ان دنوں میں ہر ایک خود اپنا محاسبہ کرے تو اپنی تصویر خود سامنے آجائے گی۔ اگر نیک نیتی سے اپنا محاسبہ کر رہے ہوں گے تو ان نفسانی کینوں اور غصّوں کا حال خود معلوم ہو جائے گا۔ "تکبر سے بچو"۔ فرمایا یہ تکبر ہی ہے جو نافرمان بناتا ہے۔ تکبر ہی ہے جس نے انبیاء کا انکار کروایا اور یہ تکبر ہی ہے جو نظام جماعت یا عہدیداران کے خلاف دوسرے کو بھڑکاتا ہے اور یہ تکبر ہی ہے جو آپس میں بھی ایک دوسرے سے لڑاتا ہے۔ پھر حقیقی ہمدردی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے پیدا کرو تبھی تمہاری باتوں کا اثر ہو گا، تبھی تمہاری تبلیغ موثر ہو گی۔ کئی لوگ ہمارے جلسوں میں شامل ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی آتے تھے، قادیان کا ماحول دیکھتے تھے اور اس ماحول کا ہی اثر ان پر ہوتا تھا۔ ان لوگوں کے اخلاق کا اثر بھی ان لوگوں پر ہوتا تھا جو احمدی ہو جاتے تھے۔ اب بھی دنیا کے مختلف ممالک میں جب جماعت کے جلسے ہوتے ہیں اور لوگ آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک اثر لے کر جاتے ہیں اور بعض ان میں سے پھر بیعت کر کے جماعت میں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ تو ہر ایک کو یہ یاد رکھنا چاہئے اور ہر ایک کو یہ بات اپنے پیشِ نظر رکھنی چاہئے کہ ہر احمدی کے چہرہ کے پیچھے آج احمدیت کا چہرہ ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھو تمہارے قول اور عمل میں تضاد نہ ہو تبھی تمہاری دعوت الی اللہ میں برکت پڑے گی۔ جماعت کی نیک نامی کا باعث بھی تم تبھی بنو گے جب ہمیشہ سچائی پر قائم ہو گے۔ کسی کی بُرائی نہ چاہو۔ ذاتی منفعت اور فائدہ تمہیں کسی سے بُرائی پر مجبور نہ کرے۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ تمہارے ہر عمل کو خدا دیکھ رہا ہے۔ ہر وقت دل میں خدا کا خوف ہو اور اس کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اس کے آگے جھکو اور اپنی عبادتوں کے معیار قائم کرو اور ہمیشہ یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت تمہیں تبھی فائدہ دے گی جب ہر حالت میں تم دین کو دنیا پر مقدم رکھو گے۔ صرف دعوے اور نعرے کبھی کام نہیں آئیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی جماعت کے اعلیٰ معیار دیکھنے کی کس قدر تڑپ تھی اور کس درد سے آپ نے جماعت کے لئے دعائیں کی ہیں اس کا ایک نمونہ میں آپ کو دکھاتا ہوں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں

”دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤں گا۔اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہو گی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔ہاں مَیں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالیٰ کے علم اور ارادے میں بدبخت ازلی ہے جس کے لئے مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اس کو حاصل ہو تو اس کو اے قادر خدا میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ وہ تیری طرف سے منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو“۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 364)

اللہ تعالیٰ ہمارے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام نیک تمناؤں اور دعاؤں کو ہمارے حق میں پورا فرمائے۔ہم میں کبھی کوئی بھی ایسا نہ ہو جائے جو اپنی بدبختی اور بدقسمتی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے کاٹا جائے۔

اے اللہ! تُو ہم پر ہمیشہ اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر پھیلائے رکھ اور ہمیں ہمیشہ اپنے محبوب اور خاتم الانبیاء کے عاشقِ صادق کی جماعت سے جوڑے رکھ اور ہمیں اور ہماری نسلوں کو ان فضلوں اور انعاموں کا وارث بنا جن کا تُو نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے۔اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔آمین

(خطبہ جمعہ 31/اگست 2007ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن مؤرخہ 21 ستمبر 2007ء ص5 تا8)

یہ دیوانوں کی مجلس ہے یہاں دیوانہ آتا ہے

یہ تیری دلکشی اے جلوہ گاہِ حُسن کیا کہنا
جو آتا ہے بصد اخلاص مشتاقانہ آتا ہے

چلے آتے ہیں آنے والے یوں قربان ہونے کو
کہ جیسے شمع پر پروانہ بے تابانہ آتا ہے

تعلق کیا، غرض کیا، واسطہ کیا، ہوشیاروں کو
یہ دیوانوں کی مجلس ہے یہاں دیوانہ آتا ہے

لگا ہے کوچۂ دلبر میں دیوانوں کا تانتا سا
کوئی دیوانہ آ پہنچا کوئی دیوانہ آتا ہے

اسیرِ عشق ہو کر سب تعلق ٹوٹ جاتے ہیں
جو اس مجلس میں آتا ہے آزادانہ آتا ہے

یہ مجلس ہے کہ ہے دیوانگانِ عشق کا مجمع
جدھر دیکھو نظر دیوانہ ہی دیوانہ آتا ہے

حضرت سید حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری ؓ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

جلسہ سالانہ جرمنی 2019ء کے موقع پر جرمنی تشریف آوری پر دل کی گہرائیوں سے

اھلاً وسھلاً ومرحباً

اس دعا کے ساتھ پیش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کو ہر قدم پر کامیابیوں سے نوازے، آمین

بقیہ: یہ محبتوں کا لشکر جو کرے گا فتح خیبر از صفحہ 22

ہوتا ہے بے اختیار فلک شگاف نعرہ لگانے کو دل چاہتا ہے مگر یورپ کا ماحول اس کی برداشت نہیں رکھتا اور بعض بدبخت دہشت گردوں نے خدا اور خدا کے رسول کے نام کو بھی بدنام کر دیا ہے۔اس لئے ظاہر میں تو نعرہ نہیں لگایا مگر دل سے ہمیشہ ایک نعرہ تکبیر بلند ہوا جو ثریا سے ہمکلام ہوا۔یوکے جلسہ کے اختتام پر جب رش ہو جاتا ہے تو بہت سے لوگ ٹریفک کے اژدحام میں پھنس جاتے ہیں۔مغربی لوگ اگر ٹریفک میں پھنس جائیں تو ٹریفک کو کوستے ہیں مگر ہم اس کا بھی لطف اٹھاتے ہیں کہ خدا کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور یہ نظارہ یوکے تک ہی محدود نہیں جرمنی کے جلسہ کے بعد بھی ٹریفک کافی دیر تک رکی رہتی ہے مگر طبیعت حمد و ثنا کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔اس کا لطف بھی دیوانے ہی جانتے ہیں دوسرے نہیں۔

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم بره یار یکساں کردی

ہر قدم پہ میرے مولیٰ نے دیئے مجھ کو نشاں

جلسہ سالانہ کے چند ایمان افروز واقعات

چھوٹی سی کوٹھڑی میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ہمارے گھر میں چوہدری ظفراللہ خان صاحب اترا کرتے ہیں وہ اچھے امیر آدمی ہیں دو تین ہزار روپیہ ماہوار آمدنی رکھتے ہیں مگر ان کے خاندان کے دس بارہ آدمی ایک ہی چھوٹی سی کوٹھڑی میں گزارہ کر لیتے ہیں۔ ان کے والد چوہدری نصراللہ خان صاحب کی ایک بات مجھے ہمیشہ پیاری معلوم ہوتی ہے حضرت خلیفہ اوّل کی زندگی کے آخری سال مَیں جلسہ میں مہمان نوازی کا افسر تھا چوہدری صاحب آسودہ حال آدمی تھے اور عمر بھی ان کی زیادہ تھی میں نے ان کے لئے علیحدہ مکان کی کوشش کی مگر انہوں نے کہا میں سب کے ساتھ ہی رہوں گا مگر اس طرح وہ بیمار ہو گئے۔ اگلے سال یعنی میرے ایامِ خلافت میں چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے ان سے کہا کہ پچھلے سال آپ کو تکلیف ہو گئی تھی اب کے علیحدہ ٹھہرنے کا انتظام کیا جائے گا مگر انہوں نے جواب دیا آگے ہی پلاؤ کھانے والے اور اپنے لئے خاص آرام چاہنے والے الگ ہو گئے ہیں مَیں تو سب کے ساتھ ہی رہوں گا۔ (الفضل 25۔ دسمبر 1930ء)

تھوڑے سے وقت میں ساڑھے نو ہزار روٹی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بات یوں ہوئی کہ صبح پانچ بجے کے قریب جلسہ سالانہ کے منتظمین نے یہ محسوس کیا ہے کہ روٹی کی تعداد میں کمی واقع ہو جائے گی اور انہوں نے اذان سے بھی آدھ گھنٹہ قبل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کو یہ اطلاع دی کہ جو ہنگامی حالات کے لئے انتظام ہے لوہ پر اور چھوٹی تندوریوں پر رضا کارانہ طور پر مستورات روٹیاں پکائیں۔ اس انتظام کے ماتحت آپ جس حد تک روٹیاں پکوا کر دے سکتی ہوں دیں۔ گزشتہ سال کے تجربہ کی وجہ سے ہمارا انتظام یہ تھا کہ ہم نے مختلف جگہوں پر مختلف طریقوں پر ہنگامی حالات کے مطابق ہنگامی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے روٹی پکانے کا انتظام کیا ہوا ہے جس میں سے ایک یہ حصہ ہے چنانچہ جو منتظمین تھے انہوں نے ان تنوریوں یا تندوریوں میں لکڑیاں ڈال کر آگ جلادی اور لوہ کے جو چولہے ہوتے ہیں ان کے نیچے بھی آگ جلادی اور یہ اطلاع انہوں نے دے دی، نصف گھنٹہ کے اندر اندر ہماری مستعد اور فدائی بہنیں ضرورت سے کہیں زیادہ اس موقع پر آگئیں اور روٹی پکاتی رہیں۔ جب تک کہ ان کو یہ نہیں کہا گیا کہ اب اور مزید روٹی نہ پکائیں کیونکہ ہماری ضرورت پوری ہوگئی ہے اور تھوڑے سے وقت میں انہوں نے ساڑھے نو ہزار روٹی تیار کر کے لنگر میں بھجوادی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ بہنیں جماعت کے شکریہ کی مستحق ہیں۔ میں اپنی طرف سے اور ساری جماعت کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا دے اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انہیں بھی ہمیشہ ہی ہنگامی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے بھی اور جو ہماری مستقل ضروریات ہیں ان کے مطالبات پورا کرنے کے لئے بھی توفیق دیتا چلا جائے“۔

(خطبات جلسہ سالانہ 28 دسمبر 1968۔ اختتامی خطاب)

بارش کے دوران روٹی پکائی کا نظارہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”حقیقت یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ کام کرنا اور خدمت کرنا بھی بالواسطہ تبلیغ بن جاتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہی ایک دفعہ ایسا وقت آیا کہ بارش ہو رہی تھی اور خطرہ تھا کہ صبح مہمانوں کو ہم روٹی مہیا نہیں کرسکیں گے۔ ادھر نان بائی تنور چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ اس زمانے میں تو چھتیں بھی مہیا نہیں ہوا کرتی تھیں۔ بہت برا حال ہوتا تھا۔ تنور کچے اور پھر دیگر وسائل کی بہت کمی ہوتی تھی۔ پیڑے والیاں تو پہلے ہی بھاگ گئی تھیں۔ اُس وقت ہمارے جتنے اطفال بھی روٹی جمع کرنے پر مقرر تھے اور دوسرے کارکنان، ان سب کو میں نے اکٹھا کیا۔ علاوہ ازیں باہر سے جتنے بھی کارکنان مل سکتے تھے وہ بلائے۔ اس کے بعد ہم نے یوں کیا کہ پراتیں اور کنالیاں اور جو بھی مہیا ہوا ان کو لے کر نان بائیوں کے سروں پر کھڑے ہو گئے تا کہ بارش ان کو تکلیف نہ دے۔ اور بچوں نے جیسا تیسا بھی ان کو پیڑا بنانا آتا تھا، پیڑے بنائے اور اللہ کی توفیق سے ہماری ساری رات اسی طرح گزری۔ صبح نماز کے بعد مجھے ایک مولوی صاحب نظر آئے جو سندھ سے تعلق رکھتے تھے اور غالباً مجھے لاڑکانہ میں ملے تھے۔ بڑے شدید مخالف ہوتے تھے اور جماعت اسلامی کے پیش رو لوگوں میں سے تھے۔ وہ دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئے ان کے اوپر رقت طاری ہوگئی۔ میں نے کہا مولوی صاحب! آپ کو کیا ہوگیا؟ انہوں نے کہا میں ابھی نماز کے بعد بیعت کر کے آرہا ہوں اور اس خوشی میں گلے لگ کر مل رہا ہوں۔ میں نے کہا آپ کو بیعت کرنے کا خیال کس طرح پیدا ہوا؟ کہنے لگے میں رات کو جبکہ بارش ہو رہی تھی، یہ دیکھنے آیا تھا کہ اب احمدیوں کا کیا حال ہوتا ہے؟ میں تو آپ کے نظام کو درہم برہم ہوتے دیکھنا چاہتا تھا لیکن رات میں نے جو نظارہ دیکھا ہے وہ بڑا حیرت انگیز اور

ایمان افروز ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے، جن کے پاس بدن ڈھانکنے کو کپڑے بھی کافی نہ تھے۔ اور افسر کیا اور ماتحت کیا۔ سارے کے سارے کنالیاں اور پراتیں لیکر کھڑے ہیں اور نان بائیوں کو بارش سے بچا رہے ہیں تا کہ وہ بھیگ نہ جائیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر میری کایا ایسی پلٹی کہ میں نے فیصلہ کرلیا کہ ضرور بیعت کروں گا۔ کیونکہ یہ جھوٹوں کی جماعت نہیں ہوسکتی اور میں نے دل میں کہا ملوں گا اس وقت، جب بیعت کرلوں گا۔ چنانچہ میں نے رات بڑی بے چینی میں گزاری ہے اور اب میں آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے بیعت کی توفیق عطا فرمادی ہے۔ پس اخلاص کے نمونے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی ضائع نہیں جاتے۔ ان کے نتیجے میں بڑی تبلیغ ہوتی ہے۔ دلائل خواہ لاکھ بھی ہوں، سچے عمل کی قوت تاثیر کا مقابلہ نہیں کرسکتے"۔ (خطبات طاہر جلد اول صفحہ 342)

جلسہ گاہ کی راتوں رات توسیع

قادیان کے جلسہ سالانہ 1927ء میں منتظمین نے جلسے کے لئے جس قدر جگہ گھیری، وہ جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے قدرے تنگ تھی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جلسہ کے اندر فرمایا کہ یہ منتظمین کی غلطی ہے، میں اس کی بازپرس کروں گا۔ منتظمین کو سوچنا چاہئے تھا کہ ہر سال ہمارے جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد پچھلے سال سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ تقریر فرما کر حضور تشریف لے گئے۔

لیکن اب ذرا مندرجہ ذیل واقعہ بھی ملاحظہ کریں۔

حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ جو جلسہ سالانہ کے منتظم تھے، انہوں نے راتوں رات رضاکار یعنی جلسہ سالانہ میں کام کرنے والے جمع کئے اور رات کے وقت دسمبر کی سردی میں ساری جلسہ گاہ کو گرادیا اور اسے وسیع کر کے ازسرنو تعمیر کر دیا۔ راتوں رات یہ کام ہوا اور مہمان تو سوئے ہوئے تھے۔ صبح کی نماز کے وقت جب وہ اٹھے تو انہوں نے جلسہ گاہ کا نقشہ بالکل بدلا ہوا پایا۔ گویا اللہ دین کا چراغ تھا، جس کے ذریعے سے وہ جلسہ گاہ ازسرنو تعمیر ہوگئی۔

دوسرے دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو جلسہ گاہ کو فراخ دیکھ کر فرمانے لگے کہ اب میں کیا بازپرس کرسکتا ہوں؟

(الفضل 3 جنوری 1928ء و سیرت داؤد صفحہ 113 طبع ثانی)

تعریف کے قابل ہیں یارب ترے دیوانے
آباد ہوئے جن سے دنیا کے ہیں ویرانے

کب پیٹ کے دھندوں سے مسلم کو بھلا فرصت
ہے دین کی کیا حالت یہ اس کی بلا جانے

جو جاننے کی باتیں تھیں اُن کو بھلایا ہے
جب پوچھیں سبب کیا ہے کہتے ہیں خدا جانے

سرمستی سے خالی ہے دل عشق سے عاری ہے
بیکار گئے ان کے سب ساغر و پیمانے

خاموشی سی طاری ہے مجلس کی فضاؤں پر
فانوس ہی اندھا ہے یا اندھے ہیں پروانے

فرزانوں نے دنیا کے شہروں کو اجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے

ہوتی نہ اگر روشن وہ شمعِ رخِ انور
کیوں جمع یہاں ہوتے سب دنیا کے پروانے

ہے ساعتِ سعد آئی اسلام کی جنگوں کی
آغاز تو میں کردوں انجام خدا جانے

(کلام محمود)

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

ایک نہایت کامیاب افسر جلسہ سالانہ

محترم سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم سلسلہ احمدیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت سیّد میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر اور حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ قابل فخر باپ کے فرزند ہونے کی حیثیت سے آپ جماعت احمدیہ کے ان خوش بخت وخوش نصیب نوجوانوں میں سے تھے، جن کے کندھوں پر چھوٹی عمر میں ہی اہم اور عظیم الشان کاموں کا بوجھ ڈالا گیا۔ اور آپ بحمد اللہ تعالیٰ اپنی غیر معمولی خداداد صلاحیتوں، خوبیوں اور اوصاف کو بروئے کار لاتے ہوئے تمام ذمہ داریوں سے بکمال حسن وخوبی عہدہ برآ ہوتے رہے اور حسنِ کارکردگی کا نہایت اعلیٰ معیار قائم کر دکھانے میں کامیاب رہے۔ آپ جولائی 1957ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ علاوہ ازیں آپ نے بیک وقت ناظر خدمت درویشاں، افسر جلسہ سالانہ، انچارج دارالاقامۃ النصرۃ اور مینیجنگ ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے اہم اور کلیدی عہدوں کی گراں بار ذمہ داریاں بھی بہت محنت، لگن اور خوش اسلوبی سے نبھائیں۔ یوں تو ہر ذمہ داری کے اعتبار سے آپ کی خدمات مثالی اور قابل تقلید ہیں تاہم اس موقع پر افسر جلسہ سالانہ کی حیثیت سے آپ کے مثالی کردار کے بعض واقعات پیش ہیں جو قارئین کے لئے ایمان افروز ہیں تو عہدیداران کے لئے سبق آموز! (منیر ابن منیر)

جلسہ سالانہ کی مہمان نوازی کا کام بہت ہی اہم وسیع اور ذمہ داری کا کام ہے۔ مہمانوں کی خاطر داری اور مہمان نوازی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی اور کھانا پکانے والے لوگوں سے صحیح اور بروقت کام لینا، جلسہ کے لئے جملہ اجناس کی بروقت فراہمی اور پرالی وغیرہ کا انتظام غرضیکہ یہ صیغہ بہت اہم ذمہ داریاں اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ محترم سید داؤد احمد صاحب مرحوم سب سے پہلے 1963ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر افسر جلسہ سالانہ مقرر ہوئے اور اس کے بعد تادم وفات اس پر فائز رہے۔ اور چشم دید شہادت ہے کہ اپنے والد بزرگوار کی طرح میر صاحب مرحوم اعلیٰ مہمان نوازی کے جوہر سے متصف اور اکرام ضیف کا پوری طرح خیال رکھنے والے تھے اور مہمانوں کی خدمت میں دن رات ایک کر دیتے۔ آپ نے 1963ء میں پہلی مرتبہ افسر جلسہ سالانہ مقرر ہونے پر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مہمانوں کی سہولت کی خاطر ایک اشتہار معلومات شائع کیا۔ چنانچہ اس سے متعلق الفضل نے لکھا:

”امسال تشریف لانے والے مہمانوں کی سہولت کے پیش نظر ایک اشتہار بعنوان جلسہ سالانہ پر ربوہ تشریف لانے والوں کی خدمت میں اھلاً و سھلاً و مرحبا شائع کیا گیا ہے۔ جس میں جلسہ سالانہ کی غرض وغایت پر روشنی ڈالنے کے علاوہ اس کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہونے کے لئے ضروری ہدایات درج کی گئی ہیں۔ نیز جماعتی فرودگاہوں کی تفصیل، سپیشل گاڑیوں کی آمد، واپسی کے اوقات اور قلیوں کے اجرت نامہ سے متعلق ضروری معلومات بھی اس میں درج ہیں۔ یہ اشتہار جلسہ سے قبل سرگودھا، ہنڈیوالی، لائلپور، چک جھمرہ اور چنیوٹ کے سٹیشنوں پر تشریف لانے والے احباب میں تقسیم کیا جائے گا۔ اس کے مطالعہ سے مہمانوں کو ایسی مفید معلومات حاصل ہوں گی، جن سے انہیں ربوہ کے سٹیشن پر اترنے کے بعد اپنی اپنی مقررہ فرودگاہوں تک پہنچنے میں مدد ملے گی“۔

(سیرت داؤد صفحہ 110-111)

جلسہ سالانہ میں مہمانان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کے سلسلہ میں آپ کے جذبات کیا تھے اور ایثار و قربانی کا کیسا جذبہ رکھتے تھے۔ اس بارہ میں یہ ایمان افروز واقعہ لکھا ہے:

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے آپ کا جذبہ مہمان نوازی پورے پیار و محبت کے ساتھ جلوہ گر ہوتا۔ دو تین سال

پہلے کی بات ہے آپ جامعہ احمدیہ کی فرودگاہ کے ابتدائی انتظامات دیکھنے کے لئے آئے۔ تمام کمروں میں پرالی بچھی ہوئی دیکھ کر آپ اپنے دفتر کی طرف آئے اور فرمانے لگے کہ باقی سارے کمرے تو مہمانوں کے قیام سے متبرک ہوں اور میرا دفتر اس سے محروم رہے، یہ نہیں ہوسکتا۔ اسی وقت کارکنوں کو بلاکر دفتر خالی کروانے کا حکم دیا اور فرمایا: اس دفتر میں بھی مہمان ضرور ٹھہرائے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ اس امر سے بڑے مطمئن اور خوش ہوئے۔

(سیرت داؤد صفحہ 111)

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے کس طرح جان لڑا دینے کا عزم رکھتے تھے اور آپ کے دل میں اس مقصد کے لئے کیا جذبات تھے، اس بارہ میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر مرحوم بیان فرماتے ہیں: ہمارا جلسہ سالانہ معمول کے مطابق 26-27-28 دسمبر کو ہوا کرتا ہے، جبکہ سردی اپنے شباب پر ہوتی ہے۔ 1965ء میں جلسہ سالانہ رمضان کے اندر ہوناتھا، اس لئے مجلس مشاورت 1965ء میں یہ امر زیر بحث تھا کہ بوجہ رمضان جلسہ سالانہ کی تاریخوں میں تبدیلی کی جائے یا سابقہ معمول کو ہی برقرار رکھا جائے۔ مجلس مشاورت میں اس بات کے حق میں اور خلاف دلائل پیش ہو رہے تھے۔ ایک دلیل یہ بھی دی گئی کہ سردی میں رات کے وقت سحری کا کھانا تقریباً اسی ہزار یا ایک لاکھ آدمی کو پہنچانا محال ہے۔ اس پر حضرت میر صاحب مرحوم نے اٹھ کر بڑی سادگی سے لیکن پورے یقین کے ساتھ کہا کہ اس بات کا کوئی اندیشہ نہ کریں کہ سحری اور افطاری کا کھانا مہمانوں کو نہ پہنچ سکے گا۔ یہ میرا ذمہ ہے کہ کھانا بروقت ہر شخص کو پہنچ جائے گا۔ آپ کے الفاظ یہ تھے:

”اگر آپ کہیں تو رمضان میں بھی ہم انشاء اللہ اس کا انتظام کریں گے۔ جان مارنا تو مشکل نہیں“۔

(سیرت داؤد صفحہ 113)

مکرم مولانا منیر احمد صاحب چٹھہ سابق مبلغ نائیجیریا حال نائب ناظر اشاعت لکھتے ہیں:

”مجھے برادرم اقبال احمد صاحب نجم مبلغ ہسپانیہ (حال لندن۔ناقل) نے بتایا کہ ایک باران کی ڈیوٹی لنگرخانہ نمبر 3 میں تھی۔ میر صاحب نے ہمیں حکم دیا کہ لنگرخانہ کا تمام انتظام 23 دسمبر کی شام تک درست ہوجانا چاہئے۔ نجم صاحب نے بتایا کہ لنگر کے نلکہ کی مشین ایسی خراب تھی کہ رات بارہ بجے تک ٹھیک نہ ہوسکی۔ روشنی کا بھی ابھی انتظام نہیں تھا اور اندھیرے میں اس کی درستی مشکل تھی۔ میں نے بارہ بجے کے بعد جبکہ آپ جلسہ سالانہ کے کاموں سے فارغ ہوکر گھر پہنچے ہی تھے۔ آپ کو فون پر مشین کی خرابی کا حال بتایا۔ آپ نے بات سن کر فون بند کر دیا۔ میں نے خیال کیا کہ آپ بہت تھکے ہوئے ہیں، سوگئے ہوں گے۔ چلو اب مشین صبح ہی ٹھیک کروائیں گے۔ میں دفتر میں آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میر صاحب ٹارچ لئے مشین کے پاس کھڑے ہیں اور اس کی روشنی میں مشین ٹھیک کروا رہے ہیں۔ جب تک کام ہوتا رہا، آپ روشنی لئے پاس کھڑے رہے۔ جب مشین ٹھیک ہوگئی تو پھر گھر تشریف لے گئے“۔

موصوف مزید لکھتے ہیں: ”آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی کا یہ اصول بنا رکھا ہے کہ جو کام میرے سپرد کیا جائے گا، میں اس کے لئے اپنی پوری طاقت بروئے کار لاؤں گا نتیجہ خدا نے نکالنا ہے۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر سوچنا کہ آیا میں یہ کام کرسکوں گا یا نہیں، اس کا کام ہے، جس نے کام تمہارے سپرد کیا ہے۔ تمہارا فرض تعمیل ارشاد ہے اور نتیجہ کی ذمہ داری تم پر نہیں بلکہ حکم دینے والے پر ہے“۔ (سیرت داؤد صفحہ 120)

جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا ہے کہ موصوف مہمان نوازی کے معاملہ میں بہت حساس طبیعت کے مالک تھے، اس بارہ میں محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا تحریر فرماتے ہیں:

”انتظامی معاملات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص قابلیت بخشی تھی۔ جلسہ سالانہ کا انتظام بہت محنت، وقت اور توجہ چاہتا ہے اور بہت سے پہلوؤں پر مشتمل ہوتا ہے۔ آپ اسے نہایت خوش اسلوبی سے نباہتے تھے۔ حساس اس قدر تھے کہ کسی پہلو میں کوئی ذراسی شکایت پیدا ہوتی تو سخت بے چین ہوجاتے تھے۔ گذشتہ جلسہ سالانہ پر جو محترم میر صاحب کے زیر انتظام آخری جلسہ ثابت ہوا، ایک رات سائیکل پر آرہے تھے، مجھے دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ میں نے کہا: ماشاء اللہ بہت اچھا انتظام چل رہا ہے۔ فرمانے لگے: ایک جگہ روٹی کی شکایت آئی ہے، یہ کہہ کر بغلگیر ہوگئے، آنسو نکل آئے اور آواز بھرا گئی۔ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔ دوستوں کو تکلیف ہوئی ہے۔ پھر آنسو پونچھتے پونچھتے تشریف لے گئے“۔ (سیرت داؤد صفحہ 115)

نظم و نسق جلسہ سالانہ کے تھے وہ امیں
میزبان مہمانان مسیح نامدار

جلسہ سالانہ کی مصروفیات اور انتظامات کی کڑی نگرانی کے تعلق میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب فرماتے ہیں:

”1968ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر جبکہ سوئی گیس کے ذریعہ کھانا پکانے کی تجویز ہورہی تھی، آپ جلسہ سالانہ سے قریباً دو ماہ قبل رات کا اکثر حصہ لنگر میں ہی رہتے۔ مجھے کئی مواقع یاد ہیں کہ اگر رات کو دو بجے گھر گئے ہیں تو فجر کی نماز کے معاً بعد لنگرخانہ میں موجود ہوتے تھے۔ حاضر باشی اور فرض شناسی کا یہ مظاہرہ بعد کے جلسوں پر بھی ہوتا رہا۔ لیکن 1968ء میں تو یہ مصروفیت اور شب بیداری متواتر کئی ماہ تک رہی۔ دراصل کام کے سلسلہ میں ذاتی نگرانی فرماتے تھے کہ ایک ناظم جو بات کر رہا ہے، وہ عملی طور پر صحیح بھی ہے یا نہیں؟ اور اس بات کی تسلی کرنے کے لئے آپ بذات خود جاکر موقع پر اس بات کو ملاحظہ کرتے تھے“۔

(سیرت داؤد صفحہ 117)

جلسہ سالانہ میں آپ کے ایک اور قریبی رفیق کار اور نائب مکرم پروفیسر بشارت الرحمن صاحب ایم۔ اے مرحوم تحریر فرماتے ہیں:

”خاکسار کو محترم میر صاحب مرحوم ومغفور کے ساتھ اولاً خدام الاحمدیہ میں اور پھر جلسہ سالانہ کے فرائض کے سلسلہ میں کام کرنے کا موقع ملا۔ اور انہی ایام میں خاکسار مکرم میر صاحب کی سیرت کے مختلف پہلوؤں سے متاثر ہوا ہے۔

باقی صفحہ 32 پر

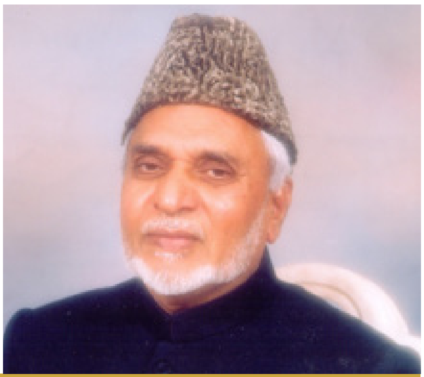

نظام جلسہ سالانہ کی انتظامی تشکیل

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب
وکیل اعلیٰ تحریک جدید و افسر جلسہ سالانہ ربوہ پاکستان

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کو عین جوانی میں اپنی زندگی خدمتِ دین کی خاطر وقف کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایم اے ریاضی کرنے کے بعد آپ کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں تدریسی فرائض سونپے گئے۔ 1972ء میں حکومت کی طرف سے تعلیمی ادارے قومی تحویل میں لئے گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جن واقفین کو جماعتی خدمت جاری رکھنے کا فیصلہ فرمایا ان خوش قسمتوں میں آپ بھی شامل تھے۔ چنانچہ ناظر ضیافت کی ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی۔ آپ 1969ء سے 1973ء تک صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور بعد ازاں صدر مجلس انصار اللہ بھی رہے۔ 1973ء میں حضرت میرداؤد احمد صاحب کی وفات کے بعد آپ کو افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا اور یہ مرکزی ذمہ داری ابھی تک آپ کے سپرد ہے۔ 1982ء میں وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی جلیل القدر ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی۔ بحثیت افسر جلسہ سالانہ آپ نے جلسہ سالانہ برطانیہ اور قادیان کے جلسہ ہائے سالانہ کے انتظامات کی بھی نگرانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ موصوف کا یہ مضمون ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین ہے۔

نظام جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعویٰ ماموریت کے زمانہ میں الہام ہوا ”وَسِّعْ مَكَانَكَ“۔ اس میں اشارہ تھا کہ مہمانوں کے آنے کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے۔ ایک اور الہام میں بھی اسی طرف اشارہ تھا کہ اب لوگ حضورؑ کے پاس کثرت سے آئیں گے۔ چنانچہ بہت جلد مہمانوں کی آمد کا سلسلہ کثرت سے شروع ہوگیا۔ 1889ء میں سلسلہ بیعت کا آغاز ہوا اور جماعت کی بنیاد رکھ دی گئی تو مہمانوں کی آمد میں اور بھی اضافہ ہوگیا۔ 1891ء میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ اس طرح نظام جلسہ کی بنیاد پڑی۔

شروع میں تو سب انتظامات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ام المومنینؓ کی ذات میں مرکوز تھے۔ ابتدائی جلسوں میں مہمانوں کے ایک حصہ کی رہائش بھی حضورؑ کے گھر میں ہوتی۔ بعد میں کام کے پھیلاؤ کے نتیجہ میں جلسہ پر مہمانوں کے قیام وطعام، ان کی خبر گیری اور ان کے آرام کا خیال رکھنے کا کام ایک الگ شعبہ کی شکل اختیار کر گیا جس کا نام ”صیغہ جلسہ سالانہ“ کے طور پر مشہور ہوا اور کسی ایک شخص کو اس صیغہ کا انچارج مقرر کیا جانے لگا جو جماعت میں ”افسر جلسہ سالانہ“ کے نام سے شہرت رکھتا ہے۔

افسران جلسہ سالانہ اپنی معاونت کے لئے بعض افراد کا انتخاب کرتے اور ان میں کاموں کو تقسیم کر لیتے۔ افسر جلسہ سالانہ کی نگرانی میں اور اس کی زیر ہدایت یہ ٹیم جلسہ کے انتظامات کو سنبھالتی۔ افسر جلسہ کا رابطہ مسلسل خلیفۂ وقت سے ہوتا۔ ان سے ہدایت لیتا اور جلسہ کے کاموں کی پیش رفت سے باخبر رکھتا۔

جلسہ کے نظام نے بتدریج ترقی اور وسعت اختیار کی۔ اس نظام کا ارتقاء اپنی ذات میں ایک الگ مضمون ہے جس کو اس وقت پیش نظر کرنا مد نظر نہیں۔ اس مضمون کا بڑا مقصد جلسہ کے نظام کی کسی قدر تفصیلات کا تعارف ہے۔ اس تعارف

کے لئے (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی ہجرت سے پہلے) آخری جلسہ سالانہ 1983ء جو ربوہ میں منعقد ہوا، اس کے ڈیوٹی چارٹ کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

جلسہ سالانہ تو دسمبر میں ہوتا ہے لیکن افسر جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی منظوری لے لیتا ہے۔ اس منظوری کی ان اصحاب کو اطلاع دی جاتی ہے جو افسر جلسہ سالانہ کی زیر ہدایت اپنے اپنے شعبہ یا نظامت کی سکیم تیار کرتے ہیں۔ افسر جلسہ چھان پھٹک کے بعد اس سکیم کی منظوری دیتے ہیں۔ سکیم میں ہر ناظم اپنے کام کی تفصیل اور اس کو انجام دینے کے ذرائع کے ساتھ ساتھ اپنے شعبہ پر اٹھنے والے اخراجات کا اندازہ بھی دیتا ہے اور اپنے شعبہ کے بجٹ کی پیشگی منظوری حاصل کرتا ہے۔

بعض خصوصی معاملات کو بعض شعبوں کی سکیموں کے لئے افسر جلسہ سالانہ کے ساتھ نائب افسران جلسہ اور بعض دوسرے اصحاب جن کو مشورہ کے لئے بلایا جائے مل کر غور وخوض کے بعد سکیموں کی منظوری دیتے ہیں۔ افسر جلسہ اور ناظمین کا جلسہ کے کام کے متعلق باہمی مشورہ دراصل سارا سال جاری رہتا ہے۔

جلسہ کے قریب جا کر یعنی دو تین ماہ پہلے افسر جلسہ کی زیر ہدایت جلسہ کے سب ناظمین، جن کی تعداد موجودہ دور میں پچاس کے لگ بھگ ہے، کے اجتماعی اجلاسات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جن کا مقصد باہمی افہام وتفہیم، آپس میں ربط اور ناظمین کا ایک دوسرے کی سکیموں کو سمجھنا اور جن کاموں میں شعبوں کا اشتراک ہوتا ہے ان کے بارہ میں افہام وتفہیم کرنا ہوتا ہے۔

اس عرصہ میں جہاں افسر جلسہ اور دوسرے ناظمین اپنی اپنی جگہ نائب ناظمین اور معاونین کے ساتھ الگ مسلسل میٹنگز کر رہے ہوتے ہیں۔ ناظم کام کی تفصیلات اپنے سب ساتھیوں کو سمجھاتا ہے اور ان میں تقسیم کار کرتا ہے۔ اس طرح باہمی افہام وتفہیم کی فضا استوار ہوتی ہے۔

ناظمین کی اجتماعی میٹنگ میں ناظمین ،افسر جلسہ اور دوسرے ناظمین کو اپنے کام کی پیش رفت سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔ اگر کہیں کوئی کام پیچھے رہ رہا ہو تو اس کی نشاندہی ہو جاتی ہے اور کمی کا بروقت ازالہ ہو جاتا ہے۔ اجلاسات کا سلسلہ ایک نہایت برادرانہ فضا میں منعقد ہوتا ہے اور بڑی بشاشت کے ساتھ مشورے دئے جاتے ہیں، قبول کئے جاتے ہیں یا رد کئے جاتے ہیں۔

جلسہ کی سب نظامتیں جلسہ سے قبل اپنا اپنا دفتر بناتی ہیں جس کے لئے ان کو کوئی کمرہ دے دیا جاتا ہے۔ کمرہ نہ ہو تو خیمہ مہیا کر دیا جاتا ہے۔ جلسہ شروع ہونے سے چار دن پہلے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ کے انتظامات کا معائنہ فرماتے ہیں۔ اس معائنہ کے ساتھ جلسہ کے سب دفاتر چوبیس گھنٹے کے لئے کھل جاتے ہیں جن میں ہمہ وقت کارکنان موجود رہتے ہیں۔ اسی دوران مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور کارکنان انتظامی امور کی سرانجام دہی کے ساتھ مہمانوں سے مسلسل ملاقات کر کے پیش آمدہ مسائل میں ان کی مدد اور راہنمائی کرتے رہتے ہیں۔

نظام جلسہ سالانہ کے شعبہ جات

1۔ افسر رابطہ: جلسہ کے دوران تین بڑے انتظامات چل رہے ہوتے ہیں اور ان کے تین الگ الگ افسر ہوتے ہیں۔ افسر جلسہ سالانہ، افسر جلسہ گاہ اور افسر خدمت خلق۔ ان تینوں کے تحت چلنے والے انتظامات کو آپس میں مربوط رکھنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ایک افسر رابطہ مقرر فرماتے ہیں۔ بالعموم ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کو ہی حضور کی طرف سے افسر رابطہ مقرر کیا جاتا رہا ہے۔

2۔ نائب افسران جلسہ: افسر جلسہ اپنی صوابدید پر مناسب تعداد میں نائب افسر مقرر کر کے حضور ایدہ اللہ سے منظوری حاصل کرنے کے بعد ان نائب افسران جلسہ میں تقسیم کار کرتا ہے۔ اس تقسیم کار کے تابع نائب افسران جلسہ، افسر جلسہ سالانہ کے کام کی معاونت کرتے ہیں۔ 1983ء کے جلسہ سالانہ میں چار نائب افسران تھے۔

i۔ ایک نائب افسر جلسہ کے سپرد مہمان نوازی کے انتظامات کی نگرانی تھی۔ جہاں جہاں جماعتی عمارات میں یا کیمپنگ گراؤنڈز میں مہمان ٹھہرتے ہیں ان کے قیام وطعام اور دوسرے متعلقہ امور کی نگرانی اس نائب افسر جلسہ کے ذمہ ہوتی ہے۔ مہمان نوازی کا انتظام مختلف نظامتوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ ہر ناظم کے ماتحت کئی قیامگاہیں ہوتی ہیں۔ ہر قیامگاہ کا ایک مہمان نواز ہوتا ہے جس کے ساتھ معاونین کی ٹیم ہوتی ہے۔ ان تمام انتظامات کی نگرانی اس نائب افسر جلسہ کے سپرد ہوتی ہے۔

نظامت نقل وحمل اور ٹرانسپورٹ کے جملہ انتظامات کی نگرانی بھی اسی نائب افسر جلسہ کے سپرد ہوتی ہے۔

ii۔ دوسرے نائب افسر جلسہ سالانہ کھانے کی تیاری اور لنگروں پر نگران ہوتے ہیں۔

iii۔ تیسرا نائب افسر جلسہ ٹیکنیکل امور کی ذیل میں آنے والی نظامتوں (مثلاً نظامت سوئی گیس، نظامت ٹیکنیکل امور) کی نگرانی کرتا ہے۔

iv۔ چوتھا نائب افسر جلسہ دفتر جلسہ کا نگران ہوتا ہے اور افسر جلسہ سالانہ کے ساتھ مل کر بقیہ نظامتوں کی نگرانی کرتا ہے۔

جلسہ سالانہ کی مختلف نظامتیں

مختلف اہم کاموں کی انجام دہی کے لئے الگ الگ نظامتیں مقرر ہیں۔ ہر نظامت کا سربراہ ناظم کہلاتا ہے۔ مثلاً ناظم سپلائی وغیرہ۔ ان نظامتوں کا الگ الگ تعارف اور ناظمین کے فرائض اختصار کے ساتھ ذیل میں درج ہیں۔

1۔ ناظم معائنہ: ناظم معائنہ کا فرض ہے کہ جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات مثلاً لنگروں، قیامگاہوں، طعامگاہوں اور دیگر انتظامات کا معائنہ کریں۔ جہاں کوئی کمی یا خرابی نظر آئے اس کی اطلاع افسر جلسہ کو دیں۔

ناظم معائنہ کا کام صرف افسر جلسہ کو اطلاع دینا ہے۔ وہ از خود کسی انتظام میں کسی قسم کی مداخلت کے مجاز نہیں ہوتے۔

2۔ ناظم تنقیح حسابات: ناظم تنقیح حسابات کا فرض ہے کہ وہ جلسہ کے لئے خریدی گئی مختلف اجناس ان کے خرچ واستعمال اور جلسہ کے بعد بچی ہوئی اشیاء کے حسابات کو چیک کریں۔

☆ چیک کر کے اپنی رپورٹ افسر جلسہ کو پیش کر دیں۔

☆ ناظم تنقیح حسابات کو کوئی انتظامی اختیارات حاصل نہیں ہوتے۔

3۔ ناظم طبّی امداد: ناظم طبّی امداد کا فرض ہے کہ مہمانوں کی طبی ضروریات کا خیال رکھیں۔ اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ:

☆ جہاں مہمان ٹھہرے ہوں وہاں طبی مراکز قائم کریں، مریضوں کے معائنہ کے لئے ڈاکٹر مقرر کریں اور ادویہ وغیرہ کا انتظام کریں۔

☆ مختلف جماعتوں کے احمدی ڈاکٹرز سے رابطہ کریں اور جلسہ کے دوران مہمانوں کی طبی ضروریات پوری کرنے کے لئے ان کی خدمات حاصل کریں۔

☆ ایمرجنسی کے لئے ایمبولینس کا انتظام کریں۔

نوٹ: ربوہ میں فضل عمر ہسپتال 24 گھنٹے کھلا رہتا ہے۔ ہسپتال کا سارا عملہ ناظم طبی امداد کی مدد کرتا ہے۔

4۔ ناظم اشاعت: ناظم اشاعت کا فرض ہے کہ جلسہ کے جملہ انتظامات کے سلسلہ میں:

☆ مختلف قسم کی سٹیشنری تیار کر کے ہر نظامت کو مہیا کریں۔

☆ سٹیشنری میں ہر قسم کے فارم، بروشر اور بیجز وغیرہ شامل ہیں۔

5۔ ناظم عمومی: ناظم عمومی کا فرض ہے کہ جلسہ کے تمام انتظامات جیسے قیامگاہوں اور لنگروں وغیرہ کے اندر حفاظتی انتظامات کریں۔ اس غرض کے لئے وہ جماعتوں سے رضا کار معاونین حاصل کر سکتے ہیں۔

6۔ ناظم معلومات و فوری امداد: ناظم معلومات و فوری امداد کا فرض ہے کہ:

☆ مہمانوں کو ہر قسم کی معلومات مہیا کریں۔

☆ مہمانوں کو درپیش مشکلات میں ان کی فوری مدد کریں۔

☆ گمشدہ بچگان کو تلاش کر کے ان کے والدین تک پہنچائیں۔

☆ گمشدہ اشیاء کی بازیابی کے لئے مناسب کوشش کریں۔

7۔ ناظم استقبال: ناظم استقبال کا فرض ہے کہ:

☆ ائیرپورٹ، ریلوے سٹیشن اور بس سٹینڈ پر مہمانوں کے استقبال کا انتظام کریں اور ضروری امداد مہیا کریں۔

☆ متعلقہ محکموں سے رابطہ کر کے مہمانوں کے سفر کے لئے سپیشل ریل گاڑیوں اور بسوں وغیرہ کا انتظام کریں۔

☆ جلسہ کے لئے آنے اور واپس جانے والوں کو ان کے سفر کے بارہ میں معلومات مہیا کریں اور اس سلسلہ میں ضروری امداد فراہم کریں۔

☆ ائیرپورٹ، ریلوے سٹیشن اور بس سٹینڈ پر اترنے والے مہمانوں کے لئے ان کی جائے رہائش تک پہنچنے کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام کریں نیز اسی طرح ان کی واپسی کا انتظام کریں۔

8۔ ناظم مکانات: ناظم مکانات کا فرض ہے کہ:

☆ مہمانوں کی قیامگاہوں کا نقشہ تیار کر کے شائع کریں۔

☆ جماعتی اداروں، خیموں اور انفرادی کمروں میں، جو جماعت کے دوست مہمانوں کے لئے پیش کریں، مہمانوں کی رہائش کا انتظام کریں۔

☆ جماعتوں اور علیحدہ انفرادی رہائش کا مطالبہ کرنے والے مہمانوں کو جلسہ سے قبل اور بعد الاٹمنٹ ان کی رہائش کے بارے میں اطلاع کریں۔

9۔ ناظم پرالی: ناظم پرالی کا فرض ہے کہ اجتماعی قیام گاہوں اور گھروں میں جہاں جہاں مہمان فرش پر سوتے ہیں بستروں کے نیچے بچھانے کے لئے پرالی مہیا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جلسہ پر آنے والے مہمان موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

نوٹ: Matress، دریوں اور کارپٹس یا ایسا ہی کوئی اور ملتا جلتا انتظام بھی اسی ذیل میں آتا ہے۔

10۔ ناظم صفائی: ناظم صفائی کا فرض ہے کہ:

☆ وقار عمل کے ذریعہ گلیوں، جلسہ گاہ اور قیامگاہوں میں روزانہ صفائی کا انتظام کریں۔

☆ مناسب تعداد میں براہ راست یا کسی کنٹریکٹر کے ذریعہ خاکروبوں اور صفائی کرنے والوں کا انتظام کریں۔

☆ مختلف قیامگاہوں اور جگہوں کی صفائی کرنے کے لئے خاکروبوں کو مطلوبہ تعداد میں مقرر کریں۔

☆ صفائی کے انتظامات کی نگرانی کریں۔

☆ عارضی بیوت الخلاء اور غسلخانوں کی تعمیر کا انتظام کریں۔

11۔ ناظم روشنی: ناظم روشنی کا فرض ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر:

☆ لنگروں، دفاتر، جلسہ گاہ، قیامگاہوں اور راستوں وغیرہ میں روشنی کا خاطر خواہ انتظام کریں۔

☆ بجلی کے محکمہ سے حسب ضرورت بجلی کے عارضی کنکشن حاصل کریں۔

☆ روشنی کے انتظام کو احسن طور پر چلانے کے لئے مناسب طور پر الیکٹریشنز کا انتظام کریں۔

☆ اگر ضرورت ہو تو جنریٹر وغیرہ کا انتظام کریں۔

12۔ ناظم تعمیر: ناظم تعمیر کا فرض ہے کہ جلسہ سے قبل جلسہ کی ضروریات کے پیش نظر کی جانے والی تعمیرات مکمل کرائیں۔

13۔ ناظم حاضری و نگرانی: ناظم حاضری و نگرانی کا فرض ہے کہ جلسہ کے تمام انتظامات کے لئے حسب ضرورت منتظمین و معاونین مہیا کریں۔

☆ اس سلسلہ میں جماعتوں سے رابطہ کر کے رضا کاروں کی فہرستیں حاصل کریں۔

☆ جماعتوں کو تحریک کریں کہ افراد جماعت اپنی خدمات افسر جلسہ سالانہ کو پیش کریں۔

☆ تمام شعبہ جات کا مجموعی "ڈیوٹی چارٹ" تیار کر کے شائع کریں۔

☆ تمام رضا کاروں کو ان کی جائے ڈیوٹی کے متعلق اطلاع کریں۔

☆ اپنے ساتھ رضا کاروں کا ریزرو گروپ رکھیں تاکہ ہنگامی صورتحال میں جہاں بھی ضرورت پڑے رضا کار بھجوا سکیں۔

☆ تمام نظامتوں میں جملہ کارکنان کی (صبح و شام) حاضری کا ریکارڈ رکھیں۔

14۔ ناظم پختہ سامان و ظروف گلی: ناظم پختہ سامان و ظروف گلی کا فرض ہے کہ جلسہ کے سٹور کو چیک کر کے جلسہ سے قبل قابل مرمت اشیاء کی مرمت کرائیں۔

☆ ضرورت کے مطابق پختہ برتنوں یا Disposable برتنوں کا انتظام کریں۔

☆ پختہ برتن اور کچے برتن (Disposable) لنگروں اور قیام گاہوں کے مہمان نوازوں کو حسب ضرورت مہیا کریں۔

☆ جلسہ کے بعد پختہ سامان واپس حاصل کرنے کا انتظام کریں۔

15۔ ناظم بازار: ناظم بازار کا فرض ہے کہ جلسہ کے موقع پر عارضی بازار لگانے کے لئے جگہ کا انتخاب کریں۔

☆ انتخاب کے بعد اس جگہ بازار اور دوکانوں کا نقشہ تیار کریں۔

☆ دلچسپی رکھنے والوں کو عارضی دکانیں الاٹ کریں۔

☆ مختلف اشیاءِ صرف کی قیمتیں مقرر کر کے نگرانی رکھیں کہ دکان دار مقررہ قیمتوں پر چیزیں فروخت کرنے کی پابندی کر رہے ہیں۔

☆ جلسہ کے اوقات میں بازار بند کروانے کا انتظام کریں۔

☆ بازار سے تعلق رکھنے والے تمام امور نظم و ضبط وغیرہ کی نگرانی کریں۔

16۔ ناظم سپلائی: ناظم سپلائی کا فرض ہے کہ:

☆ جلسہ کے موقعہ پر جلسے سے کافی پہلے مہمانوں کی متوقع تعداد کا اندازہ تیار کریں۔

☆اس متوقع تعداد کے مطابق جس مقدار میں اجناس خرید کرنا مطلوب ہو اس کا اندازہ تیار کریں۔

☆اندازے کے مطابق اجناس (گندم، دالیں، مصالحے، آلو وغیرہ) بروقت اور مناسب مقدار میں خریدیں۔

☆ خرید کردہ اجناس کو ضرورت کے مطابق مختلف لنگروں میں رکھوائیں۔

☆لنگروں کے لئے اور مرکزی سٹور کے لئے سٹور کیپرز مقرر کریں۔

☆ سٹور کیپر کو اجناس کے سٹور کا چارج دیں۔

☆ جلسہ کے دوران اور جلسہ کے بعد ان سٹورز کے حسابات چیک کریں۔

☆ایک مرکزی سٹور قائم کریں جس میں ریزرو اجناس رکھیں اور دوران جلسہ کسی جگہ کسی جنس کی کمی ہونے پر مطلوبہ جنس مہیا کریں۔

☆ جلسہ سالانہ کے بعد سٹور میں بچی ہوئی اشیاء فروخت کریں۔

17۔ ناظم محنت: ناظم محنت کا فرض ہے کہ:

☆کھانے کی تیاری اور جلسہ کے دوسرے سب کاموں کے لئے مختلف قسم کی لیبر مہیا کریں۔

☆حصول لیبر کے لئے مختلف ٹھیکیداروں سے ٹھیکے کریں۔

☆ جلسہ کے دوران لیبر کے متعلق جملہ امور کی نگرانی کریں خصوصاً یہ دیکھیں کہ ٹھیکیدار ٹھیکوں کے مطابق لیبر مہیا کرتے ہیں اور ان سے کام کروا رہے ہیں۔

18۔ ناظم گوشت: ناظم گوشت کا فرض ہے کہ:

☆ جلسہ کے موقعہ پر ہر روز جلسہ کے لنگروں کو مطلوبہ مقدار میں گوشت مہیا کریں۔

☆ جلسہ کے موقعہ پر گوشت مہیا کرنے کے لئے بعض دفعہ مارکیٹ سے جانور خریدنے کا سوال بھی ہوتا ہے اس کا انتظام کریں۔

☆ جانوروں کے ذبح کرنے اور گوشت کی کٹائی وغیرہ کا انتظام کریں۔

☆حسب ضرورت اس سلسلہ میں ٹھیکیداروں سے ٹھیکہ کریں۔

19۔ ناظم آب رسانی: ناظم آب رسانی کا فرض ہے کہ پورا اطمینان حاصل کریں کہ:

☆ پانی کی سپلائی، سٹوریج اور لنگرخانوں، طعام گاہوں، قیام گاہوں، بیوت الخلاء اور غسلخانوں کو تسلی بخش طور پر ہو رہی ہے۔

☆ ٹیوب ویلز ٹھیک حالت میں ہیں۔

☆ حسب ضرورت واٹر ٹینکرز اور گاڑیوں کا انتظام عاریۃً اور کرایہ پر کریں۔

☆واٹر سپلائی کے لئے مقامی میونسپلٹی کا تعاون حاصل کریں۔

☆نگرانی رکھیں کہ آگ وغیرہ لگنے کی صورت میں کافی مقدار میں پانی میسر ہے۔

20۔ ناظم ریزرو نمبر 1: ناظم ریزرو نمبر 1 کا فرض ہے کہ اندرون ملک سے آنے والے غیر از جماعت معززین کے قیام کا انتظام کریں۔

21۔ ناظم ریزرو نمبر 2: ناظم ریزرو نمبر 2 کا فرض ہے کہ بیرون ملک سے آنے والے مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام کریں۔

☆ ان مہمانوں کے ساتھ گائیڈ اور ترجمان مہیا کرنے کا انتظام کریں۔

☆ان مہمانوں کی دوسری ضروریات اور سہولتوں کا خیال رکھیں۔

22۔ ناظم اجراء پرچی خوراک: ناظم اجراء پرچی خوراک کا فرض ہے کہ لنگرخانوں سے کھانا حاصل کرنے کے لئے پرچی خوراک جاری کریں۔

☆ یہ پرچی "ناظم تصدیق پرچی خوراک" کی طرف سے جاری کردہ کارڈ پر اندراج کے مطابق جاری کی جاتی ہے۔

☆صبح وشام کے کھانے کی الگ الگ پرچی جاری کی جاتی ہے۔

☆ ہر لنگر کے ساتھ اجراء پرچی کا ایک دفتر ہوتا ہے جہاں سے تصدیق پرچی خوراک کا کارڈ دکھا کر خوراک کی پرچی حاصل کی جا سکتی ہے۔

23۔ ناظم تصدیق خوراک پرچی: ناظم تصدیق پرچی خوراک کا فرض ہے کہ دونوں وقت (صبح/شام) اس بات کی تصدیق کریں کہ کس رہائشگاہ پر کتنے مہمان مقیم ہیں۔

☆ نظامت اجراء پرچی خوراک کے سنٹر ناظم تصدیق پرچی خوراک کی تصدیق کے مطابق پرچی خوراک جاری کرتے ہیں۔

☆ناظم تصدیق پرچی جلسہ سے قبل ہر دفتر کو تصدیق کے یہ کارڈ مہیا کر دیتے ہیں۔

☆ ناظم تصدیق پرچی مختلف حلقوں کے لئے الگ الگ مُصَدِّق مقرر کر سکتے ہیں جو ان کی نمائندگی میں تصدیق کا کام کریں۔

24۔ ناظم نقل وحمل: ناظم نقل وحمل کا فرض ہے کہ جلسہ کے نظام کی ٹرانسپورٹ کی ضروریات پوری کریں مثلاً لنگروں سے کھانا حاصل کر کے اجتماعی قیامگاہوں میں پہنچانا۔ اجناس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا وغیرہ۔

25۔ ناظم لنگرخانہ: ناظم لنگرخانہ کا فرض ہے کہ:

☆افسر جلسہ سالانہ کی طرف سے دی گئی تعداد کے لئے دونوں وقت کھانا تیار کرائیں اور آمد پرچی خوراک کے مطابق اس کو مقررہ وقت پر تقسیم کریں۔ لنگرخانوں کی تعداد حسب ضرورت ایک سے زیادہ ہو سکتی ہے۔

لنگرخانہ اپنی ذات میں بہت سے انتظامات کا مجموعہ ہے جن کا کسی قدر خلاصہ حسب ذیل ہے:

(1)انتظام آٹا گندھائی (2) انتظام روٹی پکوائی (3) انتظام سالن پکوائی (4) انتظام تقسیم روٹی (5) انتظام تقسیم سالن (6) انتظام پہرہ گیٹ لنگر (7) انتظام پہرہ لنگر (8) انتظام سٹور اجناس۔

☆کھانے پکانے کے لئے ناظم کے آرڈر پر لنگر کا سٹور کیپر روٹی اور سالن پکانے والوں کو اجناس مہیا کرتا ہے۔

26۔ ناظم مہمان نوازی: ناظم مہمان نوازی کا فرض ہے کہ اجتماعی قیامگاہوں میں مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام کریں۔ ایک نظامت کے ماتحت ایک سے زیادہ قیامگاہیں ہو سکتی ہیں۔

☆ مہمانوں کے لئے لنگرخانہ سے دونوں وقت کھانا حاصل کرنا اور دونوں وقت مہمانوں کو کھانا کھلانا۔

☆ قیامگاہوں کے ساتھ پانی، صفائی، روشنی کے انتظامات کے سلسلہ میں متعلقہ ناظمین سے رابطہ رکھنا اور انتظامات کروانا۔

☆ قیامگاہوں پر حفاظت کا انتظام کرنا۔

نوٹ: قیامگاہوں کے مختلف گروپس بنا کر ان کی نگرانی کے لئے مختلف علاقوں میں ایک سے زیادہ ناظم مہمان نوازی بھی مقرر کئے جا سکتے ہیں۔

27۔ ناظم تربیت: ناظم تربیت کا فرض ہے کہ جلسہ کے موقعہ پر تربیت سے متعلق امور کی نگرانی کریں۔ جیسے:

☆باجماعت نماز کی ادائیگی۔

☆حسن اخلاق کا مظاہرہ۔

☆ ایک دوسرے کو ملنے پر السلام علیکم کہنا۔

☆ پروگرام جلسہ میں شرکت اور تقاریر سننے کی تحریک کرنا۔

☆جہاں تک ممکن ہو نماز تہجد کی ادائیگی اور دعاؤں میں وقت گزارنے کی تحریک کرنا۔

28۔ ناظم ایندھن و سوئی گیس: ناظم ایندھن و سوئی گیس کا فرض ہے کہ جلسہ کے موقعہ پر کھانا پکانے کے لئے ایندھن وغیرہ حسب ضرورت مہیا کریں۔ یہ ایندھن کہیں لکڑی کی صورت میں، کہیں کوئلہ کی صورت میں اور کہیں گیس کی شکل میں ہوسکتاہے۔

29۔ ناظم مہمان نوازی مستورات: ناظم مہمان نوازی مستورات کا فرض ہے کہ مستورات کی قیامگاہوں پر ساری ضروریات مہیا کریں۔

☆ان قیام گاہوں کے اندر تمام انتظام لجنہ اماء اللہ کی صدر کی زیر نگرانی ہوتاہے۔

☆ قیام گاہ کے باہر ناظم مہمان نوازی مستورات نے مندرجہ ذیل امور خاص طور پر سرانجام دینے ہیں۔

(1) دونوں وقت کھانا پہنچانا (2) پانی مہیا کرنا (3) روشنی کا انتظام (4) صفائی کا انتظام (5) رہائش کے لئے مارکیز وغیرہ لگوانا (6) حفاظت کا انتظام

(7) زنانہ قیام گاہوں کے گیٹس پر رضا کاروں کی ڈیوٹی لگانا جو اندر سے عورتوں کی طرف سے آنے والے مطالبات کو پورا کرنے کے لئے موجود رہیں۔

☆ زنانہ قیام گاہوں کا اندرونی نظام صدر لجنہ اماء اللہ کی سربراہی میں انجام پاتا ہے۔ وہ اپنے ماتحت ناظمہ، انچارج دفتر، رپورٹر، نگران دوکانات، ناظمہ طبی امداد اور انسپکٹرس مقرر کرتی ہیں۔

☆صدر لجنہ، مستورات کی ہر قیام گاہ کے لئے الگ ناظمہ مقرر کرتی ہیں جس کے ماتحت اجراء پرچی، تقسیم خوراک، آب رسانی، صفائی، روشنی، سٹور اور استقبال کے لئے الگ کارکنات انچارج مقرر کرتی ہیں۔

☆اسی طرح زنانہ جلسہ گاہ کی الگ منتظمہ مقرر کی جاتی ہے جس کے ساتھ جملہ انتظامات کے لئے ٹیم مقرر کی جاتی ہے۔ ٹیم میں مندرجہ ذیل کاموں کی الگ الگ انچارج مقرر ہوتی ہیں۔

(1) سٹیج سیکرٹری (2) تقسیم سٹیج ٹکٹ (3) رپورٹر (4) اندرون جلسہ (5) بیرون جلسہ (6) تعداد شماری (7) صفائی (8) آب رسانی (9) گمشدہ بچگان (10) سٹال (11) طبی امداد وغیرہ۔

☆ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ اپنا دفتر بھی کھولتی ہے جس کی ایک منتظمہ جلسہ کے ایام کے لئے مقرر کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی مصباح کا دفتر بھی کھولا جاتا ہے۔ اسی طرح لجنہ کے تحت مختلف قسم کی دستکاریوں کی نمائش کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

30۔ ناظم لنگر پرہیزی: ناظم لنگر پرہیزی کا فرض ہے کہ:

☆ ان مہمانوں کے لئے پرہیزی کھانا تیار کرائیں جو دوران جلسہ بیمار پڑ جائیں اور عام مہیا کی جانے والی خوراک استعمال نہ کرسکتے ہوں۔

31۔ نظامت خدمت خلق: جلسہ کے موقعہ پر ٹریفک اور حفاظت سے متعلق جملہ امور کی انجام دہی اسی نظامت کے سپرد ہوتی ہے۔ اس نظامت کے افسر اعلیٰ کو "افسر خدمت خلق" کہتے ہیں۔

اختتامی کلمات: جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مہمانوں کی خدمت کی توفیق پانا ہر کارکن کے لئے درحقیقت بڑی خوش نصیبی ہے۔ ہمیں اس کی دل سے قدر کرنی چاہئے۔ اپنی زندگی میں جلسہ سالانہ کے دنوں میں یہ خدمت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود انجام دی۔ گویا جو کام حضورؑ کیا کرتے تھے وہی خدمت بجالانے کی ہمیں توفیق مل رہی ہے۔ حقیقت میں یہ خدمت خوش نصیبی اسی صورت میں ہوگی جب یہ دیکھے بغیر کہ کیا کام سپرد ہوا ہے اسے پورے خلوص، سنجیدگی، انہماک اور بھرپور صلاحیت کے ساتھ سرانجام دیا جائے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر:10) یعنی مومنوں کی پہچان یہ ہے کہ تہی دست و تنگ حال ہونے کے باوجود ہجرت کرکے آنے والوں کو اپنے وجودوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ ان میں سے تین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ان ارشادات کا لب لباب یہ ہے کہ کسی مہمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ کارکن اس بات کا خیال رکھیں کہ ہر ایک سے کشادہ پیشانی سے پیش آئیں۔ ہر ایک کو ٹھہرانے کا انتظام کریں۔ ہر ایک کے لئے کھانے کا انتظام کریں۔ کوئی بھوکا نہ رہے۔

1۔ 25/دسمبر 1903ء کو جبکہ جلسہ سالانہ کے لئے بیرون جات سے بہت سے مہمان قادیان آئے ہوئے تھے حضورؑ نے مہتمم لنگرخانہ حضرت میاں نجم الدین صاحبؓ کو بلا کر فرمایا:

"دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو۔ سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خدمت کرو۔ اگر کسی کو گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کرو"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 492)

2۔ مہمان کی تواضع کے متعلق آپؑ نے فرمایا:
"لنگر کے مہتمم کو تاکید کردی جاوے کہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مدنظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دستکش نہ ہونا چاہئے کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلاء کا ہی پتہ نہیں ہوتا اسے سخت تکلیف ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے"۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 170)

3۔ مہمانوں کے انتظام مہمان نوازی کی نسبت ذکر ہوا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:
"میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے۔ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 292)

بالآخر میں کہنا چاہتا ہوں کہ اختتام جلسہ سالانہ پر ایک کارکن کی ڈیوٹی ختم نہیں ہو جاتی۔ تمام انتظامات کو سمیٹنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ جلسہ سے پہلے ان کی تیاری۔ اس لئے تمام انتظامات کو سمیٹنے پر بھی بھرپور توجہ ضروری ہے۔ اپنی ڈیوٹی کے سلسلہ میں جو سامان وغیرہ لیا گیا ہو اسے پوری احتیاط سے واپس کریں تاکہ کسی قسم کا کوئی نقصان نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام کارکنوں اور رضاکاروں کے حق میں وہ دعائیں پوری فرمائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے حق میں کی ہیں۔ آمین۔

(بشکریہ:۔ الفضل انٹرنیشنل 26/جولائی 2002ء)

محمد انیس دیالگڑھی

یہ محبتوں کا لشکر جو کرے گا فتح خیبر

بچپن میں ہم لائلپور اور بعد میں شیخوپورہ سے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ربوہ آیا کرتے تھے۔ والد صاحب بزرگوارم مولانا محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی تو جلسہ سے قبل ہی ربوہ چلے جایا کرتے تھے۔محترمہ والدہ صاحبہ مرحومہ اور ہم بہن بھائی مکرم بھائی جان چوہدری محمد نفیس احمد صاحب کے ساتھ بس پر ربوہ آتے۔ اس ایمان افروز سفر کا تجربہ زندگی کے حسین تجربات میں سے ایک ہے جس کا بیان ناممکن ہے۔ جماعت کی طرف سے بس کا انتظام کیا جاتا۔ بس کی چھت پر سامان اور بستروں کے ساتھ نوجوان لڑکے بھی بیٹھتے تھے۔ سارا رستہ نظموں اور دلچسپ ایمان افروز واقعات سنانے کا سلسلہ چلتا رہتا۔ رستہ میں اگر کوئی کار یا بس جلسہ پر جانے والوں کی گزرتی تو نعرۂ ہائے تکبیر بھی بلند کئے جاتے۔جس کا دلوں پر اثر ہوتا۔ ربوہ کے پُل پر پہنچتے ہی ایسے جوش وخروش سے نعرے لگتے کہ گویا منزل ہی نہیں جنت مل گئی ہو۔ پہاڑوں کی گونج سے نعروں میں ایک عجیب شوکت پیدا ہوجاتی اور نعروں کا لطف بڑھ جاتا اور زمین و آسمان خدا کے ذکر سے گونجنے لگتے۔ لاری اڈہ پر مہمانوں کا پُرجوش استقبال، لاؤڈ سپیکر پر اھلاً وسھلاً اور نظموں کی آوازیں، ڈیوٹی والے خدام کا خدمت کے جذبے سے معمور بھاگ بھاگ کر مہمانوں کا سامان اُتارنا، پھر سامان کو ٹانگے میں لادنا یا کندھے پر رکھ کر منزلِ مقصود تک پہنچانا۔ یہ ساری یادیں ابھی تک اسی طرح ذہن پر نقش اور مرتسم ہیں۔

پھر جلسہ بند کر دیا گیا ساری سرگرمیوں پر پابندی لگادی گئی۔ اور پھر یہ ایک جلسہ سینکڑوں جلسوں میں بدل گیا اور ہر ملک و دیار میں شروع ہو گیا۔ اب یو کے جلسہ پر جاتے ہوئے وہی نظارے نظر آتے ہیں۔ جرمنی کی سرحد سے گزر کر بیلجیم، ہالینڈ اور فرانس سے گزرتے ہوئے یو کے پہنچتے ہیں تو بے شمار احمدیوں کی گاڑیاں رستے میں ملتی ہیں۔ تو بچپن کے ایمان افروز نظارے یاد آجاتے ہیں اور نادان دشمن پر ہنسی بھی آتی ہے۔ غالب نے کہا تھا کہ

پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے

مگر وہ نالے جن کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت بھی شامل ہو وہ رُکتے بھی نہیں اور جب چڑھتے ہیں تو پھر دشمن کے ارادوں اور کوششوں کو خس وخاشاک کی طرح بہالے جاتے ہیں۔ ہمارے بچے بھی جب چھوٹے تھے تو UK جلسہ پر جاتے ہوئے رستے میں احمدیوں کی گاڑیاں گنتے تھے۔ جسے پہلے کوئی گاڑی نظر آجاتی تو فوراً بے اختیار خوشی سے چیختا، دیکھو وہ گاڑی بھی جلسہ پر جارہی ہے۔ اکثر گاڑیوں کے پیچھے ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ کا سٹکر ہوتا ہے۔ نہ بھی ہو تو احمدی کی پہچان الگ ہے اور اس کے چہرہ سے نورِ مصطفوی ﷺ منعکس ہوتا ہے۔ یہ نورانیوں کا سلسلہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ حتّٰی کہ یہی آب جُو سمندر کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ فیری پر سوار ہونے کے لئے بندرگاہ پہنچتے ہیں تو بندرگاہ میں ہر طرف انہیں نورانیوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر مادی سمندر کو شرمارہا ہوتا ہے۔ مادی اور روحانی سمندر کا امتزاج، ساحل سمندر، سمندری پانی، سمندری ہوا اور پھر روحانی طیور کے سروں پر اُڑتے ہوئے سمندری پرندے۔ عجیب سماں

باقی صفحہ 12 پر

جلسہ سالانہ پر بازار

جلسہ سالانہ کے دوران روزمرہ کی اشیائے خور دونوش پر مشتمل سامان اٹھائے اپنی گاڑیوں کی طرف جاتے ہوئے کئی دوستوں سے ملاقات ہوتی ہے ۔ ان سے گفتگو یہ احساس دلاتی ہے کہ جلسہ سالانہ کے بازار سے ان اشیاء کی خریداری کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اس کا منافع جماعت کو جانے والا ہے اور یہاں سے خریداری باعث برکت ہے۔ ایسے شاملین جلسہ کے ان جذبات کے نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا یہ سبق آموز ارشاد ! حضور فرماتے ہیں:

’’اب میں ایک بات دکانداروں سے کہنی چاہتا ہوں۔ یہاں کے دکانداروں کے لئے رزق کی کمائی کا یہ بڑا اچھا موقع ہے۔ کئی بچارے انتظار کرتے ہوں گے کہ سارے سال کے گھاٹے جلسہ سالانہ پر پورے ہوجائیں۔ لیکن گھاٹے اس طرح پورے ہونے چاہئیں کہ کوئی بڑا گھاٹا نہ کھا جائیں۔ یہ نہ ہو کہ دنیا کا گھاٹا پورا کرتے کرتے اپنی عاقبت کا گھاٹا مول لے لیں اور بد دیانتی کا ایسا طریق اختیار کریں جس کے نتیجہ میں آپ کی عاقبت خراب ہوجائے۔ لوگ بڑے اخلاص سے باہر سے آئیں گے۔ بڑی بڑی امیدیں لیکر آئیں گے۔ بعض تو اس لئے یہاں شاپنگ کرتے ہیں کہ ربوہ سے کچھ نہ کچھ لے جانا ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ جس جگہ سے محبت ہو اور جس کے متعلق انسان سمجھے کہ یہ نیکی کی آماجگاہ ہے وہاں کی ظاہری چیزوں سے بھی اس کو پیار ہوجاتا ہے۔ لوگ مکہ اور مدینہ جاتے ہیں یا دوسرے مقامات مقدسہ مثلاً اجمیر شریف وغیرہ جاتے ہیں تو وہاں کی نشانیاں لے آتے ہیں اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ ان کو کسی ایسی چیز کی ضرورت ہے جو وہیں سے ملتی ہے بلکہ وہ صرف پیار کے ایک اظہار کے طور پر وہاں کی ایک نشانی لے کر آتے ہیں۔ ہمارے پاس بھی کئی احمدی جب حج کرکے آتے ہیں تو کبھی مدینہ کی جائے نماز دے دیتے ہیں اور کبھی کوئی تسبیح دے دیتے ہیں۔ یہ چیزیں وہ صرف محبت کے اظہار کے طور پر خریدتے ہیں کہ جس شہر میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پھرا کرتے تھے وہاں سے ہم نے کوئی چیز خریدنی ہے خواہ وہ چیز جاپان میں بنی ہو۔ لیکن چونکہ وہ اس مقدس مقام سے منسوب ہوجاتی ہے۔ اس لئے برکت پاجاتی ہے۔ اس میں ایک عظمت پیدا ہوجاتی ہے۔ وہ پیار کا ایک اظہار بن جاتی ہے۔

پس باہر سے آنیوالے احمدیوں کی ایک بڑی تعداد، ضرورت سے بے نیاز ہوکر، یہاں صرف اس لئے شاپنگ کرتی ہے کہ جس جگہ کو خدا نے آج تمام دنیا میں نور پھیلانے کا مرکز بنایا ہے وہاں کی چیزیں لے کر جائیں۔ ان میں امریکہ جیسے ترقی یافتہ ممالک سے آنے والے احمدی بھی ہوتے ہیں۔ ان کو ضرورت تو نہیں ہوتی کہ یہاں سے چیزیں خریدیں بلکہ ساری دنیا ان سے چیزیں خریدتی ہے اس لئے جب باہر کے مہمان یہاں آکر شاپنگ کرتے ہیں تو خالصۃً نیکی کی وجہ سے اور للّٰہی محبت کے اظہار کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے جب بعض دکاندار زیادتی کرتے ہیں تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کے ایمان کو کیسی ٹھوکر لگتی ہوگی وہ منہ مانگے دام دے دیتے ہیں۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ ایک احمدی دکاندار جائز منافع سے زیادہ لے گا یا ہمارے بھول پن سے فائدہ اُٹھا کر ہمیں زیادہ دام بتائے گا۔ لیکن جب وہ دوسری جگہ جاتے ہیں اور وہاں نسبتاً نیک دکاندار ملتا ہے تو انکو ٹھوکر لگتی ہے وہ کہتے ہیں کہ اچھا! یہ قیمت ہے اس کی؟ ہمیں تو فلاں جگہ یہ بتائی گئی تھی۔ چنانچہ ایسے واقعات وہ پھر بتاتے بھی ہیں۔

گزشتہ کئی سالوں سے مجھے تجربہ ہوا ہے کہ بعض باہر سے آنیوالوں مثلاً امریکنوں نے بتایا کہ ہمیں یہ دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی کہ ایک دکاندار کے پاس گئے اور ایک چیز کی قیمت پوچھی تو اس نے کہا پچاس روپے، ہم نے اسی وقت دے دیئے۔ لیکن جب دوسرے دکاندار کے پاس گئے تو اس نے کہا یہ تو اکیس روپے کی ہے۔ کوئی نسبت ہونی چاہیئے۔ آپس میں کوئی موازنہ تو ہو۔ اکیس کے بائیس ہوجائیں یا تیئس ہوجائیں یا انیس ہوں۔ یہ تو سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ لیکن پچاس کے اکیس ہوگئے ہوں یا اکیس کے پچاس ہوجائیں۔ یہ حساب سمجھ میں نہیں آسکتا۔ پس لازماً کسی نے بد دیانتی کی

باقی صفحہ 42 پر

پروگرام 44 واں جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ جرمنی 2019ء

پہلا روز 5 جولائی بروز جمعۃ المبارک

وقت	پروگرام	
03:15	نماز تہجد	
03:50	اذان	
04:15	نماز فجر	
04:25	درس القرآن	
04:35	وقفہ	
08:00	ناشتہ	
09:00	رجسٹریشن	
12:00	طعام	
13:45	پرچم کشائی	حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
14:00	نماز جمعہ وعصر	حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اجلاس اوّل

وقت	پروگرام	
17:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ	
17:20	نظم	
17:30	تقریر (اردو)	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عجز و انکسار اور سادگی مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ جرمنی
18:15	نظم	
18:25	تقریر (جرمن)	میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر مکرم محمد لقمان مجوکہ صاحب۔ نیشنل سیکریٹری اشاعت جرمنی
19:10	اعلانات	
19:15	وقفہ برائے طعام	
22:00	نماز مغرب وعشاء	غروب آفتاب (Sonnenuntergang 21:33)

دوسرا روز 6 جولائی بروز ہفتہ

وقت	پروگرام	
03:15	نماز تہجد	
03:50	اذان	
04:15	نماز فجر	
04:25	درس القرآن	
04:35	وقفہ	
08:00	ناشتہ	

اجلاس دوم

وقت	پروگرام	
10:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ	
10:20	نظم	
10:30	تقریر (جرمن)	قرآں کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا مکرم مولانا افتخار احمد صاحب۔ مربیٔ سلسلہ حال جرمنی
11:05	نظم	
11:15	تقریر (اردو)	سیرت حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ مکرم مولانا منیر احمد صاحب منور۔ مربیٔ سلسلہ و استاذ جامعہ احمدیہ جرمنی
11:55	اعلانات	
12:00	خطاب حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (یہ خطاب جلسہ گاہ مستورات سے براہِ راست نشر کیا جائیگا)	
13:45	نماز ظہر وعصر	
14:00	وقفہ برائے طعام	
16:00	غیر از جماعت مہمانوں کے لئے جماعت احمدیہ کا تعارف	
16:30	حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا غیر از جماعت مہمانوں سے خطاب	

اجلاس سوم		
18:00		تلاوت قرآن کریم مع اردو وجرمن ترجمہ
18:20		نظم
18:30	تقریر (جرمن)	ڈیجیٹل دور میں اسلامی طرز زندگی مکرم حسنات احمد صاحب۔ واقف زندگی
19:10		نظم (اردو)
19:20	تقریر (اردو)	انی احافظ کل من فی الدار مکرم مولانا سید محمود احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد صدر انجمن احمدیہ مرکزیہ پاکستان
20:00		اعلانات
20:10		وقفہ برائے طعام
22:00		نماز مغرب وعشاء (Sonnenuntergang21:32) غروب آفتاب

تیسرا روز 7 جولائی بروز اتوار

03:15		نماز تہجد
03:50		اذان
04:15		نماز فجر
04:25		درس القرآن
04:35		وقفہ
8:00		ناشتہ
10:00	تلاوت قرآن کریم	مع اردو وجرمن ترجمہ
10:20		نظم
10:30	تقریر (جرمن)	اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ مکرم مولانا امتیاز احمد شاہین صاحب۔ مربی سلسلہ حال جرمنی
11:10		نظم
11:20	تقریر (اردو)	خلافت۔ روحانی ترقی کی ضامن مکرم مولانا شمشاد احمد قمر صاحب۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی
12:10	تقریر (جرمن)	اسلام احمدیت کی فتح دلوں کی فتح کے ذریعہ ممکن ہے مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی
12:55		اعلانات
13:00		وقفہ برائے طعام

اختتامی اجلاس	
15:45	نماز ظہر وعصر
	تقریب بیعت
	تلاوت قرآن کریم مع اردو وجرمن ترجمہ
	نظم
	تقسیم اسناد
اختتامی خطاب	سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
دعا و الوداع	اِختتامی اجلاس کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
	نومبائعات اور نومبائعین کو علیحدہ علیحدہ شرف ملاقات عطا فرمائیں گے

پروگرام جلسہ گاہ مستورات
مؤرخہ 6 جولائی بروز ہفتہ 2019ء

10:00	تلاوت قرآن کریم	مع اردو وجرمن ترجمہ
10:20	تقریر (اردو)	”وَقُرَّةُ عَيۡنِي فِي الصَّلٰوةِ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔“ مکرمہ امتہ الجمیل غزالہ صاحبہ، نیشنل سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ جرمنی
10:40	تقریر (جرمن)	”عہد بیعت اور ہماری ذمہ داریاں“ مکرمہ ماریہ زبیر صاحبہ، ایڈیشنل سیکرٹری تربیت برائے نومبائعات
11:00		قصیدہ
11:10	تقریر (جرمن)	”نیک معاشرہ کی تشکیل میں تربیتِ اولاد کا کردار“ مکرمہ Hendrik je Härter صاحبہ
11:30	تقریر (اردو)	”پردہ - ایک احمدی عورت کی پہچان“ محترمہ عطیہ نور احمد ہیوبش صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی
		تشریف آوری حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
12:00		تلاوت قرآن کریم مع اردو ترجمہ
		نظم
		تقسیم اسناد
	خطاب	حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا غیر از جماعت مہمانوں سے خطاب

ریڈیو پر جلسہ سالانہ کی نشریات مندرجہ ذیل فریکوئنسی پر سنی جاسکیں گی۔

اردو	MHz 87,9	جرمن	MHz 107,5

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات روشنی میں

جلسہ سالانہ کے آداب

یہ جماعتی جلسہ ہے کوئی میلہ نہیں ہے اُور نہ اس میں میلہ سمجھ کر شمولیت ہونی چاہئے۔ اور نہ ہی صرف میل ملاقات اور خرید وفروخت یا فیشن کا اِظہار ہونا چاہیے۔

ایک دوسرے سے ملو تو مسکراتے ہوئے ملو۔ اگر کوئی رنجشیں تھیں تو ان تین دنوں میں اپنی مسکراہٹوں سے انہیں ختم کر دو۔ دوسری بات یہ کہ نیکیوں کو پھیلاؤ۔ نیکیوں کی تلقین کرو اور بری باتوں سے روکو۔ تو یہ جلسہ کی غرض وغایت بھی ہے۔ اس لئے جو جلسہ پر آئے ہیں وہ اِدھر اُدھر پھرنے کی بجائے جلسہ کے پروگراموں سے بھر پور فائدہ اُٹھائیں۔ اِس میں بھر پور حصہ لیں۔

مسجد و نماز کے آداب

مسجد میں اور مسجد کے ماحول میں اس کے آداب اور تقدس کا خیال رکھیں۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں جو مار کی جلسہ کے لئے لگائی جاتی ہے اسی ہال میں نمازیں ہوں گی۔ اس لئے اس وقت کے لئے اس کو آپ کو مسجد کا ہی درجہ دینا ہو گا اور مکمل طور پر وہاں اس کے تقدس کا خیال رکھنا ہو گا۔

عمومی نصائح

مہمان بھی اگر کہیں کوتاہی دیکھیں تو نرمی سے توجہ دلا دیں۔ کسی قسم کا غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنے وسیع انتظامات ہوتے ہیں۔ تھوڑی بہت کمیاں رہ جاتی ہیں وہ برداشت کرنی چاہئیں اور صرفِ نظر کرنا چاہئے اور غصہ کو دبانے کا بھی ایک ثواب ہے۔

موبائل فون

نمازوں کے دوران اپنے موبائل فون بھی بند رکھیں۔ بعضوں کو عادت ہوتی ہے کہ فون لے کر نمازوں پر آجاتے ہیں اور پھر جب گھنٹیاں بجنا شروع ہوتی ہیں تو نماز سے بالکل توجہ بٹ جاتی ہے۔

آداب گفتگو

فضول گفتگو سے اجتناب کریں۔ باہمی گفتگو میں دھیما پن اور وقار قائم رکھیں۔ تلخ گفتگو سے اجتناب کریں۔

بعض لوگ بلند آواز سے عادتاً تو تو مَیں مَیں کر کے باتیں کر رہے ہوتے ہیں یا ٹولیوں کی صورت میں بیٹھ کر قہقہے لگا رہے ہوتے ہیں۔ ان تین دنوں میں ان تمام چیزوں سے جس حد تک پرہیز کر سکتے ہیں کریں بلکہ مکمل طور پر پرہیز کرنے کی کوشش کریں۔ ویسے بھی یہ کوئی ایسی اچھی عادت نہیں۔

خواتین کو نصائح

خواتین گھومنے پھرنے میں احتیاط اور پردہ کی رعایت رکھیں۔ تاہم جو خواتین احمدی مسلمان نہیں اور پردے کی ایسی پابندی نہیں کرتیں ان سے صرف پردے کی درخواست کرنا ہی کافی ہے۔ ہرگز کوئی زبردستی کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ہونی چاہئے۔ اگر کسی وجہ سے کسی احمدی کو بھی نقاب کی دقت ہو تو پھر ایسی خواتین میک اپ میں نہیں ہونی چاہئیں۔ سادہ رہیں کیونکہ میک اپ کرنا بہرحال مناسب نہیں۔ سر ڈھانپنے کی عادت کو اچھی طرح سے رواج دیں۔ ایک ایسا ماحول خواتین کی طرف سے نظر آنا چاہئے کہ روحانی ماحول میں ہم یہ دن بسر کر رہے ہیں۔ پردہ نہ کرنے کے بہانے نہیں تلاش ہونے چاہئیں۔

کھانے کے آداب

ان دنوں میں بعض دفعہ کھانے کا بہت ضیاع ہوتا ہے۔ کھانے کے آداب میں تو یہ ہے کہ جتنا پلیٹ میں ڈالیں اس کو مکمل ختم کریں۔ کوئی ضیاع نہیں ہونا چاہئے۔ بلاوجہ حرص میں آکر زیادہ ڈال لیا یا دیکھا دیکھی ڈال لیا۔ اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کریں کہ اس قسم کی کوئی حرکت نہیں ہونی چاہئے جس کا دوسروں پر برا اثر پڑ رہا ہو۔ اور یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ کھانا جو ضائع ہو رہا ہوتا ہے اکثر کارکنان کا قصور نہیں ہوتا بلکہ لینے والے کا قصور ہوتا ہے۔

اتنا ہی ڈالیں جتنا آپ ختم کر سکیں۔ لیکن کارکنان کے لئے بہرحال یہ ہدایت ہے کہ اگر کوئی مطالبہ کرتا ہے کہ مزید دو اور زیادہ لے لیتا ہے تو اسے نرمی سے سمجھائیں۔ سختی سے کسی مہمان کو بھی انکار نہیں کرنا اور نہ یہ کسی کارکن کا حق ہے۔ پیار سے کہہ سکتے ہیں کہ ختم ہو جائے تو دوبارہ آ کر لے لیں۔

کھانا جہاں آپ کھا رہے ہوں ان جگہوں پر بعض لوگ کھانا کھا کر خالی برتنوں کو وہیں رکھ جاتے ہیں اور ڈسٹ بن میں نہیں ڈالتے۔ اور یہ معمولی سی بات ہے۔ ایک تو کارکنان کا کام بڑھ جاتا ہے اس عرصہ میں وہ کوئی اور کام کر سکتے ہیں۔ دوسرے گندگی پھیلتی ہے۔

حفاظت

حفاظتی نقطہ نگاہ سے نگرانی کرنا ایک بہت اہم چیز ہے۔ اپنے ماحول پر گہری نظر رکھنا ہر ایک کا فرض ہے کہ اگر اجنبی آدمی ہو تو متعلقہ شعبہ کو اس کی اطلاع کر دیں۔ خود کسی سے بھی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنی چاہئے۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر تشریف لانے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی خدمت میں خوش آمدید

دوسری و آخری قسط

قرآنِ کریم کے تراجم اور تفاسیر کی طباعت کے بارے میں

لاہور ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ پر تبصرہ

(مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب)

تفاسیر کے درمیان اختلاف

ترجمہ کے بارے میں اس مختصر جائزہ کے بعد تفسیر کے پہلو کا تجزیہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ پنجاب سرکار کے اس قانون میں لکھا ہے کہ اگر کسی غیر مسلم کی طرف سے کسی تحریر میں قرآنِ کریم کی کسی آیت کی ایسی تفسیر یا تشریح شائع کی گئی جو کہ مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف ہوئی تو اسے تین سال تک کے لئے قید کی سزا دی جا سکتی ہے یا/اور جرمانہ کیا جا سکتا ہے جو کہ بیس ہزار روپے سے کم نہیں ہو گا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اس قانون کی عبارت میں belief of Muslims کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ان الفاظ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ قرآنِ کریم کی آیات کی تفسیر کے بارے میں مسلمانوں کے عقائد ایک ہیں۔ بلکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ایک ایک آیت کی نہ صرف مختلف مسالک کے علماء نے بلکہ ایک ہی مسلک کے علماء نے بالکل مختلف تفاسیر کی ہیں۔ ایک تفسیر کی کتاب میں ہی ایک آیت کی کئی مختلف تفاسیر درج کی گئی ہیں۔

اس قانون کا اطلاق کرتے ہوئے آخر کس تفسیر کو معیار ٹھہرایا جائے گا۔ اس کی سینکڑوں مثالوں میں سے صرف چند مثالیں دی جاتی ہیں تا کہ صورتِ حال واضح ہو۔

1۔ سورۃ النازعات کی ابتدائی آیات ہیں

وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا۔ وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا۔ السَّابِحَاتِ سَبْحًا۔ فَالسَّابِقَاتِ سَبْقًا

ان آیات میں کن ہستیوں کا ذکر ہے؟ صرف تفسیر ابنِ کثیر کی مثال لے لیں تو اس میں تین مختلف تفاسیر درج کی گئی ہیں۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کہ کفار کی جانیں نکالتے ہیں۔ اور تفسیر دُرِّ منثور میں بھی یہی تفسیر درج کی گئی ہے۔ مجاہد کا قول ہے کہ ان آیات میں سخت لڑائی کرنے والے مجاہدین کا ذکر ہے۔ اور ان دونوں کے برعکس ایک اور قول یہ بھی درج کیا گیا ہے کہ ان آیات میں ستاروں کا ذکر ہے۔

(تفسیر ابنِ کثیر اردو ترجمہ از محمد جونا گڑھی جلد 6 ناشر فقہ الحدیث پبلیکیشنز مارچ 2009 صفحہ 509)

2۔ سورۃ تکویر کی آیت 16 و 17 درج ذیل ہیں

فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ۔ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ

ان آیات میں کس کا ذکر ہے؟ تفسیر دُرِّ منثور میں چار مختلف تفاسیر درج کی گئی ہیں۔ بعض کے نزدیک ان میں ستاروں کا ذکر ہے۔ بعض کے نزدیک ان میں ابلیس کا ذکر کیا گیا ہے۔ کچھ اور علماء کا قول ہے کہ ان میں وحشی بیل کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ ایک اور قول یہ بھی درج کیا گیا ہے کہ ان میں ہرن کا ذکر ہے۔ (تفسیر در منثور، مصنفہ جلال الدین سیوطی، اردو ترجمہ از ضیاء الدین پبلیکیشنز جلد 6 صفحہ 893)

3۔ اب سورۃ الفجر سے مثال پیش کی جاتی ہے۔ سورۃ الفجر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَيَالٍ عَشْرٍ (الفجر 3)

اس آیت میں دس راتوں کی قسم کھائی گئی ہے۔ اس سے مراد کون سی دس راتیں ہیں؟ حضرت ابنِ عباس کا قول تھا کہ اس سے مراد رمضان کی پہلی دس راتیں ہیں۔ تفسیر دُرِّ منثور میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا قول درج ہے کہ ان سے

مراد رمضان کی آخری دس راتیں ہیں۔ تفسیر ابنِ کثیر کے مطابق بعض علماء کا خیال ہے کہ اس سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں اور یہی خیال ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔ بعض علماء کا خیال یہ بھی ہے کہ اس سے مراد محرم کی پہلی دس راتیں ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر اردو ترجمہ از محمد جوناگڑھی جلد 6 ناشر فقہ الحدیث پبلیکیشنز مارچ 2009 صفحہ 573 ، تفسیر درمنثور، مصنفہ جلال الدین سیوطی، اردو ترجمہ از ضیاء الدین پبلیکیشنز جلد 6 صفحہ 975)

4۔ سورۃ الفجر کی اگلی آیت کی مثال پیش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ (فجر:4) یہاں 'جفت' اور 'طاق' کی قسم کھائی گئی ہے۔ اس سے کیا مراد ہے؟ تفسیر دُرِ منثور میں ایک حدیث درج کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد نمازیں ہیں۔ ان میں سے کچھ جفت ہیں اور کچھ وتر ہیں۔ پھر اسی تفسیر میں ایک اور قول درج کیا گیا کہ ان دونوں سے مراد نمازِ مغرب ہے۔ پھر حضرت حسن کا قول درج ہے کہ ہمارے رب نے کل اعداد کی قسم کھائی ہے۔ جن میں جفت بھی ہیں اور وتر بھی ہیں۔ مجاہد کا قول ہے کہ مخلوق جفت ہے اور اللہ تعالیٰ وتر ہے۔ اور اسی تفسیر میں مجاہد کا قول درج ہے کہ جفت اور وتر سے مراد کل مخلوق ہے۔ اور پھر تفسیر دُرِ منثور میں ہی ایک اور حدیث درج ہے کہ جفت سے مراد دو دن یعنی عرفہ اور یوم نحر کے دن ہیں اور وتر سے مراد لیلۃ النحر ہے۔ ان کے علاوہ بھی اس آیت کی تفسیر میں تفسیر کی اسی کتاب میں اور بہت سے مختلف اقوال درج ہیں۔

(تفسیر درمنثور، مصنفہ جلال الدین سیوطی، اردو ترجمہ از ضیاء الدین پبلیکیشنز جلد 6 صفحہ 976 و 977)

5۔ کئی آیتوں کی تفسیر مختلف فرقوں نے مختلف طریق پر کی ہے۔ مثلاً سورۃ نساء کی آیت 60 میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اولی الامر کی اطاعت کا حکم ہے۔ شیعہ روایات میں حضرت علی ؑ سے روایت ہے کہ یہاں اولی الامر سے مراد اہل بیت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے قریبی رشتہ دار مراد ہیں۔

(اصول کافی اردو ترجمہ جلد پنجم، مترجم سید ظفر حسن صاحب ناشر ظفر شمیم ٹرسٹ کراچی صفحہ 12)

سنی احباب کی تفاسیر میں سے صرف ایک کی مثال درج کی جاتی ہے۔ اور سنی احباب کی تفاسیر میں سے مودودی صاحب کی تفہیم القرآن کے مطابق "اولی الامر" سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ خدا اور رسول کے مطیع ہوں۔

تفسیر کے اس بنیادی فرق کی اہمیت ظاہر ہے۔

6۔ اسی طرح سورۃ مائدہ کی آیت 68 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ (المائدہ:68)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتا ہے کہ جو تمہارے پر نازل کیا گیا ہے پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔ اور اللہ لوگوں سے تمہاری حفاظت کرے گا۔ اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

شیعہ روایات میں اس آیتِ کریمہ کی تفسیر اس طرح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر حضرت علی کی ولایت کا حکم نازل ہوا اور اس پر ایمان لانا فرض قرار دیا گیا۔ آنحضرت ﷺ کو خدشہ ہوا کہ لوگ مرتد نہ ہوں اور انہیں ٹھوکر نہ لگے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جو کچھ تم پر نازل ہوا ہے لوگوں تک پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا رسالت کو ہی نہیں پہنچایا۔ اللہ تمہیں دشمنوں کے شر سے بچائے گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خُم کے مقام پر لوگوں کو جمع کیا اور ولایتِ علی کا حکم ان تک پہنچایا اور یہ عہد لیا کہ وہ دوسروں تک پہنچائیں۔ اس کے بعد اسی شیعہ روایت میں لکھا ہے کہ حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آخری فریضہ تھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت "اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ" کو نازل فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اب میں کوئی اور حکم نازل نہیں کروں گا کیونکہ میں نے فرائض کو مکمل کر دیا ہے۔

(اصول کافی اردو ترجمہ جلد دوئم، مترجم سید ظفر حسن صاحب ناشر ظفر شمیم ٹرسٹ کراچی صفحہ 206)

اب کیا سُنّی احباب بھی اس آیتِ کریمہ کی یہی تفسیر کرتے ہیں۔ کیا اُن کے نزدیک بھی دین ولایتِ علی کے حکم پر مکمل ہوا تھا؟ ظاہر ہے کہ سنیوں کا کوئی بھی فرقہ اس تفسیر سے متفق نہیں ہے۔ اور اس اختلاف کی جو بنیادی اہمیت ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

ان چند مثالوں پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مختلف فرقوں نے بلکہ ایک ہی فرقہ سے وابستہ علماء نے مختلف آیات کی مختلف تفاسیر کی ہیں۔ اگر کسی ایک کو بھی معیار قرار دیا گیا تو دوسروں پر پابندی لگانی پڑے گی۔ اور کیا حکومت کو اور اس کے بنائے ہوئے حکومتی بورڈ کو یہ اختیار ہے کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ کون سی آیت کا کیا ترجمہ یا کیا تفسیر کرنی ہے؟ ابھی یہ عمل جماعتِ احمدیہ سے شروع کیا گیا ہے لیکن جیسا کہ ماضی میں بہت مرتبہ ہو چکا ہے کہ تنگ نظری کے عمل کو جماعتِ احمدیہ کی مخالفت کے نام پر شروع کیا جاتا ہے اور پھر ایک کے بعد دوسرا فرقہ اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ اگر حکومت کو یا حکومتی اداروں کو یہ اختیارات دیئے گئے تو اس سے مزید فتنوں اور باہمی اختلافات کا دروازہ کھل جائے گا۔

اصل منصوبہ کیا ہے؟

اور کوئی اسے مبالغہ نہ سمجھے۔ پہلے یہ فیصلہ ہو گا کہ اس ترجمہ یا اس تفسیر کے علاوہ کوئی اور ترجمہ یا تفسیر خلافِ قانون ہے اور اس کی سزا دی جائے گی۔ اور اس طرح ایک مخصوص طبقہ اپنے خیالات دوسرے فرقوں پر مسلط کرے گا۔ پھر اسے کفر اور ارتداد قرار دیا جائے گا۔ اور یہ اعلان تو پہلے ہی کیا جا چکا ہے کہ مرتد کی سزا ان احباب کے نزدیک موت ہے۔ یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ 1973ء کے آئین پر بحث کے دوران 14 مارچ 1973ء کو مولوی غلام غوث ہزاروی صاحب نے مرتد کی یہ تعریف پیش کی تھی۔

"کسی ایسے شخص کو مرتد کہا جائے گا جو اسلام قبول کرنے کے بعد قرآن پاک کی کسی آیت یا رسول کی کسی مسلسل حدیث یا ان کی کسی مقبولِ عام توضیح کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔"

(The National Assembly of Pakistan Constitution Making Debates Vol 2 no. 20 p1268)

غلام غوث ہزاروی صاحب نے یہ ترمیم آئین کے مسودہ میں کرانے کی کوشش کی تھی لیکن اُس وقت کامیابی نہیں مل سکی۔ اس کا مقصد صاف ظاہر ہے کہ جو کوئی اِس طبقہ کی کی گئی کسی آیت کی تفسیر یا کسی مسلسل حدیث کی وضاحت سے انکار کرے گا وہ مرتد ہو جائے گا۔ اور جب کسی کو مرتد قرار دے دیا گیا تو پھر وہ واجب القتل تو بن ہی جائے گا۔

اس قسم کے مطالبات کا تاریخی پس منظر

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس سوچ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ ہر سوچ پر پابندی لگا دی جائے۔ یہ سوال ضرور اُٹھتا ہے کہ تاریخ میں اس قسم کی سوچ کب اور کہاں پیدا ہوئی تھی کہ کسی مذہب کی مقدس کتاب کے متعلق کسی گروہ نے یہ اعلان کیا ہو کہ اس کا وہی مطلب اور وہی تشریح جائز ہو گی جو ہم کریں گے۔ اگر اس سے اختلاف کیا گیا تو یہ جرم ہو گا۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعلان کیتھولک چرچ کی طرف سے کیا گیا تھا۔

کیتھولک چرچ کی طرف سے 1512ء اور 1517ء کے درمیان Lateran Council کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں تمام عیسائی دنیا سے کیتھولک چرچ کے نمایاں افراد نے شرکت کی۔ اس موقع پر اس کونسل کی تجاویز کے مطابق پوپ جولیس دوئم (Julius II) نے جو احکامات جاری کئے تھے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ جو بھی عیسائی متّاد تبلیغ یا وعظ کے لئے نکلے گا وہ کیتھولک چرچ کے مقامی عہدیدار کا اجازت نامہ لے کر نکلے گا اور اس کا جائزہ لیا جائے گا کہ وہ اس قابل بھی ہے کہ نہیں کہ یہ کام سرانجام دے سکے۔ اور ایسے شخص پر لازم ہو گا کہ وہ صحیفوں اور مقدس کتب کی وہی تشریح بیان کرے جو کہ کیتھولک چرچ کی طرف سے کی گئی ہے یا قدیم سے کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی تشریح یا وضاحت بیان نہیں کی جائے گی۔ اور یہ بھی اعلان کیا گیا کہ اگر یہ واعظ باقاعدہ چرچ کا پادری نہیں بھی ہے اور اپنی ذاتی حیثیت میں یہ وعظ کر رہا ہے تو بھی اس پر یہی پابندیاں عائد ہوں گی۔ اور اگر کوئی ان ہدایات کی خلاف ورزی کرے گا تو اسے قانون میں درج سزا کے علاوہ مذہب سے خارج کر دیا جائے گا۔ اور اسی کونسل میں پوپ نے کونسل کے مشورہ سے حکم جاری کیا تھا کہ اب سے کوئی بھی کتاب شائع کرنے سے قبل روم میں ویٹیکن کے حُکّام اس کا جائزہ لے کر اپنے دستخطوں سے اس کی اجازت دیں گے۔ اور باہر کے مقامات پر مقامی بشپ یا اس کا مقرر کردہ آدمی اس کا جائزہ لے گا۔ اور یہ پابندی صرف مذہبی کتابوں کے لئے نہیں بلکہ ہر قسم کی کتاب کے لئے ہو گی۔ اور اگر اس اجازت کے بغیر کوئی کتاب شائع کی گئی تو اس کو ضبط کر کے سرعام نذرِ آتش کیا جائے گا۔ شائع کرنے والے کو جرمانہ کیا جائے گا اور اسے ایک سال تک کچھ شائع کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ اور اس جرم پر اسے مذہب سے خارج کیا جا سکتا ہے۔

(http://www.papalencyclicals.net/councils/ecum18.htm, accessed on 29.04.2019)

یہ وہ دور تھا جب کہ پرنٹنگ پریس مستحکم ہو رہا تھا اور لوگوں کو یہ سہولت حاصل ہو رہی تھی کہ وہ ہر قسم کی شائع ہونے والی کتب پڑھ سکیں۔ اس سے کیتھولک چرچ کے عمائدین کو یہ خطرہ تھا کہ ان کی گرفت عیسائی دنیا پر کمزور پڑ سکتی تھی۔ لیکن ان پابندیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ الٹا کیتھولک چرچ کی اجارہ داری اور پوپ کے خلاف یورپ خاص طور پر جرمنی میں بغاوت ہو گئی۔ اور مارٹن لوتھر نے کیتھولک چرچ پر اور پوپ پر اعتراضات شائع کر دیئے۔ اور چرچ کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا۔

جب مارٹن لوتھر نے کیتھولک چرچ سے انحراف کیا اور یورپ میں پروٹسٹنٹ تحریک کا آغاز ہوا اور عیسائی دنیا پر کیتھولک چرچ اور پوپ کی گرفت کمزور پڑنے لگی تو انہوں نے دنیا میں نمایاں افراد پر مشتمل ایک مشاورتی کونسل منعقد کی جو کہ تاریخ میں کونسل آف ٹرنٹ (Council of Trent) کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس کونسل نے کچھ فیصلے کئے کہ کس طرح دوبارہ عیسائی دنیا پر کیتھولک چرچ اور اس چرچ کے سربراہ یعنی پوپ کی گرفت مضبوط ہو اور اسے چیلنج نہ کیا جا سکے۔ یعنی سابقہ غلطیوں سے کوئی سبق حاصل نہیں کیا۔ چنانچہ اپریل 1546ء میں کونسل آف ٹرنٹ کے مشورہ پر پوپ پال سوئم نے یہ حکم جاری کیا کہ بائبل کے لاطینی تراجم میں سے Vulgate ترجمہ صحیح ہے اور ''کئی سالوں سے چرچ کی طرف سے اسے منظور شدہ قرار دیا جا رہا ہے کہ اسے پبلک لیکچروں اور اختلافات اور وعظوں اور تشریح کی غرض سے استعمال کیا جائے۔ اب کسی کو اس بات کی ہمت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ کسی بھی بہانے اسے مسترد سمجھے۔''

اور یہ بھی اعلان کیا کہ کسی کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ چرچ کی کی گئی تشریح کے علاوہ مقدس صحائف کی کوئی تشریح کریں خواہ اس تشریح کو شائع کرنے کا ارادہ بھی نہ ہو۔ چرچ کے مقامی عہدیدار ایسے لوگوں کو تلاش کر کے انہیں قانون کے مطابق سزا دیں گے۔ اور یہ بھی اعلان کیا گیا کہ مقدس کتب کو شائع کرنے والوں کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ جو جی چاہے شائع کر دیں۔ انہیں مقدس کتب یا ان کی تفاسیر شائع کرتے ہوئے چرچ سے اجازت لینی ہو گی۔

(http://www.thecounciloftrent.com/ch4.htm. accessed on 29.4. 2019)

اور اس قانون سازی پر ہی بس نہیں کی گئی بلکہ جنہوں نے چرچ کے منشاء کے خلاف تراجم کئے انہیں سخت ترین سزائیں دی گئیں۔

چودہویں صدی میں John Wycliffe نے انگریزی میں بائبل کا ترجمہ کیا تو اس کی موت کے بعد چرچ کے حکم سے اس کی قبر کھود کر اس کی ہڈیاں نذرِ آتش کی گئیں۔

سولہویں صدی میں جب William Tyndale نے انگلستان سے باہر جا کر اپنا کیا ہوا بائبل کا انگریزی ترجمہ شائع کرنا شروع کیا تو اسے گرفتار کر کے انگلستان لایا گیا اور چرچ کے حکم پر اس کا گلا گھونٹ کر مارا گیا اور اس کی لاش کو آگ لگائی گئی۔

جماعتِ احمدیہ کے مخالفین پاکستان میں وہی حالات پیدا کرنا چاہتے ہیں جو آج سے پانچ چھ سو سال قبل کیتھولک چرچ نے یورپ میں پیدا کئے تھے۔

اس سوچ کے بین الاقوامی اثرات

جیسا کہ پہلے بھی یہ ذکر کیا گیا ہے کہ مسلمان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بائبل میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پیشگوئیاں موجود ہیں۔ اور قرآنِ کریم رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ واضح اعلان کرتا ہے۔

يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ (الاعراف 158) جس کو وہ پائیں گے لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔

کیا عیسائیوں کا اور یہودیوں کا یہ حق تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہم تو اپنی مقدس کتب کی یہ تفسیر نہیں کرتے اور مسلمانوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ ہماری تشریح کے علاوہ کسی اور تشریح کو شائع کریں۔یقینی طور پر انصاف کی رو سے یہ حق تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔اسی معیار پر پنجاب حکومت کا یہ قانون بھی غیر منصفانہ ہے۔

احمدیہ تفاسیر اور دوسری تفاسیر میں کیا فرق ہے؟

یہ تو ظاہر ہے کہ اس مقدمہ میں درخواست گزار نے واضح طور پر جماعت احمدیہ کو نشانہ بنایا ہے اور عدالت میں یہ موقف پیش کیا ہے کہ غیر مسلموں کی طرف سے جو قرآنِ مجید کے تراجم اور تفاسیر شائع کی جارہی ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کو اسلام کے بارے میں گمراہ کیا جائے۔یہ بہت سنگین الزام ہے۔جس طرف سے بھی اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش ہو رہی ہے ہم سب کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اس سازش کو بے نقاب کریں۔لیکن پہلے کم از کم چند مثالوں کے ذریعہ ایک مختصر جائزہ تو لینا چاہیے کہ جماعتِ احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے تراجم اور تفاسیر میں اور پرانے اور نئے تراجم اور تفاسیر میں کیا فرق ہے؟ کچھ دیر کے لئے اختلافی مسائل کو بھی نہ چھیڑیں کیونکہ ہر شخص اپنے موقف کو ہی درست سمجھ رہا ہوتا ہے۔

ذیل میں ایسی چند آیات کے تراجم اور تفاسیر کا موازنہ پیش کرتے ہیں جن کا بنیادی قسم کے اختلافی مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔

1۔سورۃ بقرۃ کی آیت نمبر 257 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۔ترجمہ: دین میں کچھ زبردستی نہیں۔بے شک ہدایت گمراہی سے صاف صاف الگ ہو چکی ہے۔

کتنی عمدہ اور کتنی واضح تعلیم ہے۔ کتنے غیر مبہم انداز میں مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں نے ناسخ منسوخ کی بحث میں پڑ کر اس آیت کریمہ کو منسوخ قرار دے دیا۔چنانچہ تفسیر ابنِ کثیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے

”بعض اور کہتے ہیں کہ آیتِ قتال نے اسے منسوخ کر دیا۔ تمام انسانوں کو اس پاک دین کی دعوت دینی ضروری ہے اگر کوئی انکار کرے تو بے شک مسلمان اس سے جہاد کریں۔“

(تفسیر ابن کثیر اردو ترجمہ از محمد جونا گڑھی جلد 1 ناشر فقہ الحدیث پبلیکیشنز مارچ 2009 صفحہ 503)

تفسیر درِ منثور میں لکھا ہے ”امام ابن المنذر اور ابنِ ابی حاتم نے حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَا اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ کو جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ (التوبہ:73) سے منسوخ کر دیا۔“

(تفسیر درمنثور، مصنفہ جلال الدین سیوطی، اردو ترجمہ از ضیاء الدین پبلیکیشنز جلد 1 صفحہ 850)

اور اس غلطی کے نتیجہ میں مخالفین کو اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع ملا۔مثلاً Pope Benedict XVI نے اپنے مشہور Rosenberg Lecture میں ایک بادشاہ کی گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے جب اسلام پر جبر کے ذریعہ پھیلنے کا الزام لگایا تو اس آیتِ کریمہ کا ذکر کر کے کہا کہ بعض علماء کے نزدیک یہ اُس وقت کی ہے جب ابھی آنحضرت ﷺ کے پاس طاقت نہیں تھی اور جہاد کی آیات بعد کی ہیں۔(واقعہ میں علمی طور پر بھی یہ دعویٰ بے بنیاد تھا کیونکہ سورۃ البقرۃ مدنی دور میں نازل ہوئی تھی۔)

اب یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی شائع کردہ تفسیر میں اس بارے میں کیا لکھا ہے۔ جماعتِ احمدیہ کا یہ واضح موقف ہے کہ قرآنِ کریم کا ایک لفظ بھی قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں:

”اگر اسلام میں جبر جائز ہوتا تو یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ قرآنِ کریم ایک طرف تو مسلمانوں کو لڑائی کا حکم دیتا اور دوسری طرف اسی سورۃ میں یہ فرما دیتا کہ دین کے لئے جبر نہ کرو۔کیا اس کا واضح الفاظ میں یہ مطلب نہیں کہ اسلام دین کے معاملہ میں دوسروں پر جبر کرنا کسی صورت میں بھی جائز قرار نہیں دیتا۔“(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 585)

اب پڑھنے والے خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کس کی تفسیر دنیا میں اسلام کو بدنام کرنے کا باعث بن سکتی ہے اور کس کی تفسیر اسلام کا خوبصورت چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے؟

2۔جماعتِ احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والی تفاسیر کے علاوہ پرانی اور نئی تفاسیر میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق ایسی باتیں درج ہیں جو کہ ان مقدس انبیاء کی توہین کے مترادف ہیں۔صرف جماعتِ احمدیہ کی تفاسیر میں ان کی مکمل تردید پائی جاتی ہے۔سورۃ ص کی تفسیر میں بہت سی تفاسیر میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں توہین آمیز باتیں درج کی گئی ہیں۔تفسیر دُرِّ منثور میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں یہ بے سر و پا روایت درج ہے:

”آپ نے ایک عورت کو غسل کرتے ہوئے دیکھا۔اس کے حسن اور صورت نے آپ کو حیران کر دیا۔جب اس عورت نے زمین میں آپ کے سائے کو دیکھا تو اس نے بالوں سے اپنے آپ کو پردے میں کر لیا۔یہ چیز اور زیادہ آپ کو اچھی لگی۔آپ نے اس کے خاوند کو کسی مہم پر بھیجا تھا۔آپ نے حکم دیا اسے فلاں فلاں جگہ بھیجا جائے۔جب وہ وہاں جائے تو قتل ہو جائے واپس نہ لوٹے۔اس نے ایسا ہی کیا۔وہ آدمی مارا گیا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت کو دعوتِ نکاح دی اور اس سے شادی کر لی۔“

(تفسیر دُرِّ منثور، مصنفہ جلال الدین سیوطی، اردو ترجمہ از ضیاء الدین پبلیکیشنز جلد 5 صفحہ 840)

مودودی صاحب سورۃ ص کی تفسیر میں اس واقعہ کو یوں پیش کرتے ہیں:

”حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا (یا جو کچھ بھی اس شخص کا نام رہا ہو) سے محض یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔اور چونکہ یہ خواہش ایک عام آدمی کی طرف سے نہیں بلکہ ایک جلیل القدر فرمانروا اور ایک زبردست دینی عظمت رکھنے والی شخصیت کی طرف سے رعایا کے ایک فرد کے سامنے ظاہر کی گئی تھی۔اس لئے وہ شخص کسی ظاہری جبر کے بغیر بھی اپنے آپ کو اسے قبول کرنے پر مجبور پا رہا تھا۔“(تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 328)

پھر مودودی صاحب ابوبکر بن العربی کا حوالہ درج کرتے ہیں:

”اصل واقعہ بس یہی ... ہے کہ حضرت داؤد نے اپنے آدمیوں میں سے ایک شخص کو کہا کہ میرے لئے اپنی بیوی چھوڑ

دے اور سنجیدگی کے ساتھ یہ مطالبہ کیا یہی تفسیر اس سیاق و سباق سے بھی مناسبت رکھتی ہے جس میں یہ قصہ بیان کیا گیا ہے۔'' (تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 330)

ان تفاسیر میں اللہ تعالیٰ کے مقدس نبی کی طرف ایسی گھناؤنی بات منسوب کی گئی ہے جو کہ ایک عام شریف شخص کی طرف بھی منسوب نہیں کی جا سکتی۔ جماعتِ احمدیہ کی تفاسیر میں اس الزام کا مکمل رد کیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''چند آیات کے معانی نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت داؤد پر تہمت لگادی ہے کہ انہوں نے ایک بی بی کے خاوند کو جنگ میں بھجوا کے مروادیا اور اس کی بی بی سے نکاح کر لیا۔ اور فرشتے انہیں سمجھانے آئے حالانکہ وہ ملائکہ نہیں تھے بلکہ دشمن تھے۔ کہ دیواریں پھلانگ کر آپ کے مکان میں گھس آئے۔ آپ بہت گھبرائے کہ ملک میں انارکسٹوں کا غلبہ ہے اور وہ یہاں تک دلیر ہو گئے ہیں کہ شاہی خیموں میں کود کر آنے میں تامل نہیں کرتے۔ مگر معاً شاہی رعب ان پر غالب آ گیا اور انہوں نے ایک جھوٹی بات بنائی۔''

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 485)

3۔ قرآنِ کریم میں بہت سی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ ایسے تراجم اور تفاسیر میں جو کہ جماعتِ احمدیہ کے علاوہ دوسرے افراد کی طرف سے شائع کردہ تراجم اور تفاسیر میں بدقسمتی سے ہر چیز کو قیامت پر چسپاں کر دیا جاتا ہے یا اس طرح تفسیر کی جاتی ہے کہ قرآنِ کریم کا معجزہ واضح ہو کر سامنے نہیں آتا مثلاً سورۃ التکویر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِذَا الۡعِشَارُ عُطِّلَتۡ (التکویر:5) اس کا لفظی مطلب تو یہ ہے کہ جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنی بے کار چھوڑی جائے گی۔ مودودی صاحب تفہیم القرآن میں اس کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں:

''عربوں کو قیامت کی سختی کا تصور دلانے کے لئے یہ بہترین طرزِ بیان تھا۔ ....ایسی اونٹنیوں سے لوگوں کا غافل ہو جانا گویا یہ معنی رکھتا تھا کہ اُس وقت کچھ ایسی افتاد لوگوں پر پڑے گی کہ انہیں اپنے اس عزیز ترین مال کی حفاظت کا بھی ہوش نہیں رہے گا۔'' (تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 263)

نئے ذرائع نقل و حمل ایجاد ہونے سے اب یہ پیشگوئی کب کی پوری ہو کر نشان بن چکی ہے اور خود عرب میں بھی اونٹنیوں کی سواری ترک ہو چکی ہے۔ لیکن مودودی صاحب مصر ہیں کہ یہ روزِ قیامت کا ذکر ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''یعنی اس وقت اونٹنی بیکار ہو جائے گی اور اس کا کچھ قدر و منزلت نہیں رہے گا۔ عِشَار حمل دار اونٹنی کو کہتے ہیں جو عربوں کی نگاہ میں بہت عزیز ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قیامت سے اس آیت کا کچھ بھی تعلق نہیں کیونکہ قیامت ایسی جگہ نہیں جس میں اونٹ اونٹنی کو ملے اور حمل ٹھہرے بلکہ یہ ریل کے نکلنے کی طرف اشارہ ہے اور حمل دار ہونے کی اس لئے قید لگادی تا یہ قید دنیا کے واقعہ پر قرینہ قویّہ ہو اور آخرت کی طرف ذرہ بھی وہم نہ جائے۔"

(روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 317)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سے قرآنِ کریم کا ایک زندہ نشان سامنے آتا ہے اور اگر مودودی صاحب کی تفسیر صحیح تسلیم کی جائے تو یہ نشان پوشیدہ رہتا ہے۔

4۔ اسی طرح سورۃ التکویر میں یہ پیشگوئی موجود ہے۔

وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ (التکویر:11)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس روز صحیفے یعنی کتب پھیلائی جائیں گی۔ اس آیت کو بھی مودودی صاحب قیامت پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ اور تفہیم القرآن میں اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں کے اعمال نامے کھولے جائیں گے۔ (تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 264 تا 267)

جب کہ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو پوری ہو کر نشان بن چکی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''چھٹا نشان کتابوں اور نوشتوں کا بکثرت شائع ہونا۔ جیسا کہ آیت وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ بباعث چھاپہ کی کلوں کے جس قدر اس زمانہ میں کثرتِ اشاعت کتابوں کی ہوئی ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں..." (روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 206)

گزشتہ مثال کی طرح یہ بھی ایک عظیم الشان نشان ہے جس کو پورا ہوتا ہم روزانہ دیکھتے ہیں۔ لیکن مودودی صاحب کی تفسیر میں اس آیتِ کریمہ کو بھی قیامت پر چسپاں کر دیا گیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ جماعتِ احمدیہ کے علمِ کلام کے منظرِ عام پر آنے سے قبل مسلمانوں کی تفاسیر اور دیگر کتب میں بہت سا ایسا مواد شامل ہو گیا تھا جس سے اسلام کے مخالفین کو اعتراض کا موقع ملتا ہے، جس سے انبیاء کے مقدس وجودوں کی توہین ہوتی ہے، اور قرآنِ کریم کے عظیم نشانات نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ اور جماعتِ احمدیہ کے علمِ کلام میں ان اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں اور دلائل سے قرآنِ کریم کی پیشگوئیوں کو ثابت کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں حوالے درج کر دیئے گئے ہیں ہر پڑھنے والا فیصلہ کر سکتا ہے کہ کون اسلام کی تعلیم کو بگاڑ کر دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے اور کون اسلام اور قرآنِ کریم کا حقیقی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

بقیہ: صد سالہ جشن تشکر از صفحہ 37

امید رکھتا ہوں اور اسی کے لئے آپ کو دعا کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دعا یہ کریں کہ مڑ کر دیکھیں تو اس سال کے پیچھے گہرائی دکھائی دے۔ مگر آگے دیکھیں تو پھر اور اٹھتے ہوئے بلند تر مینار دکھائی دیں اور یہ سال آئندہ ترقی کے لئے رفتاریں سیٹ کرنے والا Pace Maker بنے۔''

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''دعائیں کریں کہ ہمارے لئے خدا ایسی ہوائیں چلائے کہ ہمارے دن کا سفر بھی ایک سال کے سفر کے برابر ہو جائے اور ہماری راتوں کا سفر بھی ایک سال کے برابر ہو جائے اور اس تیزی کے ساتھ ہم دنیا میں ترقی کرتے ہوئے خدا کی توحید کا پیغام تمام عالم کو پہنچائیں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سے کُل عالم کو خیرہ کر دیں۔ دعاؤں کے ساتھ، کوشش کے ساتھ، محکم عزم کے ساتھ اور صبر کے ساتھ اب ہمیں بہت تیز رفتار سے آگے بڑھنا ہے اور خدا کرے کہ ہمارا اگلا سال یہ ثابت کرنے والا ہو کہ ہم 1989ء کے سال کو مڑ کر ایک بلندی کے سال کے طور پر نہیں بلکہ بلندیاں پیدا کرنے والے سال کے طور پر دیکھا کریں گے''۔

(خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 835 تا 838)

بقیہ: ایک نہایت کامیاب افسر جلسہ سالانہ ازصفحہ 16

سالہاسال سے آپ افسر جلسہ سالانہ کی حیثیت سے خدمات بجالارہے تھے۔ خاکسار کو بھی آپ کی رفاقت ونیابت میں کام کرنے کاموقع ملا۔ اپنے رفقاء سے نہایت محبت وشفقت سے پیش آتے، ہرطرح سے ان کی حوصلہ افزائی فرماتے اورغلطیوں سے چشم پوشی فرماتے۔ جلسہ کے ایام میں بعض اوقات رات کے بارہ بارہ بجے تک ہم دفترجلسہ سالانہ میں آپ کے ساتھ کام کرتے۔ خاکسار کی کوشش ہوتی تھی کہ ضروری آرام حاصل کرکے پھراول وقت میں دوسرے دن اپنی ڈیوٹی پرحاضر ہو جاؤں۔ چنانچہ صبح ہی صبح میں اپنی ڈیوٹی پر پہنچتا تو دیکھ کر کچھ شرمندہ ساہوجاتا۔ کیونکہ محترم میرصاحب مجھ سے پہلے دفترمیں موجود ہوتے۔

خاکسار کے سپرد ان دنوں دفتری روٹین کی نگرانی کا کام تھاخود میر صاحب بحیثیت افسر جلسہ سالانہ دفترمیں بھی کام کرتے اور مختلف محکمہ جات کی نگرانی کے لئے بھی جاتے۔ صبح چھ بجے سے لے کر رات کے گیارہ یا بارہ بجے تک مسلسل کام کرتے۔ ایک سال کی بات ہے کہ ایک رات بارہ بجے کے قریب آپ گھرگئے۔ دفتر جلسہ سے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد مجھے اطلاع ملی کہ خواتین کی قیام گاہ میں ایک خاتون شدید بیمار ہیں اوران کی حالت خطرناک ہے لیکن انہیں ہسپتال لے جانے کا کوئی انتظام نہیں۔ اس پرخاکسار نے فوراً میرصاحب کو گھرپرفون کیا اورآپ کو بے آرام کرنے پر کچھ معذرت بھی کی۔ جس پرآپ نے فرمایا کہ معذرت کی ضرورت نہیں، یہ آپ نے بالکل درست کیا۔ ایسے امورمیں فوری کارروائی ہونی چاہئے، خواہ کسی کو کتنی ہی بے آرامی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح ایک جلسہ کے موقع پرمیں جلسہ کی ڈیوٹی چارٹ کے سلسلہ میں21-22دسمبر کی مغرب کے وقت آپ کے گھر پر حاضرہوا۔ اس وقت آپ ہائی بلڈ پریشر سے سخت بیمار تھے اورصاحب فراش۔ اس حالت میں ضروری ہدایات خاکسار کو دیں اور رخصت کیا۔ لیکن اگلے دن میں یہ دیکھ کرحیران رہ گیا کہ مکرم میرصاحب23دسمبر کی شام کو دفتر جلسہ سالانہ میں اپنی ڈیوٹی پرآموجود ہوئے۔ گویا بیماری سے ذرا افاقہ ہوا اورآپ اپنے فرض منصبی پرآحاضر ہوئے۔

(سیرت داؤدصفحہ 119-118)

مکرم حضرت میرصاحب جتناعرصہ بھی افسر جلسہ سالانہ رہے، دن اور رات میں بار بارخود آکرمہمانوں کی آمد، کھانے کی تیاری، تقسیم خوراک اورہرقسم کی اونچ نیچ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کو باخبر رکھتے۔ روزانہ رات کوحضور کی خدمت میں تحریری رپورٹ بھی باقاعدگی سے بھیجتے۔ اور یہ سلسلہ ایام جلسہ کی ابتداء سے لے کرمہمانوں کی واپسی تک جاری رہتا۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری بند ہونے کی صورت میں رپورٹ اس عاجز کے ذریعہ حضور کے ہاتھوں تک بھجواتے۔ آپ کومہمانوں کی نگہداشت ودلداری میں پورے طورپرمنہمک پایا گیا۔ اکثرایسا ہوا کہ میں نے میرصاحب کو رات ایک بجے حلقہ مسجد مبارک کی حدود میں گشت کرتے پایا ہے توپھر تہجد کے وقت بھی حلقہ مسجدمبارک سے گزرتے دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ محترم میرصاحب جلسہ کے پورے ایام میں آرام کو پورے طورپرخیر باد کہہ دیا کرتے تھے۔ (سیرت داؤدصفحہ 241)

سلطان القلم حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی صاحبزادی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا محترم میرصاحب کی وفات پرالفضل میں جونوٹ لکھا، وہ درج ذیل ہے:

”آئے بھی وہ، گئے بھی وہ، ختم فسانہ ہوگیا“

کیا کیا نہیں یاد آرہا۔ داؤد احمد مرحوم پیدا ہونے والے تھے، 1924ء کاذکرہے، میں حضرت اماں جان کے ہاں جاتے وقت رستہ میں ممانی جان صالحہ بیگم ام داؤدمرحومہ کو ملنے ان کے مکان میں (بڑے ماموں جان رضی اللہ عنہ کی کوٹھی میں ان کا قیام تھا) ٹھہری۔ انہوں نے کہا: میں نے خواب بوقت سحر دیکھاہے کہ کسی شخص نے باہر سے پکار کر کہا: ”افسر جلسہ لنگرخانہ آرہے ہیں“، خوشی اورمبارکباد کی آواز معلوم ہوئی۔ میں نے کہا: اس کی تعبیر یہی ہے کہ آپ کے ہاں لڑکا اس دفعہ تولد ہوگا اورلنگرخانہ مسیح موعودعلیہ السلام کا کام کرے گا۔ داؤداحمد مرحوم پیدا ہوئے، سب خاندان کے لئے بہت خوشی کادن تھا۔ وہ رخصت ہوگئے، سب کے دل آج مع تمام جماعت ان کی جدائی سے مغموم ہیں۔ (سیرت داؤدصفحہ 137)

یہ کیسی بے بسی کا دور آج آیا ہے
کہ خود بھی آ نہ سکوں تم کو بھی بلا نہ سکوں
تمہاری یاد کا وہ نقش ہے مرے دل پر
کہ تم کو بھولنا چاہوں بھی تو بھلا نہ سکوں

(ہے دراز دست دعا مرا صفحہ 148)

تقریبات رخصتانہ

1) خاکسار کی بیٹی عزیزہ ثناء منیر کی تقریب رخصتانہ مؤرخہ 10 اپریل 2019ء کو باجوہ شادی ہال میں ہوئی۔ محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی کی صدارت میں ہونے والی اس تقریب کے موقع پرتلاوت اورنظم کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے عزیزہ کا نکاح ہمراہ عزیزم ذیشان سلہری صاحب ابن مکرم غلام احمد سلہری صاحب آف سیالکوٹ حال Dreieich جرمنی کے ساتھ مبلغ دس ہزار یوروحق مہر پر پڑھایا۔ جس کے بعد محترم امیر صاحب نے شادی کے بابرکت ہونے کے لئے دعاکرائی۔ عزیزہ ثناء جھنگ شہر کے معروف مخلص دو بھائیوں مکرم میاں شریف احمد صاحب اور مکرم میاں رفیق احمد صاحب کی علی الترتیب پوتی اورنواسی ہے جبکہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت میاں جمال دین صاحب اورحضرت میاں خیر دین صاحب کی پڑپوتی اور پڑنواسی ہے۔

(لئیق احمد منیر، مربی سلسلہ احمدیہ حال ہمبرگ، جرمنی)

2) خاکسار کی بیٹی عزیزہ طوبیٰ خان کی تقریب رخصتانہ ہمراہ عزیزم وقار احمد خان صاحب ابن حمید احمد خان صاحب مورخہ 7 جون بروز جمعہ برگر ہاؤس بارہائیم میں منعقد ہوئی۔ عزیزہ مکرم منشی محمد صادق صاحب مرحوم (مختار عام حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ) کی پوتی اورعزیزم وقار احمد خان مکرم الطاف حسین خان صاحب مرحوم شاہجہانپوری کے پڑنواسے ہیں۔ علاوہ ازیں عزیزہ مکرم شفیق قیصر صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ کی بھتیجی اور وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ تلاوت اورنظم کے بعد شادی کے بابرکت ہونے کے لئے مبلغ انچارج جرمنی محترم صداقت احمد صاحب نے دعا کرائی۔ (محمد اکرم خان، حلقہ مورفیلڈن اوسٹ)

قارئین سے ان رشتوں کے بابرکت اورمثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

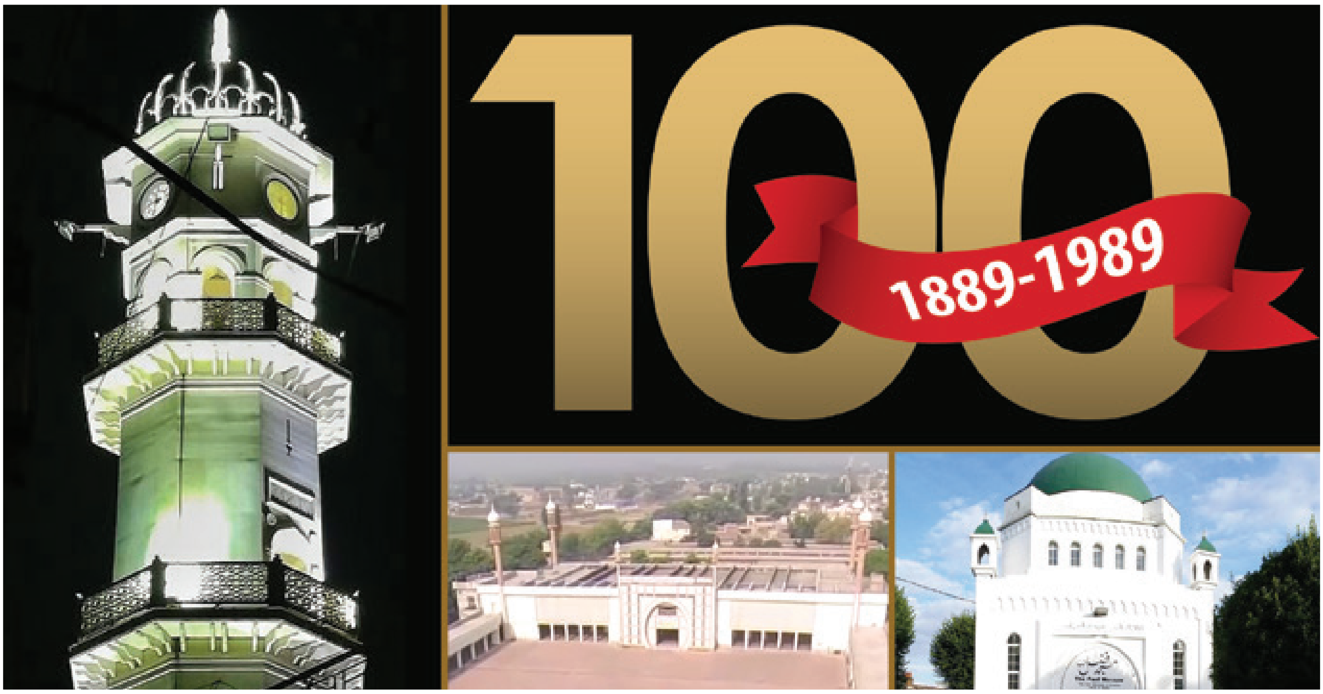

قسط دوم

صد سالہ جشن تشکر

جماعت احمدیہ مُسلمہ عالمگیر

23مارچ1889ء-22مارچ1990ء

(مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب۔ ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

جماعت احمدیہ عالمگیر کے صد سالہ جشنِ تشکّر کے موقع پر اقوامِ عالَم میں امن واتّحاد پیدا کرنے کیلئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا نہایت بصیرت افروز پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھُوالنّاصِر

مُلکِ ہند میں مشرقی پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں آج سے ایک سو سال پہلے ایک عجیب ماجرا گزرا، جسے آئندہ بنی نوع انسان کے لئے ایک عظیم عہد آفریں واقعہ بنتا تھا۔ وہاں ایک ایسا مذہبی راہنما مبعوث ہوا جس نے خدا کے اِذن سے دَورِ آخر میں ظاہر ہونے والے آسمانی مُصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔ یُوں تو دنیا میں ایسے سینکڑوں دعویدار پیدا ہوئے اور آئندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ لیکن اس کے دعویٰ میں ایک ایسی بات تھی جو سب سے الگ اور سب سے عجیب تھی۔ اُس نے ایک ایسا دعویٰ کیا جس نے ایک نئے انداز میں اقوامِ عالَم کے اتّحاد کی بناء ڈالی اور توحید باری تعالیٰ کی ایک ایسی تفسیر کی جس نے دَورِ آخر میں ظاہر ہونے والے متفرق مصلحین کے پراگندہ تصوّر کو وحدت کا جامہ پہنایا۔

وہ انقلاب آفریں اعلان کیا تھا جس نے اِس دَور کی مذہبی دنیا میں ایک ہیجان برپا کر دیا اور جس کا ارتعاش زمین کے کناروں تک محسوس کیا گیا۔ یہ وہ دَور تھا جسے ہم بالعموم دَورِ انتظار کہہ سکتے ہیں۔ تمام دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے پیروکار، کیا یہودی اور کیا عیسائی، کیا مسلمان اور کیا ہندو، کیا بُدھ اور کیا زرتشتی اور کیا کنفیوشس کے ماننے والے۔ سبھی اپنے اپنے مذہب کی راہ پر آخری زمانہ کے موعود مصلح کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ یہود کو بھی ایک مسیح کا انتظار تھا جس نے دورِ آخر میں ظاہر ہونا تھا۔ اور عیسائیوں کو بھی ایک مسیح کی آمد کا انتظار تھا۔ مسلمان بھی ایک موعود مسیح کی آمد کے منتظر تھے اور ایک مہدیٔ معہود کی راہ دیکھ رہے تھے۔ ہندو کرشن کی آمدِ ثانی کے منتظر اور بُدھ مت کے ماننے والے بُدھا کے نئے روپ میں ظاہر ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔ ہر مذہب میں ایسی قطعی اور واضح پیشگوئیاں

موجود تھیں کہ آخری زمانے میں سچائی کے عالمگیر غلبہ کی خاطر خدا تعالیٰ کسی مصلح کو ضرور بھیجے گا۔لیکن مشکل یہ تھی کہ ہر مذہب اس ظاہر ہونے والے مصلح کو الگ الگ ناموں سے یاد کر رہا تھا۔

بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو اللہ تعالیٰ نے یہ راز سمجھایا کہ مختلف مذاہب میں جو مختلف ناموں سے آخری موعودِ عالم کی پیشگوئیاں ملتی ہیں اگرچہ وہ سب بنیادی طور پر درست ہیں لیکن یہ درست نہیں کہ خُدائے واحد و یگانہ نے ہر مذہب میں الگ الگ مصلح بھیجنا تھا بلکہ مُراد یہ تھی کہ ایک ہی مذہب میں جسے خدا تعالیٰ اپنے جلوۂ توحید کے لئے اختیار فرماتا، ایک ایسے موعُودِ عالَم کو مبعوث فرمانا تھا جو تمام مذاہب کے موعود مصلحین کی بھی نمائندگی کرتا۔تا بنی آدم کو ایک عالمی وحدت کی لڑی میں پرو کر توحیدِ خالق کا ایک رُوح پرور نظارہ توحیدِ خَلق کے آئینہ میں دکھایا جاوے۔

آپ نے اِذنِ الٰہی کے تابع یہ اعلان کیا کہ وہ مذہب اسلام ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنی توحید کے عالمگیر جلوہ کے لئے اختیار فرمایا ہے اور محمد عربی احمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم وہ آخری صاحبِ قانون رسول ہیں جو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور جن کی غلامی میں وہ مصلح عالَم پیدا ہونا تھا جس کا مختلف ناموں کے ساتھ مختلف لبادوں میں مختلف مذاہب میں ذکر ملتا ہے۔

بہت عجیب یہ دعویٰ تھا اور وہ یک و تنہا آواز جو ہندوستان کی ایک چھوٹی سی گمنام بستی سے بلند ہوئی تھی بظاہر کوئی اہمیت نہ رکھتی تھی کہ قابلِ توجّہ اور قابلِ پذیرائی سمجھی جاتی۔لیکن تعجب ہے کہ دنیا نے اِس آواز کی طرف بڑی سنجیدگی سے توجّہ کی۔اور جہاں آپ کی تائید میں دُنیا کے مختلف ممالک سے بعض آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں، وہاں مخالفت کا بھی ایک ایسا شور برپا ہوا جس کی نظیر انسانی تاریخ میں شاذ شاذ ملتی ہے اور ایسے تاریخ ساز اَدوار کی یاد دلاتی ہے جب خدا تعالیٰ اپنی نمائندگی میں اپنے بعض کمزور بندوں کو پیغامِ حق کے لئے کھڑا کرتا ہے اور باوجود اس کے کہ تمام دُنیوی طاقتیں ان کی مخالف ہو جاتی ہیں پھر بھی وہ ان کی پشت پناہی کرتا، ہر لحظہ ان کی حفاظت کے سامان فرماتا اور قدم بقدم ان کی کمزوری کو طاقت میں تبدیل فرماتا چلا جاتا ہے۔پس یہی معاملہ اس دعویدار اور اس کی جماعت کے ساتھ کیا گیا۔

دُنیا نے آپؑ کی مخالفت کو انتہا تک پہنچا دیا۔آپؑ کے خلاف کُفر و الحاد کے فتاویٰ صادر کئے گئے۔جھوٹے مقدموں میں ملوّث کیا گیا۔قتل کے منصوبے باندھے گئے۔آپ کے متّبعین کو ہر لحاظ سے ستایا گیا۔ان کی مذہبی آزادی کو پائمال کیا گیا اور بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ان کے نفوس و اموال کو مباح قرار دے کر ان کو واجب القتل ٹھہرایا گیا۔ظالمانہ طور پر وہ شہید کئے گئے۔اذیّت ناک جسمانی سزائیں دی گئیں۔دُکانیں لوٹی گئیں۔تجارتیں برباد کر دی گئیں اور گھر جلا دیئے گئے۔حتّٰی کہ بارہا مساجد بھی منہدم کر دی گئیں۔غرضیکہ مخالفت کا ہر وہ ذریعہ اختیار کیا گیا جس کا مقصد آپ کے پیغام اور آپ کی جماعت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا تھا۔لیکن دُشمنی اور عناد کا یہ طوفان اس آواز کو دبا نہ سکا اور مخالفت کی ہر لہر سے جماعتِ احمدیہ پہلے سے قوی تر اور بلند تر ہو کر اُبھری۔

پس جماعت کے قیام سے لے کر ایک سو سال تک بلا شبہ اِس نحیف اور کمزور جماعت کو قادر و توانا خدا کی تائید اور پُشت پناہی حاصل رہی۔اور ہر لحہ اُس کا دستِ قدرت اس کی حفاظت فرماتا رہا۔

اِن بے شمار فضلوں اور پیہم نوازشات پر اپنے محسن خدا کا ذکر بلند کرنے اور اظہارِ تشکّر کی خاطر جماعتِ احمدیہ 1989ء کا سال صد سالہ جشنِ تشکّر کے طور پر منا رہی ہے۔

اِس مبارک موقعہ پر بڑے خلوص اور عجز کے ساتھ مَیں اپنے تمام انسان بھائیوں کو جماعت احمدیہ مُسلِمہ میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں اور عالم الغیب والشہادۃ خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ یہ ایک سچّی اور مخلص جماعت ہے جو اسلام کو دینِ حق تسلیم کرتی ہے اور ایمان رکھتی ہے کہ آج بنی نوع انسان کی نجات اسلام ہی کے دامن سے وابستہ ہے۔

اسلام تمام بنی آدم کو وحدت اور امن کا پیغام دیتا ہے اور اپنی اشاعت کے لئے کسی قسم کے جبر و تشدّد کے ذرائع کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور انسانی آزادیٔ ضمیر کا علمبردار ہے۔اسلام انسان کو ہوائے نفس کی غلامی سے نجات بخشتا ہے اور ایک سادہ مگر انتہائی ترقی یافتہ نظام عطا کرتا ہے جو اس کے تمام اقتصادی، تمدّنی اور معاشرتی مسائل کا مؤثر حل اپنے اندر رکھتا ہے۔اسلام ایک ایسا سیاسی نظریہ دنیا کو عطا کرتا ہے جس میں جھوٹ اور فریب دہی کی کوئی گنجائش نہیں اور ایسے کامل عدل کی تعلیم دیتا ہے جو انفرادی، قومی اور گروہی مصالح سے بالاتر ہے۔اور دوست دُشمن کے حقوق کو مساوی میزان سے تولتا ہے۔

جماعتِ احمدیہ ایمان رکھتی ہے کہ یہی دین ہے جو صلاحیّت رکھتا ہے کہ آج تمام اقوامِ عالم کو ایک ہاتھ پر جمع کرے اور توحید کی لڑی میں پرو دے۔پس مَیں اس اہم اور مبارک موقعہ پر بحیثیت امام جماعت احمدیہ مُسلِمہ عالمگیر رُوئے زمین پر بسنے والے اپنے تمام انسان بھائیوں کو اسی دینِ امن اور دینِ توحید کی طرف دل کی گہرائی اور پُرخلوص جذبہ اُخوّت کے ساتھ بلاتا ہوں۔ہر چند کہ احمدیت بادیٔ النظر میں ابھی ایک ایسی قوت کے طور پر نہیں اُبھری جو ایک عالمی انقلاب برپا کرنے کی قدرت رکھتی ہو لیکن ہر صاحب بصیرت یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گا کہ گزشتہ ایک سو سال میں شدید مخالفتوں کے باوجود اس جماعت کی حیرت انگیز عالمی ترقّی کوئی ایسا معمولی واقعہ نہیں جسے نظرانداز کیا جاسکے۔

اس عرصہ میں جماعتِ احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دُنیا کے 120/ ممالک میں قائم اور مستحکم ہو چکی ہے اور اس کی ترقّی کی رفتار لحظہ بہ لحظہ تیز سے تیز تر ہوتی چلی جارہی ہے اور اس جماعت کے حق میں وہ سب کچھ رونما ہو رہا ہے، جس کا ایک سو سال پہلے انسانی تخمینوں کے لحاظ سے کوئی تصوّر نہیں کیا جا سکتا تھا۔پس یقیناً وہ خدا کی ہی آواز تھی جس نے اس جماعت کے مستقبل کے بارہ میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو ان الفاظ میں خبر دی:۔

”مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔اپنی قُدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔دُنیا میں ایک نذیر آیا۔پر دُنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا“۔......

”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“۔

انہی الٰہی بشارات سے روشنی اور قوت پا کر بانیٔ سلسلہ احمدیہ

نے بنی نوعِ انسان کو یہ عظیم خبر دی کہ:۔

"قریب ہے کہ مَیں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اَور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اَور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دُنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی رُوح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں، عنقریب دیکھ لے گا کہ مَیں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں؟ کیا وہ زندہ ہے جس کو اِس آسمانی صدا کا احساس نہیں؟"

(ازالہ اَوہام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 403)

سعید بخت ہے وہ انسان جو آسمانی آواز پر کان دھرے اور خُدا کے قائم کردہ امام کی دعوت پر لبّیک کہنے کی سعادت پائے۔

والسلام۔ خاکسار

مرزا طاہر احمد

خلیفۃ المسیح الرابع"

اس زمانے میں رُوئے زمین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند اور مامور زمانہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی توحید اور تمام بنی نوع انسان کے درمیان عالمی وحدت کے قیام کے آسمانی منصوبہ کے ذکر پر مشتمل یہ اہم پیغام دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے نہ صرف جماعت احمدیہ کے اخبارات و رسائل میں شائع ہوا بلکہ کئی ممالک کے مقامی و نیشنل اخبارات میں بھی اس کی اشاعت ہوئی۔ ریڈیو اور ٹی وی چینلز پر بھی نشر ہوا۔ اس کے علاوہ بھی بڑی کثرت سے اسے الگ سے شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔ جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز پر حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ غیر معمولی پیغام جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت اور اس کے لائحہ عمل اور اس سلسلہ میں دی گئی قربانیوں پر بھی بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔ الغرض انہی جذبات اور عزم اور ارادوں کے ساتھ عالمگیر جماعت احمدیہ اپنی دوسری صدی میں داخل ہوئی اور خلافت احمدیہ کی بابرکت آسمانی قیادت میں نہایت کامیابی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

افرادِ جماعت احمدیہ کے نام
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا
جماعت کی دوسری صدی کے آغاز پر پہلا پیغام

جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے پہلے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے عالمگیر جماعت احمدیہ کے افراد کو جو پہلا پیغام دیا وہ یہ تھا کہ گزشتہ صدی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے عظیم اور اَن گنت احسانوں کو ہمیشہ یاد رکھیں اور احسان مندی کے جذبات کو پیدا کریں۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"گزشتہ صدی میں ہم پر اتنے احسانات کی بارشیں نازل فرمائیں اس کثرت کے ساتھ خدا کی رحمتوں کے نشان ہم نے نازل ہوتے دیکھے۔ اتنے عظیم خطرات سے خدا تعالیٰ نے جماعت کو محفوظ اس طرح نکالا جس طرح محبت کرنے والے دو بازوؤں میں سمیٹ لیا گیا ہو اور بسا اوقات ایسے سخت وقت آئے، ایسے کڑے وقت آئے کہ خطرہ تھا کہ بعض علاقوں سے جماعت کی صف لپیٹ دی جائے گی مگر خدا تعالیٰ کی غیر معمولی قدرت نے حیرت انگیز جلوے دکھائے۔ پس ان سب امور کی طرف جب ہم نگاہ دوڑاتے ہیں تو شکر کے جتنے بھی جذبات دل میں پیدا ہوتے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ پیاس نہیں بجھی۔...... پس اس صدی کو شکر کی صدی بنانا ہے اور خدا تعالیٰ کے احسانات کو یاد رکھنے اور احسانات کو پہچاننے کی صدی بنانا ہے۔"

فرمایا: "ہم جب کہتے ہیں کہ اَن گنت احسانات ہیں۔ بارش کی طرح اس کے فضل نازل ہوتے ہیں تو ہم جانتے ہیں کہ ہم درست کہہ رہے ہیں اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔ ایک قطرے کا مبالغہ بھی اس میں نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمتوں کی بارشوں نے ایک سو سال تک جماعت احمدیہ پر ہر قسم کے فضل نازل فرمائے۔ ع

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں قطرہ تھا اس کے فضل نے دریا بنا دیا اور ایک خاک کا ذرہ تھا جسے خدا نے ثریّا بنا دیا ہے۔ پس آج جو ایک کروڑ احمدی اس دنیا میں بس رہے ہیں یہ اسی قطرے کے بنے ہوئے دریا ہیں۔ پس اگر آپ خدا تعالیٰ کے احسانات کے ہر قطرے پر شکر ادا کرنے کا سلیقہ سیکھ جائیں گے تو آپ میں سے ہر ایک قطرہ یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ اگلی صدی کے آغاز سے پہلے ایک ایک کروڑ بن جائے۔ اور اگر زمین پر آپ کے پھیلنے کی جگہ نہیں ہو گی تو اس صدی کا خدا آسمان میں وسعتیں عطا کرے گا اور آسمان میں آپ کے پھیلنے کے لئے گنجائشیں نکالی جائیں گی۔ زمانہ بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ لیکن یہ مَیں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اگر آپ احسان مند رہیں گے تو خدا کے فضلوں کے ساتھ آپ کی احسان مندی کا کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ وہ فضل آپ سے سینکڑوں ہزاروں گنا تیز رفتاری کے ساتھ آگے آگے بھاگیں گے اور آپ کا احاطہ کر لیں گے اور آپ میں استطاعت نہیں ہو گی کہ اُن فضلوں کا احاطہ کر سکیں۔

پس اس اگلی صدی کا پہلا پیغام ساری جماعت احمدیہ کے نام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے احسانات کا شمار کرنے کی کوشش کریں اور خدا تعالیٰ کے احسانات میں ڈوبنے کی کوشش کریں۔ آپ کے سارے مسائل احسان مندی کے ذریعے سے حل ہو سکتے ہیں۔ ساری مشکلات جذبہ احسان مندی کے ساتھ دُور ہو سکتی ہیں۔ لیکن احسان مندی حقیقی ہونی چاہئے، محض زبانی نہیں ہونی چاہئے۔ عادت ڈالیں، اپنی فطرت ثانیہ بنا لیں کہ خدا تعالیٰ کے پیار اور محبت کا ذکر کر کے سوچوں میں ڈوب جایا کریں اور سوچا کریں کہ یہ بھی خدا کا احسان ہوا، وہ بھی خدا کا احسان ہوا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 مارچ 1989ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 182-189)

جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلا الہام

حضور انور رحمہ اللہ نے اپنے اسی خطبہ جمعہ (فرمودہ 24 مارچ 1989ء) میں عالمگیر جماعت احمدیہ کے افراد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسری صدی کے آغاز پر آپ رحمہ اللہ کو ہونے

والے پہلے الہام کا ذکر بھی فرمایا۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"آئندہ صدی بہت سے انعامات ہمارے لئے لانے والی ہے۔ خدا کے بیشمار انعامات جو صدی کے آغاز سے نازل ہونے شروع ہوئے ہم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا علم بعد میں ہوگا۔ لیکن ایک بات مَیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں سب سے آخر پر لیکن سب سے اہم۔ اس صدی کا پہلا الہام جو مجھے ہوا وہ صدی کے آغاز کے ساتھ ہی ہوا وہ تھا

"اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ"

...وہ خدا جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس صدی کا پہلا پیغام مجھے یہ دیا ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دُنیا خواہ چاہے آپ پر ہزار لعنتیں زبانیں ڈالتی پھرے، ہزار، لاکھ و کروڑ کوششیں کرے آپ کو مٹانے کی مگر اس صدی کے سر پر خدا کی طرف سے نازل ہونے والا اسلام ہمیشہ آپ کے سروں پر رحمت کے سائے کئے رکھے گا اور ان رحمتوں اور سلامتیوں کے سائے تلے آپ آگے بڑھیں گے۔ یہ صرف میرے نام پیغام نہیں ہے بلکہ تمام دُنیا کی جماعت کے لئے یہ پیغام ہے اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ۔ یہ برکاتہٗ کا لفظ تو مجھے یاد نہیں لیکن اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ تو بالکل صاف کھلی آواز میں روشن آواز میں کہا اور اس سے میرا دل حمد سے بھر گیا کہ خدا تعالیٰ کی کیسی شان ہے کہ پہلی صدی کے آغاز پر ہی وہی وقت جب صدی شروع ہو رہی تھی اس وقت خدا تعالیٰ نے بڑے پیار اور محبت کی آواز میں اور بڑی کھلی کھلی واضح آواز میں "اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ" کا تحفہ مجھ پر نازل فرمایا تا کہ میں اسے تمام دنیا کی جماعتوں کے سامنے پیش کرسکوں۔"

آپؒ نے فرمایا کہ:

"مجھے کامل یقین ہے کہ سلام ان احمدیوں کو بھی پہنچے گا جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔ اُن احمدیوں کو بھی پہنچے گا جو ابھی احمدی نہیں ہوئے۔ ان قوموں کو بھی پہنچے گا جن تک ابھی احمدیت کا پیغام نہیں پہنچا۔ آئندہ ایک سو سال میں احمدیت نے کتنی ترقی کرنی ہے ہم اس کا ابھی تصور بھی نہیں باندھ سکتے۔ کن کن نئی سرزمینوں میں اس احمدیت نے جڑیں پکڑنی ہیں اور تنومند درخت بننے ہیں اور عظیم الشان خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے سائے ان درختوں کے ذریعے ان تمام زمینوں پر محیط ہونے ہیں۔ ہم ان باتوں کا آج تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ مَیں جانتا ہوں کہ جہاں تک بھی احمدیت پھیلے گی، دنیا کے جس جس خطے میں بھی احمدیت کا پیغام قبول کیا جائے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امامِ زمانہ تسلیم کیا جائے گا، جہاں جہاں حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سرداری کے سامنے احمدیت کے ذریعے سر تسلیم خم کئے جائیں گے اُن سب کو اس سلام کا تحفہ ہمیشہ ہمیش پہنچتا رہے گا۔ پھر آئندہ صدی میں کیا ہونا ہے؟ اللہ بہتر جانتا ہے، کیسے لوگ ہوں گے۔ مجھے امید ہے اور مجھے کامل یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ تقویٰ کی ایک نئی لہر جاری کرے گا اس صدی کے لئے بھی اور رحمتوں کے نئے پیغام آئندہ صدی کے لئے خود پیش فرمائے گا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24/مارچ 1989ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 189-182)

تاریخ انسانی میں 1989ء کے سال کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1989ء کے سال کی غیر معمولی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے بعض نہایت لطیف اور ایمان افروز پہلوؤں کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ خطبہ جمعہ فرمودہ 29/دسمبر 1989ء میں آپؒ نے فرمایا:

"یہ جمعہ جس کی ادائیگی کے لئے آج ہم اکٹھے ہوئے ہیں، سال 1989ء کا آخری جمعہ ہے اور دو روز تک یہ سال اختتام پذیر ہونے والا ہے۔ یہ سال نہ صرف یہ کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک غیر معمولی سال ہے بلکہ دنیا کی تاریخ میں بھی یہ سال ایک غیر معمولی سال بن کر ابھرا ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی گہری حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا جب ہم ربوہ میں 23/مارچ کا دن خوشی کے دن کے طور پر منانا چاہتے تھے تو جماعت کے دشمنوں نے پورا زور لگایا کہ وہ ربوہ میں یا دوسری جگہوں پر بھی جماعت احمدیہ کو اس دن کی خوشی کو نہ منانے دیں۔ لیکن خدا کی تقدیر نے ان کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ سارے ملک میں وہ دن خوشیوں کے دن کے طور پر منائیں اور 23/ تاریخ یوم پاکستان کی ایسی تاریخ ہے جسے پاکستان کبھی نظر انداز نہیں کر سکتا"۔

تو بہت لمبا عرصہ پہلے جب 23/مارچ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لدھیانہ میں بیعت لی، اس بات کو پاکستان بنانے والوں نے یا پاکستان کی راہ میں خدمتیں کرنے والوں نے تو کبھی سوچا بھی نہ ہو گا اور 23/مارچ کا دن یوم پاکستان مقرر ہونا ایک ایسا فعل ہے جس میں پاکستان کی تحریک سے تعلق رکھنے والوں کا کوئی بھی عمل دخل نہیں۔ تقدیر نے یہ دن ان پر مسلّط کر دیا، ان پر ٹھونس دیا۔ جب تک وہ اس دن کو جماعت احمدیہ کی خوشیوں کے دن کے طور پر نہیں مناتے، یہ دن ان پر مسلّط ہو چکا ہے اور جب وہ اس کو پہچان جائیں گے تو پھر وہ اصلی خوشیوں کا دن ابھرے گا، جب 23/مارچ کو پاکستان کے قیام کا دن بھی ہو گا اور احمدیت کے قیام کا دن بھی ہو گا۔ اور یہ دونوں خوشیاں مل کر عیدیں بن جایا کریں گی۔

اسی طرح کی ایک حکمت اس سال میں بھی پوشیدہ ہے۔ اس سال میں ایسے حیرت انگیز تغیّرات برپا ہوئے ہیں کہ دنیا کے دانشوروں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ یورپ میں جو کچھ ہوا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور اسی طرح دنیا کے دیگر بعض ممالک میں تبدیلیوں کے جو آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ وہ سب تبدیلیاں ایسی ہیں جن میں سیاستدانوں کا کوئی عمل دخل نہیں۔ ان کے لئے یورپ میں ہونے والی عظیم تبدیلیاں اور اشتراکی ممالک میں ہونے والے انقلابات اسی طرح تعجب انگیز تھے جس طرح باقی دنیا کے لئے تعجب انگیز تھے۔ ان کی کوششوں کا جہاں تک دخل ہے وہ کوششیں تو چین میں کی گئی تھیں اور انسانی کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اور ساری دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کے سیاست دانوں نے مل کر چین میں جو انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی تھی اس میں وہ کلّیتًا ناکام رہے۔ وہاں انقلابات ہوئے جہاں محض خدا کی تقدیر کو دخل تھا۔ جہاں انسانی کوششوں کا کوئی بھی ہاتھ نہیں تھا۔ اس لئے ابھی سے دانشور یہ لکھنے لگے ہیں اور مختلف مواقع پر یہ بیان دینے لگے ہیں کہ یہ سال جو 1989ء کا سال ہے، یہ انسانی تاریخ میں ایک ایسا بلند

اور ممتاز سال بن کر ابھرا ہے کہ اسے قیامت تک مؤرخ بھلا نہیں سکے گا۔ ایک غیر معمولی شان ہے اس سال میں اور آئندہ کے لئے بنیادیں ڈالنے والا سال ہے۔ پس اس کی بلندی محض اپنی ذات کی بلندی نہیں بلکہ آئندہ دنیا کی سربلندی کے لئے اس سال میں بنیادیں قائم کی گئی ہیں۔ اور یہ وہی سال ہے جس کو خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کا عالمی جشن تشکر قرار دیا۔"

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اللہ تقدیر بنا رہا ہے اور تمام دنیا کو مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے سال کو کبھی نہ بھلا سکے اور ہمیشہ اس سال کو سنہری حروف سے لکھتی چلی جائے۔ پس خدا کی بہت سی تقدیریں مخفی طور پر ایسے کام کر رہی ہوتی ہیں کہ سطح پر ان کے کوئی اثرات ظاہر نہیں ہوتے۔ اچانک جس طرح سمندروں میں جزیرے ابھر آتے ہیں اس طرح جب وہ خدا کی تقدیر آخری صورت میں ابھرتی ہے تو دنیا حیرت سے اس کو دیکھنے لگتی ہے۔ پس ان دونوں باتوں میں حکمت ہے۔ یہ دونوں باتیں اتفاقی نہیں ہیں۔"

آپؒ نے فرمایا: 23/مارچ کے دن کو پاکستان کی خوشیوں کا دن قرار دے دینا اور صد سالہ جشن تشکّر کے سال کو تمام عالم کی خوشیوں کا سال قرار دے دینا اور اس سال میں حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کرنا اور حیرت انگیز تبدیلیوں کی بنیادیں قائم کرنا، یہ ایسی باتیں تو نہیں ہیں جو اتفاقاً اکٹھی ہوگئی ہیں۔ ان کے اندر خدا کی تقدیر کارفرما دکھائی دیتی ہے اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس کثرت کے ساتھ فضل کبھی نازل نہیں ہوئے جتنے اس سال نازل ہوئے ہیں اور اس میں کسی حد تک تو آپ یہ کہہ سکتے تھے کہ ہم نے جشن تشکّر کی تیاریاں کی تھیں، اس کے نتیجے میں کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی تھا۔ لیکن خدا کے جن فضلوں کا مَیں پہلے ذکر کرتا چلا آیا ہوں ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کا ہماری تیاری سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ خدا کی طرف سے آسمان سے فضل نازل ہوئے ہیں اور اُن کو ہم نے نازل ہوتے دیکھا ہے اور ہر پہلو سے جماعت کو اس سال میں غیر معمولی عظمت عطا ہوئی، غیر معمولی تقویّت نصیب ہوئی اور ہمارے دشمنوں کو غیر معمولی ہزیمت کا منہ دیکھنا پڑا۔ یہ سب باتیں اتفاقی تو نہیں ہوسکتیں"۔

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یہ وہ سال ہے کہ جب بیعتوں کے لحاظ سے بھی اس کثرت سے خدا تعالیٰ نے لوگوں کو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ جب آپ اس کا گراف دیکھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے۔ یوں لگتا ہے جیسے ایک بلند ہوتی ہوئی سڑک پر اچانک مینار بنا دیا گیا ہو اور مینار کے ساتھ وہ سڑک اٹھنی شروع ہوجائے۔ لیکن یہ بھی مجھے یقین ہے، میں خدا کے فضل سے یہ امید رکھتا ہوں کہ چونکہ یہ اتفاقی واقعہ نہیں اس لئے یہ جو ترقی کی رَو ہے یہ آگے بڑھے گی اور پیچھے نہیں ہٹے گی۔ دنیا کی تاریخ میں تو یہ سال ابھرا ہے اور ابھر کر پھر کسی حد تک نیچے گرنے والا ہے۔ مگر مَیں خدا تعالیٰ کے فضل سے

باقی صفحہ 31 پر

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی
2019-2022ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم جولائی 2019ء سے آئندہ 3 سال کے لئے مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی کی مندرجہ ذیل فہرست کے مطابق منظوری عطا فرمائی ہے۔

National Amīr	Abdullah Wagishauser Sahib
General Secretary	Mohammad Ilyas Majoka Sahib
Secretary Tablīgh	Hafiz Fareed Khalid Sahib
Secretary Tarbiyat	Hafiz Muzaffar Imran Sahib
Secretary Ta'līm	Wasim Ghaffar Sahib
Secretary Ishā'at	Mohammad Luqman Majoka Sahib
Secretary Ishā'at Sam'ī wa Basarī	Muzaffar Ahmad Sahib
Secretary Umur Kharijiyya	Dr. Mohammad Dawood Majoka Sahib
Secretary Umur 'Amma	Dr. Mahmood Ahmad Tahir Sahib
Secretary Māl	Tariq Mahmood Sahib
Additional Secretary Māl	Ehsan ul Haq sahib
Secretary Ḍiyāfat	Malik Abrarul Haq Sahib
Secretary Waṣāyā	Ikramullah Cheema Sahib
Secretary Ta'līmul Qur'ān & Waqf 'Ārḍī	Hafiz Qudratullah Sahib
Secretary Taḥrīk Jadīd	Hameedullah Zafar Sahib
Secretary Waqfe Jadīd	Malik Sikandar Hayat Sahib
Additional Secretary Tarbiyat & Waqf Jadid Nau Muba'i'in	Muhammad Hammad Härter Sahib
Secretary Jā'idād	Farzan Ahmad Khan Sahib
Secretary Waqf Nau	Mahmood Khan Sahib
Secretary Ṣan'at-o-Tijārat	Ataul Haleem sahib
Muḥāsib	Imran Zaka
Amin	Chauhdry Iftikhar Ahmad Sahib
Internal Auditor	Majid Ahmad Sahib

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی کی طرف سے جملہ عہدیداران کی خدمت میں اس دعا کے ساتھ مبارکباد پیش ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب عہدیداران کو خدمت کے جذبہ سے معمور ہو کر اپنی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ جملہ ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی کوششوں کے نیک نتائج ظاہر فرمائے، آمین

بابا سردار علی صاحب کا ذکر خیر

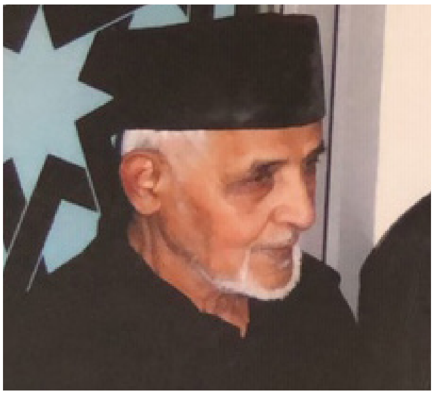

جماعت احمدیہ میں خدمت گزاری کا سلسلہ آغاز سلسلہ کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے قادیان آنے والے اور حلقہ بیعت میں شامل ہونے والے کسی بھی خدمت کے سپرد کئے جانے پر فخر اور خوشی محسوس کرتے تھے۔سلسلہ کے وسعت پذیر ہونے کے ساتھ فخر وسعادت کا یہ نظام نئے سانچوں میں ڈھلنا شروع ہوا تو جماعت کو ہر سطح پر خدام مہیا ہوتے چلے گئے۔سلسلہ کے لٹریچر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جرمنی میں خدمت کا آغاز 1922ء میں ہو گیا تھا۔ جرمنی کے دور اوّل اور پھر جنگ عظیم دوم کے بعد شروع ہونے والے ادوار میں خدمت کی سعادت پانے والے خدام اور کارکنان کا ذکر ابتدائی تاریخ جرمنی میں موجود ہے۔البتہ مسجد فضل عمر ہمبرگ اور مسجد نور فرینکفرٹ کی تعمیر کے بعد جرمنی میں نظام جماعت کو وسعت عطا ہوئی خصوصاً 1974ء کے پُر آشوب حالات اور خلافت کے 1984ء میں لندن ہجرت کرنے کے بعد کثیر تعداد میں احمدی احباب یورپین ممالک اور خصوصاً جرمنی میں تشریف لائے تو خدمت کے نئے میدان کھلتے چلے گئے۔

جیسا کہ قدرت کا نظام ہے ہر انسان جو اس دنیا میں آیا بالآخر اس نے جہان فانی کی طرف کوچ بھی کرنا ہے۔ وہ خدمت گزار جنہوں نے کسی نہ کسی طور پر جماعت میں خدمت کی توفیق پائی اور اب اپنے رب کے حضور حاضر ہو چکے ہیں ان کا ذکر اذکروا موتاکم بالخیر کی تعمیل میں اس کالم میں کرنا مقصود ہے۔

جرمنی کے جو خدمت گزار اب اس دنیا میں نہیں رہے ان کی یادیں اب بھی ہمارے دل میں زندہ ہیں۔ ان میں ایک سردار علی صاحب ہیں۔جنہیں ہم محبت سے بابا سردار کہا کرتے تھے۔مرحوم سردار علی صاحب 1935ء میں ضلع فیصل آباد کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد کا نام مکرم عمر الدین صاحب تھا۔جو 1950ء میں ضلع فیصل آباد کو چھوڑ کر چک نمبر F-84 تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور میں جا آباد ہوئے۔ چنانچہ سردار علی صاحب بھی اپنے والد کے ہمراہ ضلع بہاولپور آ گئے۔ جہاں آپ کا احمدیوں سے رابطہ ہوا اور آپ نے احمدیت کا مطالعہ شروع کیا۔ والد کی وفات کے بعد 1952ء میں آپ والدہ اور بھائی دِلاور حسین کے ہمراہ ربوہ تشریف لے گئے اور پھر ذاتی مشاہدہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اس وقت دونوں بھائی غیر شادی شدہ تھے۔ آپ زمیندارہ تمدن سے تعلق رکھتے تھے اور کھیتی باڑی آپ کا ذریعہ معاش تھا۔لیکن احمدیت قبول کرنے کے بعد دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف آپ کا رجحان ہوا۔ چنانچہ آپ نے ذاتی محنت سے معلمین کا آنریری کورس پاس کیا اور تبلیغ کی طرف متوجہ ہوئے۔

1960ء میں آپ کی شادی فیصل آباد کے مکرم غلام نبی بھٹی صاحب کی بیٹی بشریٰ نور صاحبہ سے ہوئی۔ آپ کو جرمنی آنے تک چک نمبر 84 ضلع بہاولپور کی احمدیہ مسجد میں امامت کروانے کی توفیق ملتی رہی۔آپ 6 سال تک صدر جماعت اور اس سے پہلے 6 سال سیکرٹری مال جماعت چک نمبر 84 رہے۔ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب امیر ضلع بہاولپور نے تحصیل حاصل پور میں نگران کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد کی۔

1990ء میں آپ کو جلسہ سالانہ لندن میں شرکت کی توفیق ملی۔اس کے بعد آپ جرمنی آ گئے۔ جہاں آپ کو مختلف نماز سینٹرز میں بطور خادم مسجد خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ ویز بادن جماعت کے علاوہ نور مسجد، بیت المقیت، بیت القیوم اور بیت السبوح میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے ذمہ جو بھی کام لگایا جاتا نہایت ذمہ داری سے سرانجام دیتے۔ خصوصاً جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت اور ویزہ جات کے حصول کے لئے شعبہ امور خارجہ کی طرف سے جو ٹیم بنائی جاتی آپ اس کے ممبر ہوتے اور برطانیہ کا ویزہ لگ کر واپس آنے والے پاسپورٹوں کو متعلقین کے حوالے کرنا آپ کی ذمہ داری تھی۔ جسے آپ نہایت ذمہ داری اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ بابا سردار علی نہایت ہنس مکھ طبیعت کے مالک تھے۔ دوستوں کے ساتھ ملنساری کے ساتھ ملنے کی بدولت احباب جماعت میں ہر دلعزیز تھے۔ جرمنی میں رہتے ہوئے آپ اپنی اولاد کی تربیت اور جماعت سے وابستگی کی طرف خاص توجہ دیتے۔اس کی خاطر آپ نے اپنے بچوں کو بہاولپور سے ربوہ منتقل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹی اور سات بیٹوں سے نوازا۔ سارے بچے مخلص احمدی اور دین کی خدمت کو اوّلیت دینے والے ہیں۔مکرم طارق محمود صاحب دار العلوم ربوہ میں مقیم ہیں۔مکرم سعید احمد صاحب جرمنی، مکرم نعیم احمد صاحب معلم وقف جدید، مکرم ناصر احمد رفیق صاحب وقفِ زندگی نظارت رشتہ ناطہ، مکرم محمد یٰسین صاحب کارکن جامعہ احمدیہ جرمنی، مکرم ندیم احمد صاحب اکاؤنٹنٹ جامعہ احمدیہ ربوہ اور مکرم آصف محمود صاحب لندن میں مقیم ہیں۔ آپ کی بیٹی طاہرہ قدوس صاحبہ دار العلوم جنوبی ربوہ میں رہائش رکھتی ہیں۔

جرمن شہریت لینے کے بعد 2007ء میں پہلی بار اپنے بچوں سے ملنے پاکستان تشریف لے گئے۔ 2008ء میں دوسری بار گئے تو ربوہ میں بیمار پڑنے پر فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل ہوئے اور تین روز بعد 26 فروری 2008ء کو یہ مخلص خادم اپنے اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ چنانچہ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ دار الفضل میں ہوئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سلسلہ کے وفادار خادم کی خدمات کو قبول کرتے ہوئے جنت کی راہیں آسان کر دے۔ ان کے درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد اپنے والد کی خوبیوں سے حصہ پانے والی ہو، آمین۔

(عرفان احمد خان)

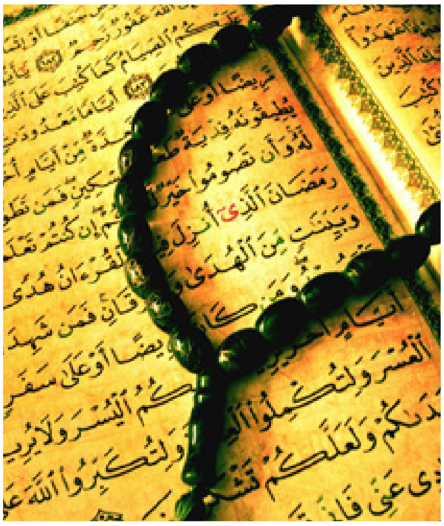

احمدیہ مساجد و مراکز جرمنی میں
رمضان المبارک کے ایام اور عید الفطر کے اجتماعات

نعیم احمد نیر، نمائندہ اخبار احمدیہ جرمنی

جرمنی بھر کے احمدی مسلمان احباب و خواتین نے رمضان المبارک کے بابرکت ایام عبادات، دعاؤں اور تلاوت قرآن کریم کے ماحول میں گزارے۔

جرمنی بھر کی 52 مساجد اور سو سے زائد نماز سینٹرز میں تراویح، درس قرآن کریم کا انتظام تھا۔ رمضان کے آخری دس ایام میں سنت رسول کی اتباع میں بہت سی مساجد و مراکز میں اعتکاف کا اہتمام کیا گیا۔ سحری اور افطاری کے انتظام اس کے علاوہ تھے۔

شعبہ تربیت کو ملنے والی رپورٹس کے مطابق بیت السبوح فرانکفورٹ میں نماز ظہر کے بعد درس قرآن کریم کا باقاعدہ انتظام رہا۔ محترم مولانا حیدر علی ظفر صاحب، مولانا طاہر احمد صاحب اور مولانا جری اللہ صاحب نے درس دیا اور آخری عشرہ میں مبلغ انچارج محترم صداقت احمد صاحب نے درس القرآن دیا۔ روزانہ نماز تراویح پڑھانے کی سعادت مکرم حافظ مبارک احمد صاحب کو حاصل رہی۔ فرینکفرٹ کی سب سے قدیمی مسجد نور میں بھی باقاعدگی سے تراویح اور درس قرآن کا انتظام رہا۔ حافظ قدرت اللہ صاحب، مکرم مولانا امتیاز شاہین صاحب مربی سلسلہ اور عزیزم رمیز شفیق شاہد صاحب نے مختلف ایام میں نماز تراویح پڑھائی۔ فرینکفرٹ کے ایک اور محلہ Rödlheim میں لوکل امیر فرانکفورٹ مکرم ادریس احمد صاحب نماز تراویح پڑھاتے رہے۔

مسجد خدیجہ برلن میں مکرم حافظ عطاء اللہ صاحب اور مکرم حافظ اسامہ احمد صاحب نماز تراویح پڑھاتے رہے۔ مسجد بیت الباقی ڈیٹسن باخ میں حافظ محمد یحییٰ صاحب نے پہلے دس دن اور پھر مصطفی چیمہ صاحب اور ساحل ادریس صاحب نے باقی ایام میں نماز تراویح پڑھائی۔ اس کے علاوہ نماز سینٹر Höchst، بیت النصر کولون، مسجد احسان من ہائیم، اور مسجد نور الدین ڈار مشٹڈ میں علی الترتیب مکرم عبدالقادر صاحب، مکرم مولانا عبدالواسع باسط صاحب مربی سلسلہ، مکرم حافظ محسن نوید صاحب اور مکرم حافظ طارق احمد چیمہ صاحب نے نماز تراویح پڑھائی۔

عید الفطر

رمضان المبارک کے شب و روز اللہ کی عبادت میں گزارنے کے بعد جرمنی بھر کی جماعتوں میں عید الفطر کا تہوار بھی سنت نبوی ﷺ کی اتباع میں بھرپور طور پر منایا گیا۔ جرمنی بھر کی مساجد، نماز سینٹرز میں عید کے بڑے بڑے اجتماع ہوئے اور بہت سی جماعتوں نے ہالز میں نماز عید ادا کی جن میں احباب جماعت کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ کئی مقامات پر پارکنگ کی کمی کے پیش نظر ہمسایوں نے پارکنگ کی سہولت مہیا کی۔ خوشی کے اس بابرکت موقع پر حسبِ روایت شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔ اکثر مقامات پر مربیان سلسلہ نے نماز پڑھائی بعض جماعتوں میں جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلبہ نے بھی نماز عید پڑھائی۔

موصولہ رپورٹس کے مطابق بیت السبوح فرینکفرٹ میں عید کی نماز مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ علاوہ ازیں فرینکفرٹ کے دیگر حلقہ جات Rödelheim اور Höchst میں بھی عید الفطر کے اجتماعات ہوئے۔ خدیجہ مسجد برلن میں مکرم مولانا سعید احمد عارف صاحب مربی سلسلہ نے نماز عید پڑھائی۔

بیت النصر کولون میں کولون اور اردگرد کی جماعتوں Pulheim اور Bergischgladbach کے احباب جماعت نے مکرم مولانا محمود احمد صاحب ملہی مربی سلسلہ کی اقتداء میں نماز عید ادا کی۔ مسجد احسان من ہائیم میں مکرم عدیل احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ نے نماز عید پڑھائی۔ Viernheim اور Ludwigshafen سے بھی احباب جماعت شامل ہوئے۔ مسجد نور الدین ڈار مشٹڈ میں مکرم آفاق احمد صاحب مربی سلسلہ نے نماز عید پڑھائی۔ اردگرد کی جماعتوں سے بھی احباب شامل ہوئے۔

ادبی صفحہ

سلیوٹ

ایک اور بلا خانہٗ انوری کی بجائے انوری کے راستے میں آنمودار ہوئی۔ 1944ء میں سینیئر افسر اکثر انگریز ہی ہوتے تھے۔ ہندوستانی زیادہ تر لفٹین تھے یا کپتان۔ کوئی بھولا بھٹکا میجر بھی نظر آجاتا تھا لیکن کالا لفٹینٹ کرنل کالے گلاب کی طرح تقریباً ناپید تھا۔ ایک روز دوپہر کی چھٹی کے بعد سائیکل پر مَیں جارہا تھا کہ سڑک پر سامنے سے ایک اور سائیکل سوار آتا دکھائی دیا۔ پاس سے گزرا تو لفٹین سا نظر آیا جس کے کندھے پر دو پھول ہوتے ہیں۔ ابھی چند ہی گز آگے نکلا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی۔ HEY, COME HERE (ارے۔ اِدھر آؤ) مُڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس گستاخ نِدا کے منادی ہم ہی ہیں۔ حیران کہ یہ صاحب خود کیوں نہیں آجاتے۔ بہرحال ہم ہی بیس قدم پیچھے چل کر اُن تک گئے اور دیکھا کہ اُن کے کندھے کے دو پھولوں میں سے ایک تاج ہے۔ یعنی جناب لفٹینٹ نہیں، لفٹینٹ کرنل ہیں۔ معاً ہمارا ہاتھ سلیوٹ میں اُٹھ گیا اور سائیکل ایک طرف کھڑی کرکے ہم مؤدبانہ کرنل صاحب کے سامنے اٹن شن ہوگئے۔

ارشاد ہوا: ''جب ہم سامنے آرہے تھے تو سلیوٹ کیوں نہیں کیا تھا؟'' کرنل صاحب نے ذرا غیر متوقع پتھر کھینچ مارا تھا۔ فوج میں سینیئر افسر کو سلیوٹ نہ کرنا جُرم ہے اور اسے جونیئر سے باز پُرس کا حق ہے۔ لیکن تجربہ کار افسر اس حق کو عقلمندی سے استعمال کرتے ہیں، یعنی جہاں ضبط کا تقاضا ہو سختی سے گرفت کرتے ہیں، لیکن جہاں یہ فروگزاشت اِتفاقاً یا سہواً ہو جائے، نظر انداز کر دیتے ہیں۔ بظاہر یہ کرنل صاحب کوئی دوسری قسم کے سینیئر تھے۔ مَیں جواب دینے میں ذرا جھجکا تو آواز بلند کرتے ہوئے بولے:

''بولو، سلیوٹ کیوں نہیں کیا تھا؟''

عرض کیا: ''میں آپ کا رینک نہیں پہچان سکا تھا''۔

کرنل صاحب رُعب اور فخر سے چُور ہو کر اپنے دائیں کندھے کے تاج کی طرف ترچھی نگاہ کرتے ہوئے بولے: ''تمہیں تاج اور پھول میں فرق نظر نہیں آتا؟''

عرض کیا: ''آتا ہے مگر سائیکل تیزی سے جارہے تھے، اس لئے پہچان نہ سکا۔''

ارشاد ہوا: ''اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سوائے انگریز کے کسی اور کو سلیوٹ نہیں کرتے۔''

یہ کرنل صاحب کی زیادتی بھی تھی اور بے ربطی بھی۔ مجھے کچھ اندازہ ہونے لگا کہ لفٹینٹ کرنل سہی، مگر عالمِ بالا میں کچھ بدامنی ہے۔ بہرحال ادب اور سکون سے عرض کیا:

''جناب، یہ مطلب تو نہیں نکل سکتا''۔

جب میں یہ کہہ رہا تھا تو پاس ہی سے ہمارے یُونٹ کا ایک انگریز کپتان سائیکل پر سوار گزرا جس نے حسبِ عادت ہمیں آنکھ ماری جو یقیناً کرنل صاحب کو بھی لگی۔ لیکن اُس نے کرنل صاحب کو سلیوٹ وغیرہ نہ کیا۔ کرنل صاحب نے مُجھ سے مکالمہ جاری رکھا۔

''معلوم ہوتا ہے تمہارا ڈسپلن ٹھیک نہیں ہے۔ کیا نام ہے تمہارا؟''

نام عرض کیا، لیکن کرنل صاحب نام سے زیادہ یہ چاہتے تھے کہ ڈرے، کانپے اور معافی مانگے۔ جب ایسا نہ ہُوا تو آپ نے ذرا زیادہ خوفناک حربہ استعمال فرمایا اور بولے:

''اپنا شناختی کارڈ دکھاؤ۔''

شناختی کارڈ ہر وقت ہر افسر کے پاس ہوتا ہے۔ جیب سے نکال کر ادب سے پیش کیا، لیکن کانپنے سے پرہیز کیا۔ آپ نے کارڈ دیکھا۔ پھر اپنی نوٹ بک میں کچھ کوائف نوٹ کئے اور کارڈ واپس کرتے ہوئے بولے:

''تمہاری رپورٹ سب ایریا کمانڈر کو کی جائے گی۔ اب تم جاسکتے ہو۔'' عرض کیا! سر میں بھی کچھ عرض کرسکتا ہوں؟ فرمایا:۔ ''بولو''

سَر، جب آپ نے سائیکل رُکوا کر مجھے بیس قدم پیچھے طلب فرمایا تھا تو میں نے آ کر آپ کو سلیوٹ کیا تھا، لیکن آپ نے اُس کا جواب نہ دیا۔ میرے سلیوٹ میں کوئی نقص تھا؟''

بولے: ''ہم نے جواب نہیں دیا تھا؟ ہمیں خیال نہیں رہا ہوگا۔''

عرض کیا: ''ایسا ہی ہوگا مگر ابھی ابھی ایک انگریز کپتان بغیر سلیوٹ کئے گزرا، لیکن آپ نے اُسے ٹوکنا مناسب نہ سمجھا۔ سَر، گستاخی معاف، کیا آپ صِرف کالے کپتانوں کو ہی پکڑتے ہیں؟''

کرنل صاحب کے چہرے پر واضح گھبراہٹ تھی لیکن زبان میں دَم تھا۔ بولے: ''یہ تمہارا بزنس نہیں''

میں نے کہا: ''سَر، شاید آپ کو علم ہے یا نہیں، سب ایریا آرڈرز کی رُو سے سائیکل پر جاتے ہوئے سلیوٹ کرنا لازمی بھی نہیں۔''

کرنل صاحب کو اس سوال کا صحیح جواب نہیں آتا تھا۔ اِضطرار میں بولے: ''یہ ہمارا بزنس ہے''

عرض کیا: ''مجھے اس واقعہ کی رپورٹ اپنے کمان افسر کو کرنا ہوگی۔ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو کیا میں بھی آپ کا شناختی کارڈ دیکھ سکتا ہوں؟

اب اگر کوئی پختہ قسم کا جاندار سا کرنل ہوتا تو پہلے تو سلیوٹ پر جھگڑنے کی طِفلانہ حرکت ہی نہ کرتا اور اگر کر بیٹھتا تو پھر ایک پکڑے ہوئے کپتان کی یہ جرأت نہ ہوتی کہ اُلٹا شناختی کارڈ مانگتا۔ لیکن ہمارے دیسی بھائی بظاہر نومولود سے لفٹینٹ کرنل تھے اور غالباً اسی خاکسار پر پہلی مرتبہ کرنیلی آزمارہے تھے۔ یوں تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ کرنل صاحب ہمارے پاس سے گزرتے ہوئے مُسکرا کر ہاتھ ہلاتے اور ہم اپنے ہم وطن کے اوجِ طالع اور نگاہِ التفات پر فخر کرتے ہوئے جوابی ہاتھ ہلاتے، لیکن اب کرنل صاحب گرفت میں تھے تو یہ کمبل کا قصور نہ تھا، خود آپ نے اسے ذرا تنگ لپیٹا تھا۔ کسی قدر جھنجلا کر بولے:

''اگر تمہارا کارڈ دیکھنا ضروری ہے تو یہ رہا کارڈ۔''

کارڈ دیکھا تو لکھا تھا: ''لفٹینٹ کرنل ڈی سُوزا۔ یونٹ: ملٹری ہسپتال۔'' گویا آپ ڈاکٹر تھے۔ اب لازم نہ تھا کہ آپ کا نام پتہ یاد رکھنے کے لئے ہم بھی نوٹ بُک کا سہارا لیتے، لیکن ڈاکٹر صاحب کی ضیافت طبع کے لئے ہم نے کسی قدر اہتمام کے ساتھ جیب سے نوٹ بُک نکالی پھر ذرا خوش خطی سے کرنل صاحب کے کوائف لکھے اور آخر کار سلیقے سے کارڈ تہہ کر کے آپ کے ہاتھ میں دے دیا اور عرض کیا:

''مجھے جانے کی اجازت ہے؟''

کرنل صاحب نے جانے کی اجازت تو دے دی، لیکن اُن کے دل سے بے آواز پکار اٹھ رہی تھی کہ خُدا کے لئے مت جاؤ۔ ہم سے گھر میں ہی صلح کر لو۔

مَیس میں پہنچا تو کھانے کی میز پر اس حادثہ کا ذکر کیا۔ سامعین زیادہ تر لفٹینٹ اور کپتان ہی تھے۔ گویا جونیئر افسروں کی برادری تھی۔ ہمارے کارنامے پر خاصا فخر کیا گیا اور باقاعدہ فتح منائی گئی۔

(بجنگ آمد از کرنل محمد خان صفحات 208-206)

اسلام کانفرنس میں جماعت احمدیہ جرمنی کی شمولیت

جرمن اسلام کانفرنس جرمنی میں وفاقی سطح پر مملکت اور یہاں بسنے والے مسلمانوں میں گفت وشنید کا سب سے اہم فورم ہے۔ یہ فورم 2006ء میں اس وقت کے وزیر داخلہ، ڈاکٹر والفگانگ شوئبلے نے شروع کیا تھا۔ اس وقت سے وزارت داخلہ کے تحت اس فورم پر مختلف مسائل پر گفتگو کا سلسلہ جاری ہے جس کے تحت متفرق کام اور متعدد پروجیکٹ شروع کیے گئے ہیں۔ اس فورم میں جرمنی میں قائم مسلمانوں کی تنظیمیں، مختلف وفاقی وزارتیں، چند حکومتی نمائندے، بعض علماء اور ماہرین اور سول سوسائٹی کے کچھ نمائندے شامل ہیں۔

اس وقت اس فورم کا تیسرا دور چل رہا ہے۔ گزشتہ ادوار میں مندرجہ ذیل امور پر توجہ کی گئی تھی:

پہلا دور، 2006 تا2010ء

-جرمن معاشرہ کا نظام اور اقدار
-جرمنی کے دستور اساسی کے آئینہ میں مذہبی امور
-میڈیا اور معیشت کا کردار

دوسرا دور۔ 2010 تا2013ء

-جرمن یونیورسٹیوں میں اسلامی مذہبی تعلیم کا اجراء (اس سے مراد وہ تعلیم ہے جو مسلمانوں کو اپنے مذہبی امور کی انجام دہی کے لیے چاہیے مثلاً مساجد کے ائمہ کو نماز، نکاح، جنازہ وغیرہ کے مسائل سے آگاہی)
-دونوں صنفوں (مردوں عورتوں) میں برابری کے اصول پر عمل
-معاشرہ میں انتہاپسندی، اور انتشار کی پیش بندی

تیسرا دور۔ 2014 تا2017ء

-اسلامی رفاہ عامہ
-ہسپتالوں، جیلوں اور افواج میں اسلامی مذہبی بہبود کا کام

اس کے نتیجہ میں مندرجہ ذیل اہم کام ہوئے ہیں:
-سرکاری اسکولوں میں اسلامیات کی تعلیم
-مختلف یونیورسٹیوں میں اسلامی تعلیم کے شعبے بنائے گئے جہاں مسلمان پروفیسر اسلامی تعلیم دیتے ہیں۔
-اسلامی رفاہ عامہ کے مختلف پروجیکٹ مثلاً مسلمان اسائلم سیکرز کے متعلق۔

احمدیہ مسلم جماعت جرمنی کو 2013ء سے اس فورم کے باقاعدہ ممبر کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ اس وقت سے جماعت اس فورم کی میٹنگز اور کانفرنسوں میں شامل ہوتی ہے اور ہمیشہ معین اور مثبت انداز میں اپنا کردار ادا کرتی رہی ہے۔ بہت سے امور میں جماعت نے اللہ کے فضل کے ساتھ ایسے اہداف حاصل کر لیے ہیں جو جرمنی میں مسلمانوں کی انٹیگریشن کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مثلاً
-جرمنی میں KdöR کی قانونی حیثیت جماعت کو ملنے کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ، جرمنی میں تنظیموں کے لیے اعلیٰ ترین ممکن درجہ رکھتی ہے جو چرچ کے پاس بھی ہے اور یوں جرمن نظام کا فعال حصہ ہے۔
-سرکاری اسکولوں میں اسلامیات کی تعلیم: جماعت صوبہ ہیسن میں سرکاری اسکولوں میں اسلامیات کی تعلیم دینے کے لئے صوبائی حکومت کی معاون ہے۔
-النصرت: یہ جرمنی میں پہلا اسلامی رفاہی ادارہ ہے جس کے ذریعہ جماعت حکومت اور دیگر رفاہی اداروں کے ساتھ مل کر متعدد رفاہی کام کر رہی ہے۔
-جامعہ احمدیہ: جماعت احمدیہ جرمنی جامعہ احمدیہ کی صورت میں مبلغین اور امام تیار کرنے کا واحد اسلامی ادارہ چلا رہی ہے۔

جرمن اسلام کانفرنس کے موجودہ دور میں ائمہ کی تیاری ایک خاص موضوع ہے جس پر تفصیل سے بحث ہو رہی ہے۔ جماعت اپنے تجربہ کی بنا پر اس ضمن میں ایک فعال اور مثبت کردار ادا کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ جماعت کو آئندہ بھی جرمن اسلام کانفرنس میں مثبت فعال کردار ادا کرنے اور اس طرح جرمن معاشرہ میں اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اوپر دی گئی تصویر میں اسلام کانفرنس کے جملہ شرکاء ہیں جن میں سب سے پیچھے درمیان میں امیر جماعت احمدیہ جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کھڑے ہیں۔

(رپورٹ: وہاج بن ساجد۔ اردو ترجمہ: محمد داؤد مجوکہ)

بقیہ: جلسہ سالانہ پر بازار از صفحہ 23

ہے۔ ان کی توقعات میں ایک نئی تبدیلی پیدا ہوتی ہے، پھر وہ سوچتے ہیں کہ جتنی اعلیٰ توقعات ہم نے رکھی ہوئی ہیں۔ یہ بہرحال وہ توقعات نہیں ہیں۔ اور اگر وہ ایمان سے منحرف نہ بھی ہوں۔ تب بھی ان چیزوں کو دیکھ کر ان کے اخلاص کے اندر کمی ضرور آجاتی ہے اور اخلاص بڑھنے کے مواقع تو بہرحال ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔

پس بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ رازق ہے اس پر توکّل کریں جتنا خدا دیتا ہے وہ قبول کریں اور اگر آپ خدا کی خاطر بددیانتی سے باز رہیں گے، منافع کو مناسب رکھیں گے اور حسن اخلاق سے پیش آئیں گے۔ بلکہ اگر کوئی شخص غلط چیز لے گیا ہے اور واپس کرنے آتا ہے تو باوجود اس کے کہ آپ کا دستور نہیں ہے۔ آپ واپس لینا قبول کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ آپ کے افعال میں برکت دے گا اور آپ کے نقصان کو بھی فائدے میں بدل دے گا۔ توکّل کریں۔ پھر دیکھیں تو سہی اپنے خدا کو وہ کس قسم کا خدا ہے۔ یونہی بدظنیاں کرکے اپنا نقصان کر رہے ہیں حالانکہ بہت ہی محبت کرنے والا خدا ہے۔ بہت بڑھا کر عطا کرتا ہے۔ کبھی تھوڑا سا آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس آزمائش میں پورا اترنے کی کوشش تو کریں۔

پس دکانداروں کو بھی خصوصیت کے ساتھ اپنے اخلاق کی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہئے اور دیانتداری کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔ اگر وہ محض للہ ایسا کریں گے تو ان کے رزق میں برکت ہوگی ان کے ایمان میں بھی برکت ہوگی ان کی اولادوں میں بھی برکت ہوگی اور اللہ تعالیٰ ان پر بڑے فضل نازل فرمائے گا۔" (خطبات طاہر جلد اول صفحہ 345-343)

اولڈ سٹوڈنٹس ٹی آئی کالج ربوہ متوجہ ہوں

جرمنی میں تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن 2006ء سے قائم ہے۔ لیکن ابھی تک جرمنی میں بہت سے ایسے دوست موجود ہیں جنہوں نے ایسوسی ایشن کی ممبر شپ حاصل نہیں کی۔ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہر وہ طالب علم جس نے کالج کے قومیائے جانے سے قبل یا بعد تعلیم الاسلام کالج میں تعلیم حاصل کی ہے وہ اس ایسوسی ایشن کا ممبر ضرور بنے۔ جلسہ سالانہ جرمنی 2019ء کے موقع پر بک سٹال پر ممبر شپ فارم مہیا ہوگا۔

(عرفان احمد خان قائمقام صدر ایسوسی ایشن 0171-1974701)

بلانے والا ہے سب سے پیارا

1) معروف خادم سلسلہ اور شاعر محترم مبارک صدیقی صاحب (یوکے) کی بیٹی عزیزہ مریم سلمان ایک مختصر علالت کے بعد مورخہ 17 جون 2019ء کو لندن کے st. George's ہسپتال میں اپنے خالق حقیقی سے جاملیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 21 جون کو بعد نماز جمعہ مسجد مبارک اسلام آباد میں از راہ شفقت عزیزہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس سے قبل قریباً 15 منٹ تک خطبہ جمعہ میں مرحومہ کا ذکر خیر بھی کیا۔ محترم مبارک صدیقی صاحب ایم ٹی اے کے مستقل پروگرام انتخاب سخن کے انچارج ہیں اور احمدی شاعر کی حیثیت سے بھی معروف ہیں۔ آپ کی خوبصورت گفتگو اور بیان کئے ہوئے واقعات ہر چھوٹے بڑے کے لئے دلچسپی کا باعث ہوتے ہیں۔ ایک جہان میں مسکراہٹیں پھیلانے والے ہمارے یہ بھائی مبارک صدیقی صاحب اور ان کے افراد خاندان اس جواں سال المناک وفات پر آج ناقابل بیان حد تک سوگوار ہیں۔ اس اندوہناک غم میں اراکین ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی بھی اپنے اس بھائی، مرحومہ کے شوہر مکرم سلمان ڈوگر صاحب اور دیگر لواحقین کے ساتھ برابر کے شریک ہیں اور دلی تعزیت اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے، پسماندگان اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خصوصاً مرحومہ کی پیچھے چھوڑی ہوئی دو چھوٹی چھوٹی بچیوں کا ہر لحہ وہر آن حافظ و ناصر ہو، اور راضی برضائے مولا کریم رکھے، آمین۔

2) محترمہ طلعت عثمان صاحبہ اہلیہ مکرم ابراہیم عثمان خان صاحب زعیم انصار اللہ حلقہ بیت السبوح نورڈ مورخہ 26/اپریل 2019ء کو بقضائے الٰہی بعمر 56 سال وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مورخہ 29/اپریل بروز سوموار بعد نماز مغرب بیت السبوح میں مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور مورخہ 03 مئی 2019ء کو Süd Friedhof فرینکفرٹ میں مرحومہ کو سپرد خاک کیا گیا۔ تدفین سے قبل مربی سلسلہ مکرم مولانا امتیاز احمد شاہین صاحب نے دوبارہ نماز جنازہ پڑھائی اور بعد از تدفین دعا کروائی۔ ان ہر دو مواقع پر احباب جماعت کی کثیر تعداد نے شرکت کی، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مرحومہ مکرم شیخ محمد حنیف صاحب مرحوم امیر جماعت کوئٹہ وصوبائی امیر صوبہ بلوچستان کی صاحبزادی تھیں اور مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل ربوہ کی بہو تھیں۔ لجنہ اماء اللہ حلقہ بیت السبوح فرینکفرٹ میں بطور سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری صنعت و دستکاری خدمات بجالاتی رہیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرنے والی سادہ مزاج اور صابر وشاکر خاتون تھیں۔ بیماری کا بہت صبر کے ساتھ مقابلہ کیا، خلافت احمدیت سے محبت کا تعلق تھا۔ بکثرت صدقہ وخیرات کرنے اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔

مرحومہ نے خاوند کے علاوہ ایک بیٹا اور 2 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو خُلد بریں میں پیاروں کا قرب عطا کرے اور مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے، آمین۔

3) خاکسار کی خوشدامن مکرمہ شمیم سیال صاحبہ اہلیہ مکرم مبشر احمد سیال صاحب مرحوم مورخہ 8/مئی 2019ء جرمنی میں بعمر 69 سال وفات پاگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور دینی مطالعہ کا شوق رکھتی تھیں خصوصاً کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص عشق تھا۔ ابتداء سے ہی لجنہ اماء اللہ جرمنی کی فعال ممبر رہیں۔ خاوند کی وفات کے بعد قریباً دو سال کا عرصہ نہایت صبر وحوصلہ کے ساتھ گزارا۔ مرحومہ نے 4 بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں جو سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ (شاہد منصور تاثیر، لانگن)

بھنگ کے خلاف جنگ

سید عامر سفیر، چیف ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز

زیر نظر مضمون میں اس سوال کا جائزہ لیا جائے گا کہ نشہ آور اشیاء مثلاً بھنگ وغیرہ (Cannabis) کے بالخصوص تفریحی استعمال کے بارہ میں اسلام کی کیا تعلیم ہے جبکہ کئی ممالک ایسی نشہ آور اشیاء کو عام استعمال کیلئے قانونی طور پر جائز ٹھہرا رہے ہیں۔

بھنگ پر بحث کا پس منظر

حال ہی میں برطانیہ میں ایک متنازع کیس سامنے آیا جو عوام کی بڑی دلچسپی کا باعث بھی بنا جس کا تعلق طبی بھنگ سے تھا جو بھنگ کی ایک قسم ہے اور بعض مخصوص بیماریوں کے علاج میں مستعمل ہے۔ بھنگ کو قانونی طور پر جائز قرار دینے کی بحث کو ایک خاتون نے مزید ہوا دی جس کا بارہ سالہ بچہ شدید مرگی کا شکار تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ نشہ آور چیز ہی ایک واحد ذریعہ ہے جس سے اس کے بچے کو خطرناک دَوروں سے سکون ملتا ہے۔ چنانچہ بھنگ کے استعمال پر بحث ایک مرتبہ پھر شروع ہوگئی جبکہ عوام نے اس معصوم بچے سے بڑی ہمدردی کا مظاہرہ کیا۔

بھنگ میں کینابیڈیول (CBD) cannabidiol بھی ہوتا ہے اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اس کے استعمال سے بچوں کے مرگی کے دوروں میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اس بچہ کے کیس کے بعد برطانیہ میں ڈاکٹروں کو یکم نومبر 2018ء سے قانونی طور پر میڈیکل بھنگ تجویز کرنے کی اجازت مل گئی ہے جبکہ منشیات کے غلط استعمال سے متعلق ایڈوائزری کونسل نے وزیر داخلہ ساجد جاوید کو اس کے طبی فوائد سے آگاہ کیا۔ ایشیا میں تھائی لینڈ (Thailand) وہ پہلا ملک ہے جس نے بھنگ کے طبی اور تحقیقی استعمال کو دسمبر 2018ء سے جائز قرار دیا ہے۔ امریکہ کے 31 صوبوں میں بھی بھنگ کا طبی استعمال جائز ہے۔

2017ء میں جرمنی میں ایک قانون پاس ہوا جس نے بھنگ کے ادویاتی استعمال کو جائز ٹھہرایا۔ چنانچہ ڈاکٹر اب بھنگ کو خشک پھولوں کی شکل میں طبی استعمال کیلئے تجویز کرسکتے ہیں[2]۔ گوکہ بھنگ کے طبی فوائد پر اتفاق ہے تاہم اس کا استعمال زیادہ تر فارغ اوقات میں آرام اور خوشی حاصل کرنے کیلئے کیا جاتا ہے نہ کہ اس کے طبی فوائد کے پیش نظر۔ کیونکہ بھنگ نشہ کی کیفیت پیدا کرنے کیلئے دنیا بھر میں استعمال کی جاتی ہے جس سے عارضی طور پر آرام اور سکون ملتا ہے۔

گزشتہ مہینوں میں بھنگ کے عام استعمال کو جائز قرار دینے

انگریزی سے ترجمہ: مکرم انصر بلال صاحب
ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز (جرمن ایڈیشن)

کو گہری نظر سے دیکھا گیا۔ تاہم جرمنی اور اسی طرح دیگر یورپین ممالک میں بھنگ کا شمار ان ناجائز منشیات میں ہوتا ہے جس کا وسیع پیمانے پر استعمال ہوتا ہے۔

نشہ آور اشیاء پر نظر رکھنے والا یورپین ادارہ ہر سال ایک ڈرگز رپورٹ شائع کرتا ہے جس میں یورپین ممالک میں منشیات کے استعمال کا رجحان دکھایا جاتا ہے۔ 2018ء کی رپورٹ کے مطابق 92 ملین سے زائد بالغ یورپین اپنی عمر میں ایک دفعہ ضرور ناجائز منشیات استعمال کر چکے ہیں۔ یہ یورپین یونین میں رہنے والے 15 سے 64 سال والوں کا چوتھا حصہ بنتا ہے۔ منشیات میں عمر کے مختلف طبقوں میں سب سے زیادہ بھنگ کا نشہ کیا جاتا ہے (53.5 ملین مرد اور 34.3 ملین خواتین)[3]۔

جرمنی میں بھی بعینہٖ صورتحال نظر آتی ہے۔ ایک جرمن ادارہ

کی منشیات کے استعمال سے متعلق رپورٹ کے مطابق کم از کم ہر چوتھا جرمن باشندہ اپنی زندگی میں ناجائز منشیات استعمال کر چکا ہے۔ بھنگ کے نشہ کا رجحان نہ صرف نوجوانوں میں بلکہ بڑوں میں بھی اہمیت حاصل کرتا جارہا ہے[4]۔

امریکہ میں 2016 میں 118 ملین افراد نے بتایا کہ وہ اپنی زندگی میں بھنگ کا استعمال کر چکے ہیں۔ یہ تقریباً ہر تیسرا امریکی باشندہ بنتا ہے۔ اس کا تفریحی استعمال 9 صوبوں اور امریکی دارالحکومت Washington, D.C میں جائز ہے۔

یوروگوائے Uruguay وہ پہلا ملک ہے جس نے بھنگ کے تفریحی استعمال کو دسمبر 2013 میں جائز قرار دیا۔ حال ہی میں کینیڈا نے بھی ایک قانون پاس کیا ہے جس کے ذریعہ بھنگ کا تفریحی استعمال جائز ہوگیا ہے۔ ستمبر 2018ء سے کینیڈا کے باشندے بھنگ کو خرید سکتے اور استعمال کر سکتے ہیں۔ یوں کینیڈا دوسرا ملک ہے جس نے بھنگ کو قانوناً جائز ٹھہرایا ہے۔

ایسی صورتحال میں جبکہ کئی ممالک نشہ آور اشیاء کو عام استعمال کیلئے قانونی طور پر جائز ٹھہرا رہے ہیں، یہ سوال بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ اسلام منشیات مثلاً بھنگ وغیرہ (Cannabis) کے بالخصوص تفریحی استعمال کے بارہ میں کیا کہتا ہے؟

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی

خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے اور بھنگ کے استعمال سے متعلق اسلامی نظریہ استفسار کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے قارئین یقیناً حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی متفرق موضوعات پر اصولی راہنمائی سے استفادہ کرتے ہیں۔ یہ ارشادات نہایت ہی پُرحکمت اور ہمیشہ اسلامی تعلیمات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ذیل میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی میرے سوال پر راہنمائی پیش خدمت ہے کہ اسلام کی بھنگ اور دیگر منشیات کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"منشیات حرام ہیں کیونکہ وہ انسان کیلئے نقصان دہ ہیں۔ اسلام میں ہر نقصان دہ چیز جو انسان کو تقویٰ سے دور لے جاتی ہے منع ہے۔ نبی کریمؐ کے زمانہ میں لوگ شراب نوشی

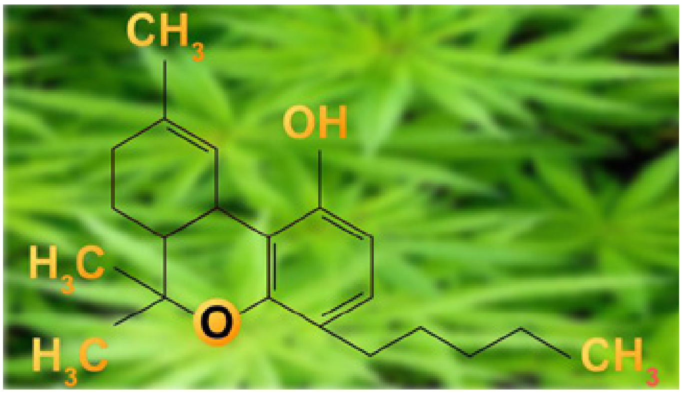

کرتے تھے مگر یہ ان کی صحیح طور پر نماز کی ادائیگی میں حائل تھی کیونکہ وہ نشہ کی حالت میں ہوتے تھے اس لئے وہ حرام ہوگئی۔ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ سگریٹ نوشی کیوں حرام نہیں جیسے دیگر منشیات مثلاً بھنگ وغیرہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سگرٹ نوشی حرام تو نہیں ہے لیکن اگر وہ نبی کریمؐ کے زمانہ میں ہوتی تو حرام ٹھہرا دی جاتی۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کو سگریٹ نوشی کے نقصانات معلوم ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے سگریٹ کے ڈبوں پر واضح تنبیہات آویزاں کی جاتی ہیں۔ کینسر، پھیپھڑوں کی بیماریاں اور سگریٹ نوشی کے تمام دیگر نقصانات معلوم ہیں۔ اسی طرح دیگر منشیات جیسے بھنگ اور گانجا وغیرہ کی صورتحال ہے کہ ان کے تمام نقصانات عیاں ہو جائیں گے (جبکہ اس وقت چند لوگوں کا نظریہ ہے کہ وہ صحت کیلئے نقصان دہ نہیں)۔ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ کوئی بھی چیز جو قلیل مقدار میں نقصان دہ ہے وہ حرام ہے۔ تاہم اسلام یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ اگر وہ بالخصوص ایک انسان کی زندگی بچانے میں ممد ثابت ہو سکتی ہے تو اس کی اجازت بھی دی گئی ہے۔"

باوجود اس کے کہ بھنگ کے واضح طور پر بعض طبی فوائد معلوم ہیں تاہم یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ بھنگ کے کثرتِ استعمال کے نتیجہ میں اسے استعمال کرنے والے کو حالات اور اپنی کیفیت پر منحصر کئی ناگوار تجربوں سے گزرنا پڑتا ہے، جیسے الجھن کا شکار، فریب نظری، خوف اور ذہنی اختلال وغیرہ۔

بعض نشہ کرنے والوں پر اس کا نفسیاتی اثر بھی ہو سکتا ہے جیسے فریب نظری اور تصوری دھوکا جو کئی گھنٹوں تک رہ سکتا ہے اور بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ لگتا ہے کہ اس نشہ کے باقاعدہ استعمال کے نتیجہ میں نفسیاتی بیماریوں اور دیرپا دماغی شقاق (schizophrenia) کا خطرہ دگنا ہو جاتا ہے[6]۔ بھنگ کے دیرپا دماغی نقصانات ہیں اور اس کے استعمال سے انسان کے جسم اور نفسیات کو مستقل نقصان پہنچ سکتا ہے، جیسے دماغی شقاق (schizophrenia)۔

بھنگ کے دیرپا منفی اثرات پریشانیوں کا باعث ہیں جن میں مستقل جسمانی اور ذہنی نقصانات شامل ہیں جیسے دماغی شقاق وغیرہ۔

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے باقاعدہ استعمال سے صدمے بڑھتے اور تحریک و ترغیب میں کمی واقع ہوتی ہے۔ بعض محققین کے نزدیک اس کے باقاعدہ استعمال کے نتیجہ میں شعور میں قلیل مگر ناقابل علاج کمی ہو جاتی ہے۔

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام میں ایسی منشیات کی حرمت کی فلاسفی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اہم نکتہ یہ ہے کہ اگرچہ یہ غلط ہے تاہم مقصد کوشش اور اصلاح ہے۔ نشہ کرنے والے سے کسی قسم کی دشمنی تو نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اصل مقصد اس کو بچانا ہے۔ بنیادی اصول یہ ہے کہ جو چیز آپ اپنے لئے بُری سمجھتے ہیں اس کو دوسروں کیلئے بھی بُرا سمجھیں۔ آپ کو دوسروں کو بھی اس چیز سے بچانا چاہیئے جس سے آپ خود بچنا چاہتے ہیں۔"

بہر حال اسلام کا حکم واضح ہے کہ نشہ آور اشیاء اور منشیات بُری ہیں مثلاً نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ نے شراب پر لعنت کی ہے، شراب پینے والے پر، شراب پیش کرنے والے پر، شراب خریدنے والے اور بیچنے والے پر اور اسے تقسیم کرنے والے پر۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ جبکہ اسلام میں اس کے استعمال پر کوئی سزا تجویز نہیں تاہم انتظامی سرزنش

ممکن ہے۔ اس کا مقصد اس شخص کی اصلاح ہوگا تا کہ وہ اس لعنت اور عذابِ الٰہی کے نیچے نہ آجائے۔ کون چاہے گا کہ اس پر لعنت پڑے؟ جب میں غانا میں تھا تو ایک کرنل نے جو ہمسایہ بھی تھا ایک دن شراب کی بوتل ہماری فرج میں رکھوانے کیلئے بھجوائی۔ میں نے رکھنے سے انکار کر دیا۔ اس پر کرنل کو غصہ آیا اور ہمارے دروازے پر آ کر زور سے دستک دیتے ہوئے کہنے لگا کہ ایک بند بوتل کو اپنی فرج میں رکھنے کا کیا نقصان تھا؟ میں نے جواب دیا کہ ہمارے نبیؐ نے فرمایا ہے کہ وہ جو شراب پینے کیلئے فراہم کرتا ہے، جو شراب تیار کرتا ہے، جو شراب رکھتا ہے اور جو اسے بیچتا ہے وہ سب جہنمی ہیں۔ میں نے اسے کہا کہ تم خود ہی فیصلہ کر لو، کیا میں یہ پسند کروں گا کہ میرا شمار جہنمیوں میں ہو؟ یقیناً نہیں! چنانچہ ہمیں اپنے آپ کو اس چیز سے بچانا چاہیئے جس سے نبی کریمؐ نے ہمیں بچنے کا حکم دیا ہے"۔

بھنگ جیسی منشیات کے نقصانات ان کے فوائد سے زیادہ ہیں۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میری توجہ چند آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کی طرف پھیری جن سے اسلام کے منشیات کے بارہ میں نظریہ پر راہنمائی ملتی ہے۔

سورۃ البقرۃ کی آیت 220 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وہ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تُو کہہ دے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ (بھی) ہے اور لوگوں کے لئے فوائد بھی۔ اور دونوں کا گناہ (کا پہلو) ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے۔ اور وہ تجھ سے (یہ بھی) پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ ان سے کہہ دے کہ (ضروریات میں سے) جو بھی بچتا ہے۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے (اپنے) نشانات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم تفکّر کرو۔"

قرآن کریم میں واضح لکھا ہے کہ بعض فوائد بھی ہیں تاہم بھنگ جیسی منشیات کے نقصانات ان کے فوائد سے بڑھ کر ہیں۔ مسلمانوں کو ان کے نفسیاتی نقصانات سے متنبہ کیا گیا ہے کہ یہ انسان کے دماغ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ النساء کی آیت 44 میں فرماتا ہے:

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم پر مدہوشی کی کیفیت ہو۔ یہاں تک کہ اس قابل ہو جاؤ کہ تمہیں علم ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اور نہ ہی جُنبی ہونے کی حالت میں (نماز کے قریب جاؤ) یہاں تک کہ نہالو سوائے اس کے کہ تم مسافر ہو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا مسافر ہو یا تم میں سے کوئی طبعی حوائج سے فارغ ہوا ہو یا تم نے عورتوں سے تعلق قائم کیا ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو خشک پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔ سو تم اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مسح کرو۔ یقیناً اللہ بہت درگزر کرنے والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ "ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرتی ہے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔"

(سنن ابن ماجہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی شراب مت پیؤ کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پی ورنہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملے گی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا اور نہ پلیدیوں سے پاک کرے گا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے تم اس سے بچو۔"

باوجود اس کے کہ ان کا قلیل مقدار میں استعمال نقصان دہ نہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہمیں متنبہ کرتے ہیں کہ منشیات کو حرام قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ تفریحی طور پر استعمال ہونے والی منشیات نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ کل معاشرے کیلئے نقصان دہ ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجا، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں اور آخرت کا عذاب الگ ہے"۔

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"جب انسان نشہ کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر چھوڑنا مشکل ہے یہ نشہ بھی کیا شئے ہے کہ ایک طرف زندگی کو کھاجاتا ہے دوسری طرف زندگی کا شہتیر بھی ہے نشہ والوں کو نشہ نہ ملے تو موت تک نوبت پہنچ جاتی ہے"۔

(یہ مضمون رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے اگست 2018 کے شمارہ میں شائع ہوا اور ریویو آف ریلیجنز جرمن ایڈیشن کے 2019 کے پہلے شمارے میں شائع ہوا۔ انگریزی رسالہ ماہوار شائع ہوتا ہے جبکہ جرمن ایڈیشن کی اشاعت سہ ماہی ہوتی ہے۔)

حوالہ جات

1-https://www.theguardian.com/lifeandstyle/2018/jun/22/legalise-medical-cannabis-uk-billy-caldwell-law-reform

2-https://www.dbdd.de/fileadmin/user_upload_dbdd/05_Publikationen/PDFs/REITOX_BERICHT_2018/2018_Kurzbericht_illegaleDrogen.pdf

3،4 -https://www.dbdd.de/fileadmin/user_upload_dbdd/05_Publikationen/PDFs/REITOX_BERICHT_2018/2018_Kurzbericht_illegaleDrogen.pdf

5 -https://www.statista.com/topics/3117/recreational-marijuana/

6 -https://www.rcpsych.ac.uk/healthadvice/problemsanddisorders/cannabismentalhealthkey.aspx

7 -https://www.bbc.co.uk/news/uk-44531112

8۔ کشتی نوح، صفحہ 29، روحانی خزائن جلد 19

9۔ کشتی نوح، صفحہ 70 تا 71، روحانی خزائن جلد 19

10۔ ملفوظات جلد 2، صفحہ 423

پناہ گزینوں کا عالمی دن

عرفان احمد خان

اقوام متحدہ نے 20 جون کو پناہ گزینوں کا عالمی دن قرار دے رکھا ہے اور اقوام متحدہ کی طرف سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق 2018ء کے آخر تک 70.8 ملین افراد پناہ گزینوں کی تعریف میں شامل تھے۔ اقوام متحدہ نے پناہ گزینوں کو تین درجوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ 41.3 ملین افراد وہ ہیں جو خانہ جنگی سے متاثر ہو کر اپنے گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور اب عارضی کیمپوں میں بیٹھ کر حالات کے پُرامن ہونے اور گھروں کو واپس لوٹنے کے منتظر ہیں۔ 29.9 ملین وہ افراد ہیں جن کے لئے گھر بار کے علاوہ اپنا ملک چھوڑنا بھی ان کی مجبوری بن گیا اور وہ دوسرے ممالک کی سرحدوں پر کیمپوں میں پناہ گزین ہیں۔ تیسرا درجہ ان مہاجرین کا ہے جنہوں نے دوسرے ممالک میں جا کر اپنے ملک کے حالات کے خلاف اسائلم کی درخواست دی ہے۔ جن ممالک نے حالات سے متاثرہ خاندانوں کو اپنے ملک میں پناہ دی ان میں پہلے پانچ ممالک میں ترکی نے 3.70 ملین، پاکستان نے 1.40، یوگنڈا نے 1.17، سوڈان نے 1.07 اور جرمنی نے 1.06 ملین شامل ہیں۔ متاثرین کا جائزہ لیا جائے تو پہلے پانچ ممالک کی تعداد کچھ اس ترتیب سے بنتی ہے۔ شام 6.70، افغانستان 2.70، جنوبی سوڈان 2.30، برما 1.10 اور صومالیہ 0.95 ملین ہے۔ اگر گزشتہ 10 سال کا جائزہ لیا جائے تو پچھلے سات سال میں پناہ گزینوں کی تعداد میں 65 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ان مہاجرین کی آبادکاری اور نگہداشت کی ذمہ داری اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے UNHCR کے سپرد ہے۔ ترقی یافتہ ممالک نے اس کام کے لئے اپنے اپنے ملک میں ادارے قائم کر رکھے ہیں جہاں ایک مربوط نظام قائم ہے۔ اس لئے اقوام متحدہ کو اپنی زیادہ توجہ ترقی پذیر ممالک کی طرف رکھنی پڑتی ہے جس کے لئے جرمنی اقوام متحدہ کا ایک مضبوط بازو ہے۔ اس کام کے لئے مالی مدد دینے والوں میں بھی جرمنی پہلی پوزیشن پر ہے۔ اسی ہفتہ کے دوران اقوام متحدہ کے کمشنر برائے مہاجرین Filippo Grandi نے جرمن وزیر خارجہ اور جرمن حکومت کے کمشنر برائے مہاجرین سے ملاقاتیں کی ہیں اور دنیا میں پناہ گزینوں کی صورتِ حال پر جرمنی سے مزید امداد کا تقاضا کیا ہے۔

خود جرمنی نے یورپین یونین ممبر ممالک میں سب سے زیادہ تعداد میں مہاجرین کو قبول کیا ہے۔ ملک کے اندر حکومت کی مہاجرین کی آبادکاری کی پالیسی پر شدید تنقید کی جاتی رہی ہے۔ گزشتہ الیکشن اور پھر بعد میں ہونے والے صوبائی انتخابات میں حکومت کی مقبولیت میں کمی آئی ہے اور اسائلم مخالف سیاسی پارٹیاں پہلے سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب رہی ہیں۔ حکومت نے عوامی دباؤ کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اسائلم پالیسی میں تبدیلیاں کر کے اسائلم کے طریقہ کار کو تیز کرنے کی کوشش کی ہے۔ محفوظ ممالک کی فہرست جاری کر کے ان ممالک کے افراد کو واپس اپنے ملک بھجوانے کا عمل بھی تیز کر دیا ہے۔ جن لوگوں کو عدالتیں اسائلم کا حق نہیں دیتیں ان کو ڈی پورٹ کرنے میں بھی جلدی دکھانا شروع کر دی ہے۔ اور جو ممالک اپنے شہریوں کو لینے سے انکاری ہیں یا رکاوٹیں ڈال رہے ہیں وہاں سے ٹورسٹ ویزہ جاری کرنے کا عمل سست روی کا شکار کر دیا گیا ہے۔ مئی 2017ء میں اس وقت کے وزیر داخلہ نے یہ پالیسی بنگلہ دیش پر آزمائی تھی جس کے مثبت نتائج سامنے آئے اور اب یہ حکومتی پالیسی کا حصہ ہے۔ وہ تمام ممالک جو اپنے شہریوں کو واپس قبول کرنے میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں ان ممالک سے آنے والے سیاحوں کو ویزہ جاری کرنے کی تعداد محدود کر دی گئی ہے۔

لیکن ساتھ تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ جرمنی کو 2060ء تک ہر سال دو لاکھ ساٹھ ہزار ہنرمند افراد کی ضرورت ہے۔ ایک اور سروے رپورٹ کے مطابق اگلے دس سال میں جرمنی کو تین ملین ہنرمند افراد چاہئیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کے پیش نظر 2012ء میں بلیو کارڈ سکیم کا اجراء کیا گیا تھا۔ شروع میں اس سکیم سے فائدہ اٹھانے والوں کے پاس یونیورسٹی ڈگری ملازمت کی یقین دہانی اور سالانہ تنخواہ ترپن ہزار چھ سو یورو ہونا ضروری تھا۔ اس سکیم سے زیادہ تر بھارت، روس اور چین کے شہریوں نے فائدہ اٹھایا۔ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق 2018ء تک صرف ایک لاکھ چار ہزار افراد اس سکیم سے فائدہ اٹھانے والوں میں شامل تھے۔ ان میں سے بھی بیالیس اعشاریہ تین فیصد (42.3٪) جرمنی چھوڑ گئے اور (57.8٪) جرمنی میں رہنا چاہتے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ سکیم پورے طور پر کامیاب نہیں رہی۔ دوبارہ حکومت اس پالیسی کو نرم کر کے مزید سہولتیں دینے کا اعلان کر چکی ہے۔ لیکن زبان کے فرق اور بیوروکریسی کے رویہ سے تنگ لوگ جرمنی ٹھہرنا پسند نہیں کر رہے۔ لوگوں کو متوجہ کرنے

کے لئے برلن کی صوبائی حکومت نے ایک نیا دفتر کھولا ہے جس کا جرمن زبان میں نام Landesamt für Einwanderung یعنی امیگریشن کا سرکاری دفتر رکھا ہے۔ یہ دفتر بلیو سکیم کے تحت آنے والوں کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ اور نئے آنے والوں کو مختلف دفتروں کے چکر لگانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ان سہولیات کے باوجود جرمن انڈسٹری کو جس قدر ہنر مند افراد کی ضرورت ہے اس کا دس فیصد بھی پورا کرنے میں جرمن امیگرنٹ پالیسی ناکام ہے اور یہ بات جرمنی جیسے صنعتی ملک کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس لئے اب جرمن صنعتکار یونین Dutsche industrieverband اور جرمن چیمبر آف کامرس نے مل کر جرمن حکومت پر دباؤ بڑھایا ہے کہ اسائلم سیکرز کو ملک سے باہر نکالنے کی بجائے ان کو ٹریننگ دے کر انڈسٹری کی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ اس کے لئے جرمن انڈسٹری کے مرکزی ادارے نے ایک یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ کو سروے رپورٹ تیار کرنے کا کام سپرد کیا تھا۔ اس کے لئے انہوں نے حکومت کو جرمن چرچ کی مثال دی ہے۔ جرمنی میں رہنے والے وہ پناہ گزین جن کو ہر طرف سے انکار ہوجاتا ہے اور پولیس ان کی متلاشی ہوتی ہے تو وہ چرچ میں پناہ لے لیتے ہیں۔ 2016-2015ء کے دوران دو ہزار پانچ سو تینتیس افراد نے چرچ میں چھپ کر پناہ لی۔ اس معاملے کو حل کرنے کے لئے چرچ بورڈ بنا، جس نے جرمنی امیگریشن ادارے BAMF سے مذکرات کئے۔ جس کے نتیجہ میں 80٪ لوگوں کی رحم کی اپیلیں منظور کر کے ان کو جرمنی میں مستقل قیام کی اجازت دے دی گئی۔ ایسا ہی 2018ء میں ہوا جب اسی طرز پر دو ہزار پانچ سو تینتیس چرچ میں چھپے ہوئے افراد مستقل ویزہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اس کام میں چرچ نے یہ مدد کی کہ ایک سو بارہ ملین یورو کا فنڈ جمع کر کے مہاجرین کی آبادکاری کے لئے حکومت کو مہیا کیا۔ جرمن انڈسٹری بھی فنی مہارت سکھانے کے اخراجات اٹھانے کو تیار ہے۔ 2015ء میں جو لوگ آئے تھے ان میں سے اکثریت اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ 2018ء تک انڈسٹری نے چار لاکھ افراد کو ٹریننگ دے کر ہنر مند بنایا اور وہ سب جرمن صنعت کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ اسائلم کی درخواست دینے والے کو تین سے بارہ ماہ تک انتظار کے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس دوران سائل انتظامی مسئلوں میں گھرا رہتا ہے۔ اس وقت کو ضائع ہونے سے بچایا جانا چاہیے۔ پھر اسائلم والے زیادہ تر ایسی عارضی ملازمتیں کرنے پر مجبور ہیں جن کو لیبر مارکیٹ اہمیت نہیں دیتی۔ انہوں نے سروے کر کے بتایا کہ فروری 2018ء سے جنوری 2019ء تک ایک سال میں آٹھ ممالک افغانستان، اریٹریا، ایران، عراق، نائجیریا، پاکستان، صومالیہ اور شام سے آنے والوں میں سے پچانوے ہزار پناہ گزینوں پر سروے کیا گیا تو پتہ چلا کہ پچیس فیصد مستقل ملازمت پر لگے ہیں جبکہ پچھتر فیصد عارضی ملازمتوں پر کام کر رہے ہیں۔ یہ صورتِ حال ملک کی صنعت اور خود مہاجرین کے لئے اچھی نہیں۔ اس مجبوری کا حل یہی ہے کہ ایسے افراد کو فوری صنعتی ٹریننگ پر لگایا جائے۔ 18 اور 25 سال تک کی عمر کے سیاسی پناہ کے طالب کو دو سال جرمن زبان اور تین سال فنی ٹریننگ یعنی کل پانچ سال کا کورس لازمی کروایا جائے۔ انڈسٹری اس میں حکومت کے ساتھ تعاون کرے گی۔ سروے رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کام سیکھنے اور محنت سے کام کرنے میں پاکستان اور نائجیریا کے لوگ اوّل نمبر پر ہیں۔ لیکن پاکستانی زبان سیکھنے پر توجہ نہیں دیتے۔ سروے کے دوران جن پاکستانیوں سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو سب کا ایک ہی جواب تھا کہ جرمنی آنے پر جو خرچہ آیا ہے وہ قرض میں نے اُتارنا ہے اور گھر والوں کی بھی مدد کرنی ہے اس لئے توجہ زبان سیکھنے کی بجائے کام تلاش کرنے پر مرکوز رہی۔ شام، عراق اور افغانستان سے آنے والے زبان سیکھنے کو اہمیت دیتے ہیں۔ جرمن انڈسٹری نے حکومت کے آگے سوال اٹھایا ہے کہ 2015ء میں Bundesamt نے ایک ہزار ایک سو چالیس افراد کا انٹرویو کیا جن میں سے ایک سو پچانوے منظور کر کے نو سو پینتالیس کو مسترد کر دیا۔ اسی طرح 2016ء میں دس ہزار تین سو دس انٹرویو ہوئے جن میں سے چار سو تیس منظور اور نو ہزار آٹھ سو اکیاسی مسترد کر دیئے گئے۔ 2017ء میں سولہ ہزار آٹھ سو بیس کے پہلے انٹرویو ہوئے۔ آٹھ سو پچانوے منظور کئے گئے اور پندرہ ہزار نو سو تیس مسترد کر دیئے گئے۔ مسترد ہونے والوں کو عدالتوں کا رُخ کرنا پڑتا ہے اور جب تک کیس منظور نہ ہو ان کے کام کرنے اور ہنر سیکھنے میں بیوروکریسی حائل رہتی ہے اور ان کی عمر ضائع ہوجاتی ہے۔

2015-2017ء کے درمیان آنے والے اٹھائیس ہزار تین سو پچانوے افراد پر جو سروے کیا گیا ان میں 90.5٪ مرد اور 9.3٪ عورتیں تھیں۔ ان میں 74٪ وہ لوگ تھے جن کی عمر اٹھائیس سے چونتیس سال کے درمیان ہے۔ ان میں سے صرف 5.4٪ پہلے انٹرویو میں کامیاب ہو کر اسائلم کا حق لینے والوں میں شامل ہوئے۔ بلیو کارڈ سکیم اگر ملک کی ضرورت پوری نہیں کر رہی تو جو لوگ ملک میں موجود ہیں اور بیوروکریسی ان کے کام کرنے میں اور ان کو ہنر مند بنانے میں رکاوٹ ہے تو اس رکاوٹ کو قانون سازی کر کے دور کیا جائے۔ ایک پاکستانی لڑکے دانش ملک نے 2015ء میں سیاسی پناہ کی درخواست دی لیکن اس کا اسائلم منظور نہیں ہوا۔ وہ جرمن چانسلر انگیلا مرکل کے آبائی گاؤں میں رہائش رکھتا ہے اور وہاں کے بیڈمنٹن کلب کا ممبر ہے۔ جس نے دانش کا اسائلم کیس ختم ہونے پر اس کی مدد کی اور مقامی انتظامیہ کو اس بات پر تیار کیا کہ اگر وہ میل نرس کا کورس کر لے تو اس کو جرمنی میں قیام کا مستقل ویزہ دے دیا جائے گا۔ گزشتہ دنوں جب جرمن چانسلر نے گاؤں کے ٹاؤن ہال میں گاؤں کے رہائشیوں سے ملاقات کی تو دانش بھی ان میں شامل تھا اور اس نے اپنا پورا قصہ جرمن چانسلر کو سنایا اور ان سے درخواست کی کہ پناہ گزینوں کو جرمن اداروں کے لئے مفید بنانے پر غور کریں۔ جرمن چانسلر نے اس کو جواباً بتایا کہ حکومت اس پر کام کر رہی ہے اور ایسی پالیسیاں سامنے آنے والی ہیں جن سے جرمنی میں سیاسی پناہ طلب کرنے والوں کو فائدہ پہنچے گا۔

جرمن انڈسٹری کی طرف سے حکومت پر ڈالے جانے والے دباؤ سے امید پیدا ہوئی ہے کہ لوگوں کو جرمنی سے ڈی پورٹ کرنے کی پالیسی پر حکومت نظر ثانی کرے گی اور جو لوگ جرمنی میں اسائلم کے فیصلہ کے انتظار میں ہیں ان کے لئے پہلے سے نرم پالیسیاں بنا کر ان کی آبادکاری کی طرف متوجہ ہوگی۔ اس بارے میں حکومت اور Idustrieverband کے درمیان مذکرات کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور جلد مثبت نتائج سامنے آنے کی توقع ہے۔ لیکن اس کا فائدہ ان لوگوں کو ہوگا جو کام کرنے اور ہنر سیکھنے پر تیار ہوں گے۔

جرمنی میں جلسہ ہائے یوم خلافت کا انعقاد

مرتبہ: نعیم احمد نیئر، نمائندہ اخبار احمدیہ جرمنی

امسال بھی جماعت احمدیہ جرمنی کی تمام مقامی جماعتوں کو ماہ مئی میں جلسہ ہائے یومِ خلافت منعقد کرنے کی توفیق ملی، الحمد للہ۔ اب تک موصول ہونے والی رپورٹس کے مطابق 118 جماعتوں میں جلسہ ہائے یومِ خلافت منعقد کئے گئے جن میں مجموعی حاضری 8938 رہی علاوہ ازیں 7 لوکل امارات سے موصول ہونے والی رپورٹس کے مطابق مجموعی حاضری 3290 رہی موصولہ رپورٹس کے مطابق ان جلسوں کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

لوکل امارت گروس گیراؤ

لوکل امارت گروس گیراؤ کو مؤرخہ 26 مئی 2019ء بروز اتوار بعد از نماز ظہر مسجد بیت الشکور ناصر باغ میں جلسہ یوم خلافت منعقد کروانے کی توفیق ملی، جلسہ کی صدارت محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے کی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اردو و جرمن ترجمہ سے ہوا۔ بعد ازاں نظم پیش کی گئی۔ نظم کے بعد جرمن زبان میں تقریر کی گئی جس کا اردو زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ اس جلسہ کی ایک اہم تقریر مکرم عبد الباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نے اردو و جرمن زبانوں میں کی جس میں انہوں نے خلافت احمدیہ کے تاریخی حالات و واقعات پیش کئے۔ محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے خلیفہ وقت کی جماعت سے توقعات اور ہماری ذمہ داریاں کے عنوان پر مختصر مگر جامع الفاظ میں نصائح کیں۔ جلسہ میں 552 احباب و خواتین اور بچے شامل ہوئے۔

(رپورٹ: مدثر احمد خان، سیکرٹری تربیت لوکل امارت)

لوکل امارت مورفیلڈن

مؤرخہ 26 مئی کو بعد نماز ظہر مسجد سبحان میں لوکل امارت Mörfelden کا جلسہ یوم خلافت زیر صدارت مکرم محمد اکرم خان صاحب لوکل امیر منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد جرمن زبان میں استاذ الجامعہ مکرم طارق ظفر صاحب مربی سلسلہ نے جرمن اور اردو میں تقریر کرتے ہوئے خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات واضح کیں۔ دوسری تقریر مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ کی تھی جنہوں نے خلافت کے بعض دیگر پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے کی نہ صرف تلقین کی بلکہ اس کے عملی طریق بھی بتائے۔ دعا سے پہلے صدر اجلاس نے مختصر تقریر میں حاضرین اور مقررین کا شکریہ ادا کیا۔

لمبرگ

مؤرخہ 25 مئی 2019ء کو جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اردو و جرمن ترجمہ کے بعد تقریب کی مناسبت سے نظم پیش کی گئی۔ خلافت سے تعلق کے موضوع پر مکرم شبیر احمد صاحب نے اردو میں جبکہ مکرم نادر ادریس صاحب متعلم جامعہ احمدیہ نے اطاعت خلافت کے موضوع پر جرمن زبان میں تقریر کی۔ اس کے بعد ایک نظم پیش کی گئی اور آخر میں صدر جماعت لمبرگ نے "مقام خلافت اور اس کی اہمیت" کے موضوع پر اپنی معروضات پیش کیں۔ اس جلسہ میں 169 احباب و خواتین اور بچوں نے شرکت کی۔

(اکبر بیگ صدر جماعت لمبرگ)

روڈ گاؤ

مؤرخہ 26 مئی کو شام ساڑھے سات بجے مسجد انوار میں جماعت احمدیہ روڈ گاؤ کا جلسہ یوم خلافت زیر صدارت مکرم مسعود طاہر صاحب صدر جماعت منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد جرمن زبان میں مقامی مربی سلسلہ مکرم ذیشان باجوہ صاحب نے تقریر کی اور اطاعت کے مضمون پر روشنی ڈالی۔ علاوہ ازیں استاذ الجامعہ مکرم محمد فاتح ناصر صاحب مربی سلسلہ نے تقریر کرتے ہوئے خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات واضح کیں۔ آخری تقریر مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ کی تھی جنہوں نے خلافت اور دعا کا مضمون بیان کرتے ہوئے خلفائے سلسلہ کی قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ دعا کے بعد تمام حاضرین جلسہ کی افطاری کرائی گئی۔

گنزہائیم

جماعت گنزہائیم Ginsheim کے زیر انتظام مسجد غفور میں جلسہ یومِ خلافت محترم عبد اللہ واگس ہاوزر صاحب نیشنل امیر منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد اطفال کے مابین کوئز کا مقابلہ کروایا گیا۔ یہ سوالات خلافت سے متعلق تھے۔ آخر پر امیر صاحب نے خطاب ارشاد فرمایا جس کا موضوع برکاتِ خلافت تھا۔ (راشد کاہلوں، صدر جماعت گنزہائیم)

اوپر دی گئی تصویر میں دائیں سے بائیں: مکرم مدثر احمد خان صاحب، سیکرٹری تربیت، لوکل امارت۔ مکرم منور احمد صاحب، لوکل امیر گروس گیراؤ۔ مکرم عبد اللہ واگس ہاوزر صاحب، نیشنل امیر جرمنی۔ مکرم عبد الباسط طارق صاحب مربی سلسلہ

احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے
تیرے کرم نے پیارے یہ مہرباں بلائے
یہ دن چڑھا مبارک مقصود جس میں پائے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

مہماں جو کر کے اُلفت آئے بصد محبت
دِل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے دوستو پیارو! عقبیٰ کو مت بِسارو
کچھ زادِ راہ لے لو، کچھ کام میں گذارو
دُنیا ہے جائے فانی دِل سے اِسے اُتارو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآں کتابِ رحماں سِکھلائے راہِ عرفاں
جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں
اُن پر خدا کی رحمت جو اس پہ لائے ایماں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

ہے چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت
یہ ہیں خدا کی باتیں اِن سے ملے ولایت
یہ نور دِل کو بخشے دِل میں کرے سرایت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

درثمین

Jalsa Salana 2019

44. JÄHRLICHE VERSAMMLUNG

5.-7. Juli 2019 in Karlsruhe

Monthly
AKHBAR-E-AHMADIYYA
Germany

VOL 20 | ISSUE 07 | JULY 2019

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir